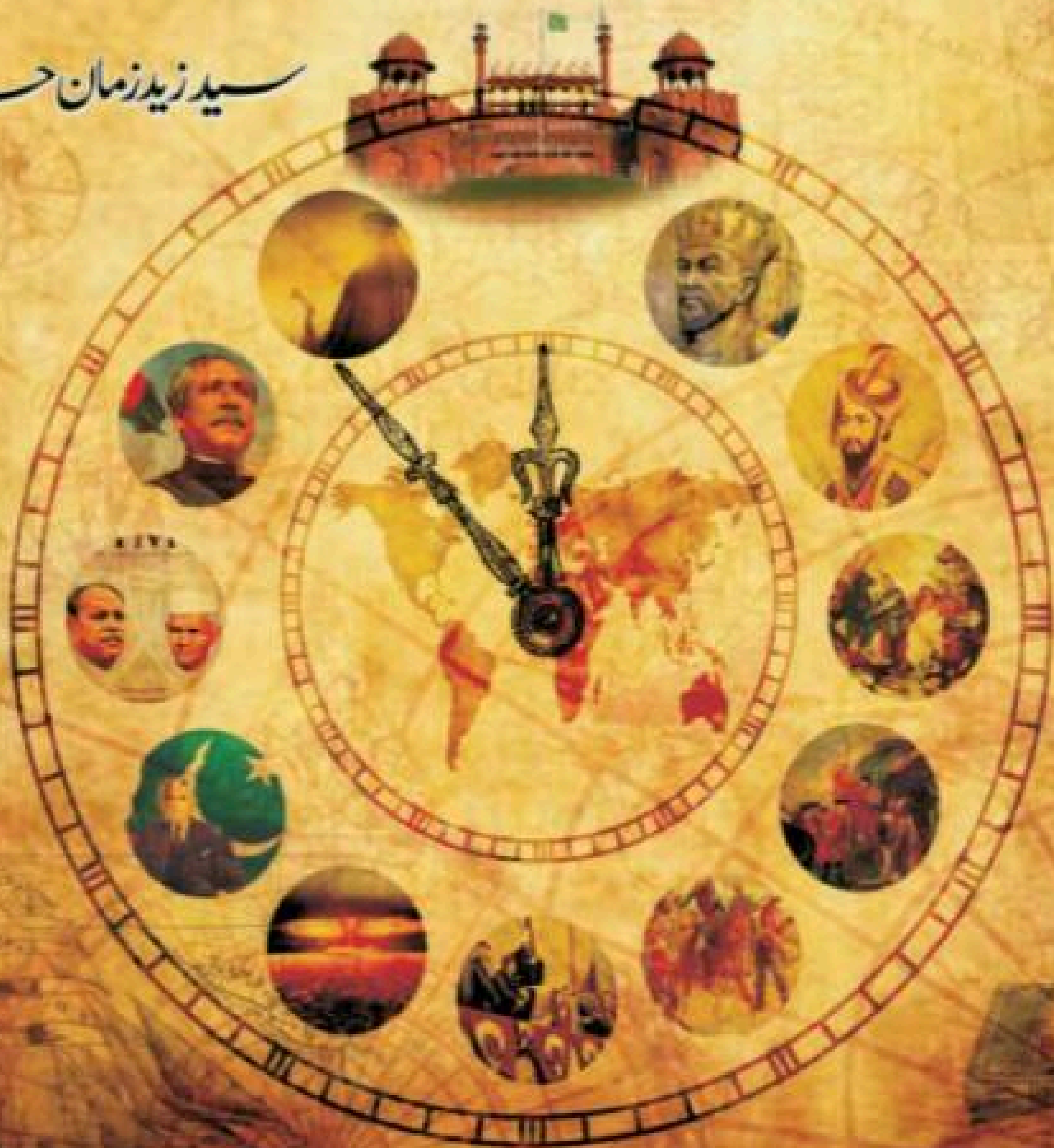
نعمت اللہ شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ

آنے والے دور کی دھندلی سی اک تصویر دیکھ

سید زید زمان حامد



نعمت اللہ شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ

سید زید زمان حامد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام تصنیف : نعمت اللہ شاہ ولیؒ

مصنف : سید زید زمان حامد

ناشر : براس ٹیکس، راولپنڈی

تقلیب حروف : براس ٹیکس ٹیم

مجلس ادارت : سمیع اللہ بخاری، فاطمہ حسین، رملہ کلیم

کتابت و آرائش : وقار صدیقی

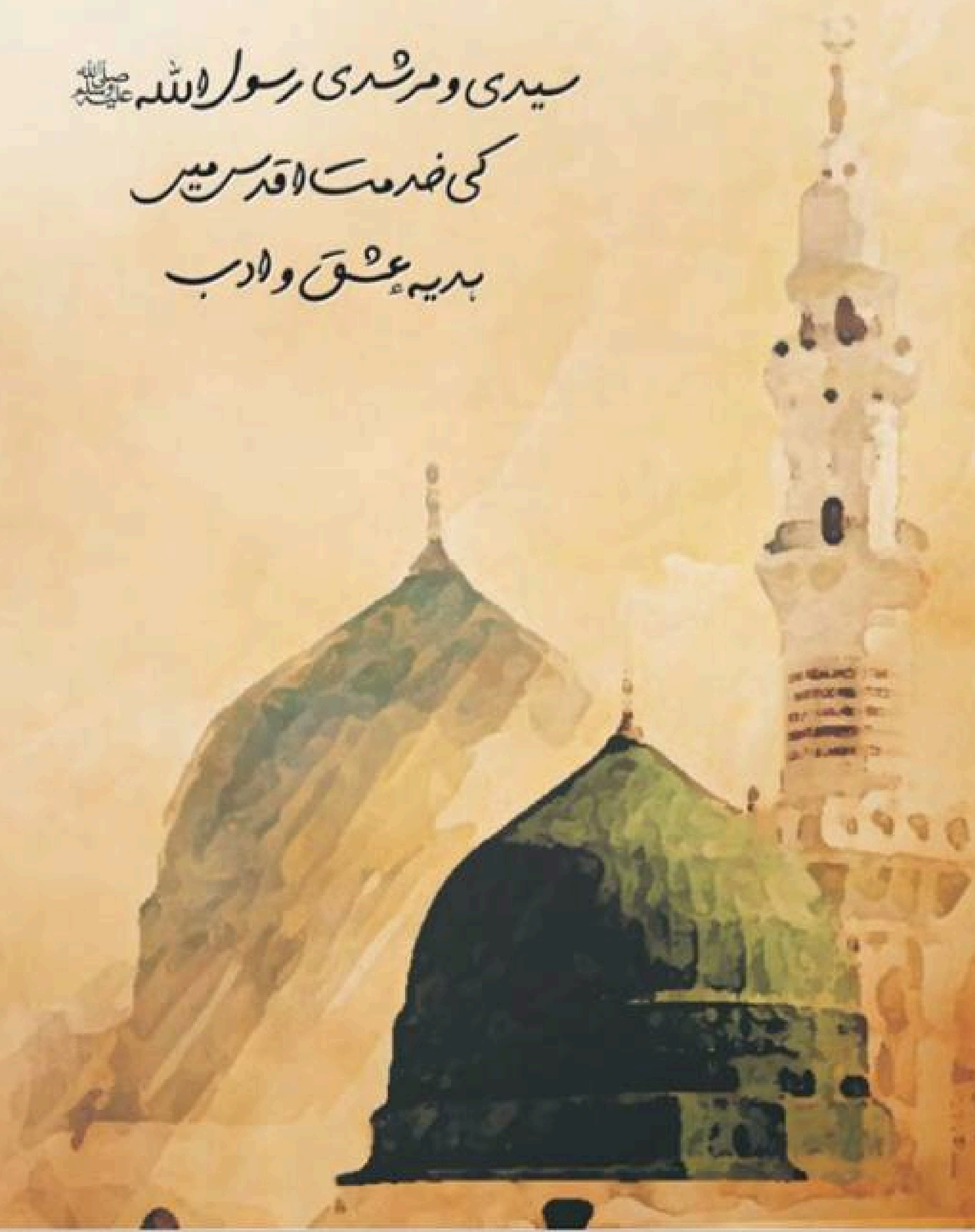
تاریخ اشاعت : فروری ۲۰۱۶ء

قیمت : ۷۵۰ روپے

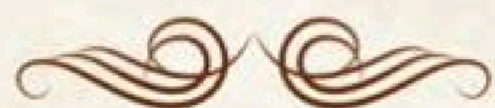


راولپنڈی، پاکستان
www.zaidhamid.pk
syedzaidzamanhamid@gmail.com

سیدی و مرشدی رسول اللہ ﷺ
کی خدمت اقدس میں
ہدیہ عشق و ادب



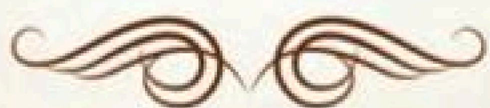
فہرست

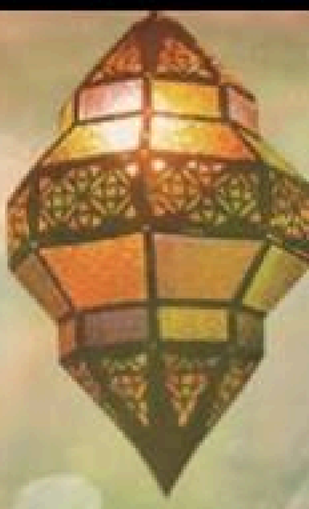


حدیث مبارکہ

"مومن کی فراست سے ڈرو
کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔"

(سنن الترمذی)





ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

تاریخ گواہ ہے کہ عالمی افق پر آج تک جو بھی جغرافیائی سیاست رونما ہوئی ہے، اس کے پیچھے ایک غیر معمولی روحانی جہت ضرور کارفرما ہوتی ہے۔ کہیں پر تو یہ جہت براہ راست دخل انداز ہوتی نظر آتی ہے، تو کہیں یہ پس پردہ رہ کر حالات و واقعات پر اثرات مرتب کرتی ہے۔ قرآن پاک میں سورہ فیل کے واقعے میں ہم دیکھتے ہیں، کہ کس طرح ابابیلوں کی ''روحانی فضائیہ'' نے بظاہر اس وقت کے ایک بہت طاقتور مادی ''آرمرڈ بریگیڈ'' کو تباہ کرڈالا تھا۔ یہ براہ راست روحانی مداخلت کی ایک مثال ہے کہ جس نے عالمی جغرافیائی سیاست پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ تصور کیجیے کہ اگر اس وقت خانہ کعبہ، نعوذ باللہ، تباہ ہو جاتا، تو آگے دنیا کی تاریخ کیا ہوتی! روحانی قوتوں کی براہ راست مداخلت کا ذکر کثرت سے قرآن اور احادیث مبارکہ میں ہوا ہے۔ اللہ نے بڑی بڑی قوموں کو روحانی قوتوں کے ذریعے تباہ کیا، انبیاؑ نے اپنے دشمنوں کو روحانی قوتوں سے شکست دی، اور روحانی ذرائع کے ذریعے مسلمانوں کی تائید و مدد کی گئی۔ جنگ بدر کے موقع پر گو کہ مسلمان اور مشرک فوجیں آمنے سامنے موجود تھیں اور ان کے درمیان ایک تصادم بھی ہوا مگر قرآن اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ فیصلہ کن کردار روحانی قوتوں کا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے کفار کی طرف کنکریاں اٹھا کر پھینکیں تو اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے روحانی قوتوں کو مسلمانوں کی مدد کیلئے بھیجا جانے لگا۔ اس روحانی تائید کا تفصیلی بیان قرآن پاک میں موجود ہے۔

ترجمہ: ''......اے نبی ﷺ! جب آپ نے ان پر پتھر پھینکے تو حقیقت میں یہ آپ نے نہیں پھینکے تھے بلکہ اللہ ان پر پتھر برسا رہا تھا......'' (انفال آیت نمبر ۱۷۔۱۸)

آج بھی اگر آپ بدر کے میدان میں جائیں تو وہاں مسجد عریش کے پاس دیواروں پر غزوۂ بدر کے نقشے بنے ہوئے دیکھ سکتے ہیں کہ جن میں ایک طرف مسلمانوں کی فوج دکھائی گئی ہے، اور دوسری جانب قریش کی اور تیسری جانب ایک راستہ ہے کہ جس پر سے ملائکہ کی فوج کو اترتے دکھایا گیا ہے۔

فضائے بدر پیدا کر، فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

یہ روحانی پہلو اسلامی تاریخ کا ایک ایسا ناقابل تردید جزو ہے کہ جس کو محض عقل کی کسوٹی پر پرکھ کر رد نہیں کیا جاسکتا۔

حضرت یوسفؑ کو "روحانی انٹیلی جنس"، یعنی بذریعہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی خشک سالی سے متعلق مطلع کر دیا گیا تھا، اور اس کی بنیاد پر انہوں نے پورے مصر کیلئے خوراک ذخیرہ کرنے کا انتظام مرتب کیا۔ یہ واقعہ بھی قرآن پاک میں سورۃ یوسف میں درج ہے۔

حضور ﷺ کی پوری حیات مبارکہ میں ہمیں ہزاروں ایسے واقعات، معجزات اور روحانی عمل دخل کے واقعات ملتے ہیں کہ جنہوں نے آنے والے دور کی تاریخ اور تقدیر تبدیل کر کے رکھ دی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک مشہور حدیث مبارکہ میں پوری امت مسلمہ کیلئے خوشخبری عطا فرمائی ہے کہ جس کا مفہوم ہے: "سچے خواب نبوت کا چالیسواں حصہ ہیں"۔ یعنی نبوت تو ختم ہو چکی ہے لیکن قیامت تک اللہ کے مومن بندوں کو آنے والے سچے خواب نبوت کے علوم میں سے ہی عطا ہوتے ہیں، اور مسلمانوں کیلئے خوشخبری، تنبیہہ یا روحانی خبر کا ذریعہ ہوتے ہیں۔

خود صحابہ کرامؓ کی حیات مبارکہ میں ہمیں ایسے کئی واقعات ملتے ہیں کہ جہاں روحانی قوتوں کے ذریعے نہ صرف مسلمانوں کی تائید کی گئی

بلکہ ان تک اہم اور نازک خبریں پہنچانے کا بروقت انتظام بھی کیا گیا۔

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے دور میں مسلمان فوجیں ایران کے محاذ پر مصروف جہاد تھیں۔ حضرت عمرؓ ان سے ہزاروں میل دور مدینہ کی مسجد نبوی میں کھڑے جمعہ کا خطبہ عطا فرما رہے تھے۔ اچانک خطبے کے دوران حضرت عمرؓ نے اپنا چہرہ مبارک ایران کی طرف کیا اور پکار کر بولے "یاساریہ الجبل" یعنی اے ساریہ! اپنے پیچھے پہاڑ کی طرف دیکھو۔ ساریہ اس مسلمان فوج کے کمانڈر تھے کہ جو اس وقت فارس کے خلاف مصروف جنگ تھی۔ عین میدان جنگ میں ساریہ کو حضرت عمرؓ کی یہ آواز سنائی دی۔ انہوں نے جب پلٹ کر پہاڑ کے پیچھے دیکھا تو وہاں سے دشمن کی ایک فوج حملہ آور ہونے والی تھی۔ حضرت ساریہ نے فوراً ہی اپنی جنگی حکمت عملی تبدیل کی اور مسلمان فوج کو محفوظ مقام پر لے گئے۔ گو کہ حضرت عمرؓ مدینہ میں موجود تھے مگر ان کی نگاہیں "روحانی انٹیلی جنس" کے ذریعے براہ راست ہزاروں میل دور میدان جنگ کو اس طرح دیکھ رہی تھیں کہ جیسے حضرت عمرؓ خود میدان جنگ میں موجود ہوں۔ یہ تاریخ کی ایک ایسی حیرت انگیز مثال ہے کہ جس سے انکار ممکن نہیں اور جو ان روحانی قوتوں کے غیر معمولی کردار کی ناقابل تردید شہادت ہے۔

اسی طرح جب دریائے نیل خشک ہو گیا تو حضرت عمرؓ نے دریا کے نام ایک خط لکھا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ کہ جو اس وقت مصر کے گورنر تھے، نے یہ خط دریائے نیل میں ڈال دیا۔ اس خط میں حضرت عمرؓ نے دریائے نیل کو حکم دیا تھا کہ وہ اللہ کے حکم سے دوبارہ سیراب ہو جائے۔ اس خط کے دریا میں پڑتے ہی خشک دریا نے جوش مارا اور ایسا سیلاب جاری ہوا کہ اس کے بعد دریائے نیل کبھی خشک نہ ہوا۔ یہ بھی حضرت عمرؓ کی روحانی قوتوں اور ان کے جغرافیائی اور عالمی سیاست پر اثر انداز ہونے کی ایک اور حیرت انگیز اور ناقابل تردید مثال ہے۔

اسی طرح فارس میں ایک محاذ پر مسلمان فوجوں کی راہ میں ایک بپھرا ہوا دریا حائل ہو گیا۔ مسلمان فوج کے سپہ سالار حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے دریا کو حکم دیا کہ یہ مسلمان فوج ہے، اسے کوئی نقصان نہیں پہنچنا چاہیے۔ دریا کو یہ حکم دینے کے بعد آپؓ نے فوج کو ٹھاٹھیں مارتے دریا میں اترنے کا حکم دے دیا۔ اور حیران کن طور پر ساری مسلمان فوج بخیر و عافیت دریا کے پار اتر گئی۔ دریا کے دوسرے کنارے فارسی فوج دہشت کے عالم میں یہ منظر دیکھ رہی تھی کہ کس طرح ایک پوری فوج بپھرے ہوئے دریا میں اطمینان سے گھوڑوں پر بیٹھی ان کی جانب بڑھ رہی ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اس منظر کو دیکھ کر ایرانی فوج "دیواں آمدن! دیواں آمدن!!" یعنی دیو آ گئے! دیو آ گئے! کے نعرے بلند کرتے ہوئے الٹے قدموں بھاگ کھڑی ہوئی۔ اگر روحانی قوتیں اس موقع پر مسلمان فوج کا ساتھ نہ دیتیں تو شاید آنے والے طویل عرصے تک مسلمان فوجیں کبھی بھی فارسی سلطنت کو فتح نہ کر پاتیں۔ اگر حقیقت کی نگاہ سے دیکھیں تو یہ روحانی قوتیں ہی تھیں کہ جنہوں نے اس وقت کی "سپر پاورز" کو شکست دی۔

اسی طرح کا ایک اور حیرت انگیز واقعہ "اللہ کی تلوار" یعنی حضرت خالد بن ولیدؓ کا ہے: ایک مرتبہ ایک جنگ کے دوران ایک کافر نے صلح

کی آڑ میں حضرت خالد بن ولیدؓ کو دھمکی آمیز لہجے میں کہا کہ آپ ہم سے کیسے لڑ سکتے ہیں، ہماری تلواروں پر تو ایسا زہر لگا ہوا ہے کہ اگر وہ آپ کے جسم کو چھو بھی جائے تو انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ جواباً حضرت خالد بن ولیدؓ نے جلال میں آکر اس سے وہ زہر کی شیشی لی اور اللہ کا نام لیکر اس زہر کو پی گئے۔ حیران کن طور پر زہر نے آپ کے جسم پر کوئی اثر نہ کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کی روحانی قوتوں کا یہ مظاہرہ دیکھ کر وہ کافر ششدر رہ گیا اور دہشت کے عالم میں شکست قبول کر لی۔

صحابہ کرامؓ کے دور سے لیکر آج تک تاریخ اسلام میں ہزاروں ایسے واقعات بھرے پڑے ہیں کہ جہاں روحانی قوتوں نے مسلمانوں کو پیشگی خفیہ اطلاعات فراہم کیں اور ان کی بنیاد پر مسلمانوں نے اپنی جنگی اور سیاسی حکمت عملی ترتیب دی۔ سلطان نور الدین زنگی کا واقعہ مشہور ہے کہ جس میں خود نبی کریم ﷺ نے خواب میں تشریف لا کر نور الدین زنگیؒ سے فرمایا کہ مدینہ میں دو صلیبی ہمیں تنگ کر رہے ہیں! خواب میں ان صلیبیوں کے ناپاک چہرے بھی سلطانؒ کو دکھائے گئے۔ خواب سے بیدار ہوتے ہی سلطانؒ نے ایک جنگی مہم ترتیب دی اور خود اس کی قیادت کرتے ہوئے، حضور ﷺ کے حکم کے مطابق، مدینہ پہنچے۔ ان صلیبیوں کو تلاش کیا، اور اپنے ہاتھوں ان کے سر قلم کیے، کہ جو سرنگ لگا کر روضہء رسول ﷺ تک پہنچنے کی ناپاک جسارت کر رہے تھے۔ اس کے بعد سلطانؒ نے روضہء مبارک کے گرد گہری خندق کھدوائی اور اس میں فولاد بھروا دیا تا کہ آئندہ کوئی ایسی ناپاک جسارت نہ کر سکے۔ سلطان نور الدین زنگیؒ کا یہ واقعہ روحانی انٹیلی جنس کی ایک ایسی حیرت انگیز مثال ہے کہ جو آج بھی مسلمانوں کے لہو کو گرماتی ہے۔ اور ثابت کرتی ہے کہ مسلمانوں کی تمام تر فتوحات اور کامیابیوں کی پشت پر براہ راست روحانی قوتیں کارفرما ہوتی ہیں۔ ہم نے اپنی ایک کتاب "یہ غازی، سلطان نور الدین زنگیؒ، سلطان صلاح الدین ایوبیؒ" میں اس واقعہ کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

روحانی انٹیلی جنس کے حوالے سے ہمارے پاس سب سے بڑی دلیل حضور ﷺ کی وہ احادیث مبارکہ ہیں کہ جن میں رسول اللہ ﷺ نے قیامت تک آنے والے حالات و واقعات بیان فرما دیئے ہیں۔ ان احادیث مبارکہ کا مقصد ہی یہ تھا کہ مسلمان ان روحانی نشانیوں (روحانی انٹیلی جنس) کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ دیکھ سکیں کہ آیا وہ کس دور میں موجود ہیں، آگے کون سا دور آنے والا ہے، اور اس حوالے سے انہیں کیا حکمت عملی ترتیب دینی چاہیے۔ اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ نے بہت کچھ ارشاد فرمایا کہ جس سے متعلق صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ کچھ انہیں یاد رہ گیا اور کچھ یاد نہ رہا، اور جو یاد رہا اس میں سے کچھ لکھ بھی لیا گیا۔ آج بھی علماء ان احادیث پر قیامت کی نشانیاں پہچاننے کے سلسلے میں اعتماد کرتے ہیں اور دیکھتے رہتے ہیں کہ آیا ہم کس دور میں ہیں؟ دجال کب آئے گا؟ امام مہدیؑ کا ظہور کب ہوگا؟ یہ سب ہمارے دین و ایمان کا حصہ ہے اور اس سے انکار ممکن نہیں!

لہذا یہاں یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ جس طرح ہمیں جغرافیائی سیاست کے حوالے سے جنگی حکمت عملی تیار کرنے کا حکم ہے اور کہا گیا ہے کہ اپنے گھوڑے اور ہتھیار تیار رکھو، اسی طرح ہمیں اس روحانی انٹیلی جنس پر بھی بھروسہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اس کے

باعث ہمیں وہ فوقیت (advantage) حاصل ہے کہ جس کی بنیاد پر ہم ہمیشہ دشمن سے چند قدم آگے رہ سکتے ہیں۔اس کی ایک اور بہت بڑی مثال "غلبت الروم" کی پیش گوئی ہے، کہ جس کا بیان سورۃ روم میں ملتا ہے۔سورۃ روم میں مسلمانوں کو یہ پیشگی بتا دیا گیا تھا کہ اگرچہ رومی اس وقت پسپا ہو رہے ہیں، مگر وہ وقت دور نہیں کہ جب وہ اپنی قوت مجتمع کر کے ایرانیوں پر حملہ آور ہونگے اور انہیں شکست فاش دینگے۔اور پھر بعد میں ایسا ہی ہوا۔حضرت ابوبکرؓ کو قرآن کی اس پیش گوئی پر اس قدر ایمان تھا کہ آپ نے مشرکوں سے شرط لگائی اور چند سالوں کے بعد جب یہ پیش گوئی پوری ہوئی تو آپ یہ شرط جیت گئے۔

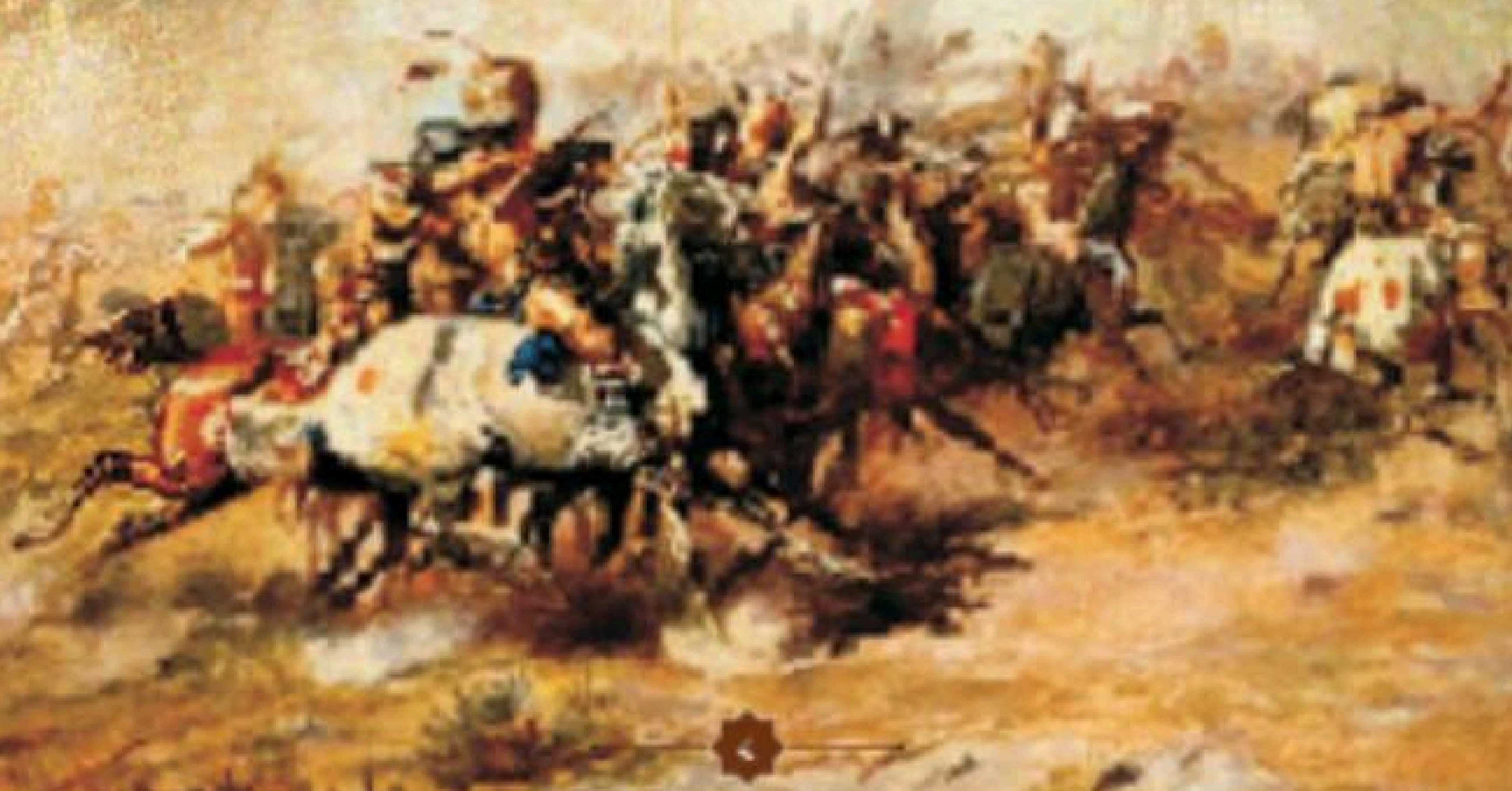
ہجرت کے موقع پر کہ جب حضور ﷺ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ انتہائی مشکل حالات میں ظاہراً اپنی جان بچا کر مکے سے مدینے تشریف لے جا رہے تھے، تو عین اس موقع پر آپ ﷺ نے حضرت سراقہؓ کو یہ خوشخبری دی کہ آنے والے چند سالوں میں مسلمان فارس کی سلطنت پر بھی قابض ہو چکے ہونگے۔گو کہ اس وقت مسلمانوں کے حالات انتہائی مخدوش تھے اور یوں نظر آتا تھا کہ شاید آنے والے وقتوں میں یہ چھوٹی سی اسلامی جماعت ختم ہی کر دی جائے، مگر حضور ﷺ کی ان بشارتوں کی وجہ سے تمام صحابہ کرامؓ کو ایمان کی حد تک یقین تھا کہ وہ نہ صرف کامیاب ہونگے بلکہ عنقریب پوری دنیا کے حکمران بھی بنائے جائیں گے۔حضور ﷺ کی طرف سے عطا کردہ ان بشارتوں اور خوشخبریوں کی وجہ سے مسلمان جماعت میں وہ حوصلہ اور جرأت پیدا ہوئی کہ جس نے تاریخ کا دھارا تبدیل کر کے رکھ دیا۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں ہی قسطنطنیہ کی فتح کی بشارت عطا فرما دی تھی، کہ جس پر عمل درآمد کیلئے مسلمانوں نے نو سو سال تک مہم جوئی کی، اور پھر بالآخر ۱۴۵۳ء میں یہ سعادت سلطان محمد فاتحؒ کے نصیب میں آئی۔یعنی اس وقت کے مسلم حکمرانوں اور عسکری منصوبہ سازوں نے بھی اس روحانی انٹیلیجنس پر بھروسہ کیا اور اس کی بنیاد پر صدیوں تک اپنی حربی حکمت عملی ترتیب دی۔نو سو سال تک بنو امیہ، بنو عباس اور خلافت عثمانیہ کے مجاہدین کو کبھی شک نہ ہوا کہ حضور ﷺ کی حدیث مبارک غلط ہے، بلکہ تمام نے ہی اس حدیث مبارکہ کی بشارت پر پورا اترنے کیلئے صدیوں تک قسطنطنیہ پر پے در پے حملے کیے اور اپنی جغرافیائی اور عسکری حکمت عملی کو ترتیب دیا۔

تاریخ اسلام میں روحانی قوتوں کے فیصلہ کن عمل دخل کی اس قدر حیرت انگیز مثالیں ہیں کہ انسان یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اصل کردار مسلمانوں کی ظاہری قوت کا ہے یا ان کی پشت پر موجود روحانی قوتوں کا۔تاریخ اسلام کا کوئی بھی ایسا فیصلہ کن معرکہ موجود نہیں ہے کہ جس کی پشت پر کوئی نہ کوئی غیر معمولی روحانی تائید، کمک یا مخبری موجود نہ ہو۔

ایک بزرگ شہاب الدین غوریؒ کے خواب میں بار بار آ کر یہ کہتے کہ ہندوستان پر حملہ کرو! ہندوستان تمہیں دیا جا چکا ہے! دوسری طرف خواجہ معین الدین چشتیؒ، ہندو بادشاہ پرتھوی راج کی گستاخی پر اسے یہ کہہ دیتے ہیں کہ میں نے تجھے زندہ گرفتار کر کے مسلمان فوج کے


یا حی
یا قیوم
كل نفس ذائقة الموت
آخری آرامگاہ
سلطان شہاب الدین محمد غوری علیہ الرحمۃ
فاتح ہند
شہادت ۱۵ مارچ سنہ ۱۲۰۶ء بمقام دمیاک



حوالے کر دیا۔ حضرت معین الدینؒ کی یہ بدعا سن کر پرتھوی راج ہنس پڑتا ہے اور تعجب سے پوچھتا ہے کہ کون سی مسلمان فوج، اور کہاں سے آئے گی کہ جو مجھے گرفتار کرے گی؟ اس وقت کی عالمی جغرافیائی سیاست میں یہ امر ناممکن نظر آتا تھا۔ مگر عین اس وقت افغانستان کے بادشاہ شہاب الدین غوریؒ کو روحانی طور پر خواب میں آکر حکم دیا جاتا ہے کہ ہندوستان پر حملہ کرے اور پرتھوی راج کو شکست دے۔ اس روحانی حکم کے بعد سلطان شہاب الدین غوریؒ ہندوستان پر حملہ کرتے ہیں اور پرتھوی راج کو عبرتناک شکست دے کر زنجیروں میں جکڑ لیتے ہیں۔ جنگ کے خاتمے کے بعد سلطان غوریؒ کو پیغام دیا جاتا ہے کہ ایک بزرگ آپ کو طلب کر رہے ہیں۔ سلطان غوریؒ حضرت معین الدین چشتیؒ کی درگاہ پر حاضر ہوتے ہیں اور دیکھتے ہی پہچان لیتے ہیں کہ یہی وہ بزرگ ہیں جنہوں نے خواب میں آکر سلطان کو ہندوستان پر حملے کی دعوت دی تھی۔ سلطان بڑی عزت سے حضرت معین الدین چشتیؒ کے قدموں میں بیٹھتے ہیں اور دعا لیتے ہیں۔ پرتھوی راج کو زنجیروں میں جکڑ کر سلطان اپنے ساتھ افغانستان لے جاتے ہیں اور بعد میں اس کو قتل کر دیا جاتا ہے۔ یہ پہلا موقع ہوتا ہے کہ دہلی کے تخت پر ایک مسلمان حکمران تخت نشین ہوتا ہے اور پھر اس کے بعد ایک ہزار سال تک ہندوستان پر مسلمانوں کی حکومت قائم رہتی ہے۔ دنیا کی تاریخ اس ایک خواب کے ذریعے تبدیل ہو جاتی ہے کہ جس میں اللہ کا ایک ولی روحانی قوتوں کے ذریعے ایک مسلمان سپہ سالار کو کمک اور تائید فراہم کرتا ہے اور کفار کے مقابلے میں اس کی فتح کو یقینی بناتا ہے۔

اسی طرح فاتح قسطنطنیہ سلطان محمد فاتحؒ کے ساتھ ان کے مرشد حضرت شمس الدین آقؒ تھے کہ جنہیں اس عظیم شہر کے ''روحانی فاتح'' ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ حضرت شمس الدین آقؒ، سلطان فاتحؒ کی روحانی تائید اور امداد پر مامور تھے اور انہی کے حکم پر سلطان نے اس مہم کا آغاز کیا تھا۔ فتح کے بعد قسطنطنیہ میں پہلا خطبہ جمعہ بھی نقشبندی سلسلے کے ان بزرگ نے ہی دیا تھا، اور سلطان نے ان کی امامت میں جمعہ کی نماز ادا کی تھی۔ صحابی رسول ﷺ حضرت ابوایوب انصاریؓ نو سو سال قبل جہادِ قسطنطنیہ کیلئے آئے تھے اور یہیں آپ کا انتقال ہو گیا تھا۔ نو سو سال تک آپؓ کی قبر قسطنطنیہ کی فصیل کے باہر گمنام تھی۔ فتح قسطنطنیہ کے بعد یہ حضرت شمس الدین آقؒ ہی تھے کہ جنہوں نے اس مقام کی نشاندہی کی اور پھر سلطان محمد فاتحؒ نے اس مقام پر ایک انتہائی شاندار مقبرہ تعمیر کروایا کہ جو آج بھی پوری دنیا سے آنے والے مسلمانوں کیلئے باعث عقیدت و برکت ہے۔ پانچ سو سال قبل ہونے والی فتح قسطنطنیہ نے پوری انسانی تاریخ کی سیاسی، عسکری اور جغرافیائی نقشے کو ہی تبدیل کر کے رکھ دیا۔ اس عظیم الشان فتح کی بشارت سیدی رسول اللہ ﷺ نے نو سو سال قبل ہی عطا فرما دی تھی اور اس کے عمل پذیر ہونے میں بھی غیر معمولی روحانی قوتوں کا دخل تھا۔

لتفتحن القسطنطينية
فلنعم الأمير أميرها ولنعم الجيش ذلك الجيش

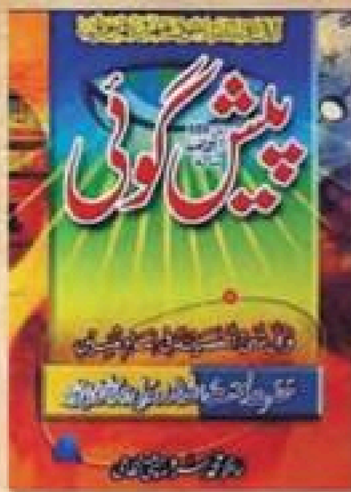


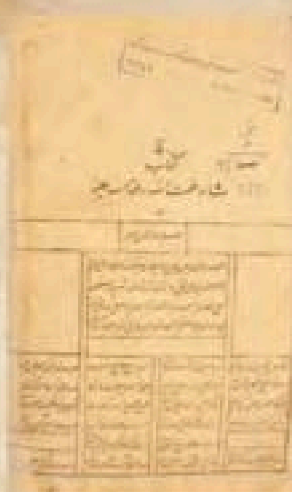
لگ بھگ نوسو سال قبل ہندوستان میں ایک بزرگ گزرے ہیں کہ جو حضرت نعمت اللہ شاہ ولیؒ کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ آپ کی تاریخ پیدائش سے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے، اور یہ ۵۶۰ ہجری سے لیکر ۷۰۰ ہجری کے درمیان بتائی جاتی ہے۔ آپ کی جائے پیدائش کے حوالے سے بھی تاریخ میں اختلاف ہے۔ کچھ آپ کو ایران کا باسی کہتے ہیں اور کچھ ہندوستان کا۔ آپ ایک غیر معمولی روحانی وجود، اللہ کے ولی، اور ایک صاحب بصیرت درویش تھے، کہ جن کو آنے والے دور دکھائے جاتے تھے، بالکل اسی طرح کہ جس طرح حضرت عمرؓ کو شام کے میدان جنگ مدینہ میں بیٹھ کر اپنی آنکھوں کے سامنے نظر آتے تھے۔ اللہ کی تائید سے حضرت نعمت اللہ شاہ ولیؒ نے آنے والے وقتوں کی خوشخبریاں اور تنبیہات مسلمانوں کیلئے نہایت تفصیل سے بیان کی ہیں۔ نوسو سال سے اردو اور فارسی بولنے والے علاقوں میں ان کا کلام ایک مستند روحانی انٹیلی جنس کے طور پر پڑھا اور سمجھا جاتا ہے۔ مگر چونکہ اس کلام کو تحریر ہوئے صدیاں گزر چکی ہیں، چنانچہ یہ پورے کا پورا محفوظ نہیں رہ سکا۔ نعمت اللہ شاہ ولیؒ نے تقریباً دو ہزار اشعار اپنے اس مجموعے میں تحریر کیے تھے، مگر اب ان میں سے کوئی ڈھائی تین سو کے لگ بھگ اشعار ہی باقی بچے ہیں۔

جیسا کہ بیان کیا گیا کہ نعمت اللہ شاہ ولیؒ کے حالات زندگی سے متعلق کچھ زیادہ معلوم نہیں بجز اس کے کہ یہ کشمیر، دہلی اور ان کے آس پاس کے علاقے میں رہے۔ یہاں ہم یہ نکتہ بھی واضح کرتے چلیں کہ اس نام کی دو شخصیات کے ہونے سے متعلق بھی بعض مورخین اشارہ کرتے ہیں، نعمت اللہ شاہ دہلویؒ اور نعمت اللہ شاہ کرمانیؒ۔ کرنل (ر) مطلوب حسین اپنی کتاب: ''شاہ نعمت اللہ ولی پیشن گوئیاں'' کہ جو ۱۹۹۳ء میں لکھی گئی تھی، میں کہتے ہیں: ''پروفیسر براؤن نے ۱۹۲۰ء میں اپنی کتاب ''تاریخ ادبیات'' لکھتے ہوئے اس قصیدے کو شاہ نعمت اللہ دہلوی کی بجائے نعمت اللہ شاہ کرمانی سے منسوب کردیا۔ چنانچہ ایران سے چھپنے والے دیوان اور اس کے اختصار میں آپ کا وطن کرمان یا مضافات ہرات لکھ دیا گیا۔ (دیکھیئے برگزیدہ شاہ نعمت اللہ ولی، منتخبی از کلیات دیوان، نشر حلوان ۱۴۰۶ ہجری)''۔

حافظ سرور نظامی صاحب نے اپنی کتاب ''۸۰۰ سالہ پیش گوئی'' میں لکھا ہے کہ نعمت اللہ شاہ کشمیری مختلف شہروں میں سیاحت فرماتے ہوئے کشمیر تشریف لائے اور وہیں انکا وصال ہوا۔

نعمت اللہ شاہ ولیؒ کے حوالے سے مختلف تحقیقاتی مسودے







نعمت اللہ شاہ ولیؒ نے اپنے کلام میں صدیوں کے حساب سے آنے والے واقعات لکھے ہیں کہ جنہیں پڑھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے کہ کیسے ایک آدمی نے صدیوں بعد آنے والے واقعات اتنی تفصیل سے بیان کیے ہیں کہ جیسے وہ خود ان کا مشاہدہ کر رہے ہوں۔ اگر قرآن پاک، احادیث مبارکہ اور صحابہ کرامؓ کی روحانی تائید اور روحانی انٹیلی جنس کے واقعات کو سامنے رکھا جائے تو ہی حضرت نعمت اللہ شاہ ولیؒ کی پیش گوئیوں کو سمجھا جا سکتا ہے۔

ان کے اس کلام، کہ جو ''قصیدۂ نعمت اللہ شاہ ولیؒ'' کے نام سے جانا جاتا ہے، کا سب سے پرانا نسخہ کہ جو اس وقت دستیاب ہے وہ ۱۸۵۱ء کا کلکتہ کا چھپا ہوا ہے۔ یہ شاہ اسماعیل کی مشہور کتاب ''اربعین فی احوال المہدیین'' کے آخر میں چھپا تھا۔ یہ واضح رہے کہ شاہ اسماعیل، شاہ ولی اللہؒ کے نواسے تھے کہ جنہوں نے ٹیپو سلطانؒ کی شہادت کے بعد، نہایت مایوسی کے دور میں، انگریزوں اور سکھوں کے خلاف اعلان جہاد کیا تھا کہ جو ۲۳ سال جاری رہا اور جس کے بعد آپ ۱۸۳۱ء میں بالاکوٹ کے مقام پر سکھوں سے لڑتے ہوئے جاں بحق ہوئے۔ آپ کی یہ تحریک، ''تحریک مجاہدین'' کہلاتی ہے کہ جس کے سربراہ سید احمد بریلوی تھے۔ آپ کی وفات کے کئی سال کے بعد ۱۸۵۱ء میں آپ کی کتاب شائع ہوئی کہ جس کے آخر میں یہ قصیدۂ نعمت اللہ شاہ ولی چھپا تھا۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں بھی نعمت اللہ شاہؒ کے اس قصیدے کا بہت بڑا کردار تھا۔ اس قصیدے میں ۹۰۰ سال پہلے ہی نعمت اللہ شاہ ولیؒ نے لکھ دیا تھا کہ انگریز ہندوستان پر قبضہ کر لیں گے، یعنی یہ بات انہوں نے تب لکھی تھی کہ جب ہندوستان میں کوئی انگریزوں کے نام سے بھی واقف نہیں تھا، اور انہوں نے یہ بھی لکھا تھا کہ سو سال سے کچھ کم مدت تک برصغیر پر انگریزوں کی حکومت قائم رہے گی۔ برصغیر میں انگریز کے قبضے کا آغاز ۱۷۵۷ء میں جنگ پلاسی کے بعد سے ہو گیا تھا، چنانچہ جب ۱۸۵۷ء میں بغاوت کے اسباب پیدا ہو رہے تھے اور آزادی کی امنگ جنم لے رہی تھی تو اس چنگاری کو بھڑکانے میں نعمت اللہ شاہ ولیؒ کی یہ پیش گوئیاں بھی اپنا بھرپور کردار ادا کر رہی تھیں۔ مسلمان یہ سمجھ رہے تھے کہ ۱۷۵۷ء سے ۱۸۵۷ء تک سو سال پورے ہونے کو ہیں، لہٰذا اب مزاحمت کر کے جنگ آزادی برپا کی جا سکتی ہے۔ لیکن یہاں مسلمانوں سے نعمت اللہ شاہ ولیؒ کے متعلقہ شعر کو سمجھنے میں ایک خطا ہو گئی تھی۔

یہاں ہم ایک بڑا غیر معمولی واقعہ بیان کرنا چاہیں گے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں بیس بائیس سال کے ایک نوجوان بھی شامل تھے کہ جن کا نام عبدالمعبود تھا۔ جس وقت ۱۸۵۷ء میں مسلمانوں کو انگریز کے ہاتھوں شکست ہوئی تو عبدالمعبود صاحب کے پاس ایک بزرگ آئے اور انہیں کہا کہ جس آزادی کیلئے تم لڑ رہے ہو وہ آزادی تمہیں نوے سال بعد ملے گی۔ یعنی انگریز کے مکمل اقتدار کا آغاز ۱۸۵۷ء سے تھا، نہ کہ ۱۷۵۷ء سے۔ مسلمانان ہند سے حضرت نعمت اللہ شاہ ولیؒ کے مفہوم کو سمجھنے میں غلطی ہوئی۔

اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ عبدالمعبود صاحب پاکستان بننے کے بعد تک زندہ رہے اور ۱۶۲ سال کی طویل عمر پائی۔ انہوں نے ۱۸۵۷ء سے لیکر



جب تک وہ زندہ رہے، تب تک کے واقعات دیکھے بھی اور تحریر بھی کیے۔ آج عبدالمعبود صاحب کی قبر اسلام آباد میں H-8 کے قبرستان میں قدرت اللہ شہاب کی قبر کے ساتھ ہے۔ ان کی قبر کے کتبے پر ان کی عمر ۱۶۲ سال درج ہے۔ ان کا ذکر ممتاز مفتی نے اپنی کتاب الکھ نگری میں بھی کیا ہے اور دیگر کئی بزرگوں کی کتابوں میں بھی ان بزرگ کا تذکرہ ملتا ہے۔

عبدالمعبود صاحب نے جو واقعات لوگوں کو بتائے، ان میں یہ تذکرہ شامل تھا کہ قصیدہ نعمت اللہ شاہ ولیؒ نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں ایک بہت بڑا کردار ادا کیا۔ مسلمانوں نے اس کے بعد بھی ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی پر کئی کتب لکھی ہیں کہ جن میں اس قصیدے کا تفصیلی ذکر ہے۔ چنانچہ یہ قصیدہ ایک تاریخی حوالہ بھی ہے۔





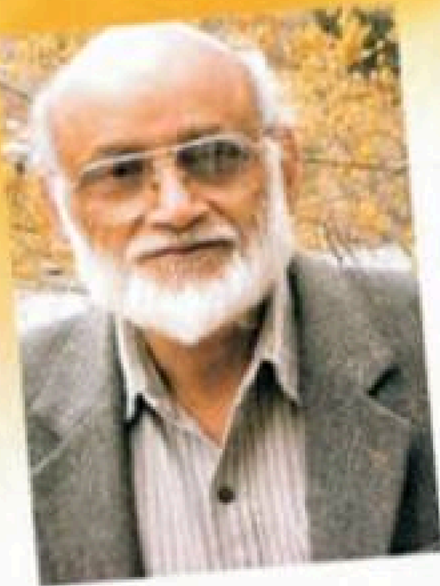


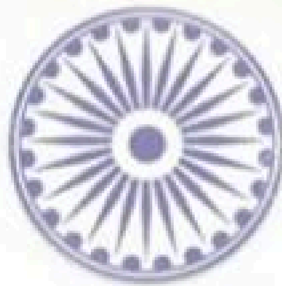
اس قصیدے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ لارڈ کرزن کہ جو ۱۹۰۵ء تک ہندوستان کا وائسرائے رہا، نے اس قصیدے پر پابندی لگا دی تھی کیونکہ اس میں یہ درج تھا کہ انگریز سو سال بعد ہندوستان سے نکال دیئے جائیں گے۔ مسلمان اس قصیدے کو بڑا چھپا کر رکھتے تھے۔ کچھ حصے کسی کے پاس تھے، کچھ کسی کے پاس۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی ترتیب بگڑ گئی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس کے صرف پھٹے پرانے نسخے ہی ملتے ہیں۔ جدید دور میں ان پرانے نسخوں کو جمع کر کے کتابی شکل دی گئی ہے، مگر کسی نے باقاعدہ علمی طور پر ان پیش گوئیوں کی بنیاد پر آنے والی عالمی جغرافیائی سیاست اور عسکری حکمت عملی ترتیب دینے کی منظم کوشش نہیں کی۔ ہماری اس کاوش کا یہی مقصد ہے کہ ہم اس بکھری ہوئی روحانی انٹیلی جنس کو یکجا کر کے جدید دور میں رونما ہونے والی سیاسی و عسکری تبدیلیوں کی روشنی میں پاکستان اور مسلمانوں کیلئے مستقبل کی حکمت عملی ترتیب دیں۔

درحقیقت یہ کام روحانی انٹیلی جنس کا اتنا بڑا خزانہ ہے کہ اگر مسلمانوں نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا تو خسارے میں رہیں گے۔ آج جو دشمنوں کی طرف سے پاکستان کے وجود اور اسکی بقاء کے حوالے سے شکوک و شبہات کا اظہار کیا جا رہا ہے، اس صورتحال سے متعلق بھی نعمت اللہ شاہ ولیؒ کے قصیدے میں ذکر ملتا ہے۔ اس قصیدے میں پاکستان کے بننے کا ذکر بھی ہے، پاکستان کے ٹوٹنے کا بیان بھی، اور ساتھ ہی ساتھ بھارت کی شکست اور پاکستان کے عروج کی خوشخبری بھی......!

۱۹۷۱ء میں جب پاکستان ٹوٹا تو اس وقت اخبارات نے بھی قصیدہ نعمت اللہ شاہ ولیؒ کے چیدہ چیدہ حصے شائع کیے تھے، کہ جس کا مقصد تھا کہ قوم کو یہ حوصلہ دیا جائے کہ ہمیں لگنے والی اس چوٹ کے بعد قدرت نے ہمارے نصیب میں ایک عظیم الشان عروج لکھ رکھا ہے۔

ہم نے جب پہلے پہل ۲۰۰۹ء میں نعمت اللہ شاہ ولیؒ کی ان پیش گوئیوں پر ٹی وی پروگرام کیے اور ان کو سوشل میڈیا میں عام کیا کہ جس میں ہم نے اپنی قوم اور پاک فوج کو غزوۂ ہند کی فتح کی بشارت سے ایک بار پھر روشناس کرایا تو ہندو صیہونیوں نے سراسیمہ ہو کر اس بڑھتے ہوئے نفسیاتی دباؤ کو کم کرنے کیلئے ایک تجزیہ نگار چوہدری محمد نعیم کو، کہ جو شکاگو یونیورسٹی میں جنوبی ایشیائی زبانوں اور تہذیب کا پروفیسر ہے، ان پیش گوئیوں کو غیر مستند اور غیر مصدقہ ٹھہرانے کا کام سونپ دیا۔ چوہدری نعیم کے ذمے بھارتی حکومت نے یہ ذمہ داری لگائی کہ وہ نہ صرف یہ کہ اس قصیدے کو غیر مستند قرار دے بلکہ براہ راست زید حامد کی ذات پر بھی حملے کر کے اس کو متنازعہ







'Prophecies' in South Asian Muslim Political Discourse: The Poems of Shah Ni'matullah Wali

چوہدری نعیم اور اس کے لکھے ہوئے مقالے کا عکس

بنائے۔ چوہدری نعیم نے اس سلسلے میں ایک طویل تحقیقی مقالہ لکھا کہ جس میں اس نے مصنف (زید حامد) اور اس قصیدے کو ہر طرح سے متنازعہ بنانے کی کوشش کی۔ تاہم کچھ ایسے تاریخی حقائق تھے کہ جن سے وہ خود بھی انکار نہ کرسکا۔ مثلاً یہ کہ ان پیش گوئیوں کا سب سے پرانا دستیاب نسخہ ۱۸۵۱ء میں شاہ اسماعیل شہیدؒ کی کتاب ''اربعین'' کے آخر میں چھپا تھا۔ اور یہ کہ اس قصیدے کا ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی، ۱۹۲۴ء کی تحریک خلافت اور تحریک ہجرت اور تقسیم ہند ۱۹۴۷ء میں بہت اہم کردار رہا ہے۔ چوہدری نعیم نے اس بات کا بھی اعتراف کیا ہے کہ ۱۹۷۱ء کی جنگ کے بعد پاکستانی قوم کو ایک مرتبہ پھر حوصلہ دینے میں اس قصیدے کا بڑا اہم کردار رہا ہے۔ وہ اپنے اس مقالے میں یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ پاکستان میں زید حامد نے نعمت اللہ شاہ ولیؒ کو ایک مرتبہ پھر زندہ کردیا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

''...... ایک دوست نے پاکستانی میڈیا میں زید حامد نامی ایک ابھرتے ہوئے شخص کی طرف میری توجہ دلائی۔ میں جوں جوں یوٹیوب پر موجود ان کی ویڈیوز کو دیکھتا گیا تو مجھے اس امر نے ششدر کردیا کہ وہ شاہ نعمت اللہ ولیؒ میں کس قدر گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ انہوں نے نہ صرف یہ کہ ان پیش گوئیوں کو دوبارہ چھپوایا بلکہ ان پر اپنی ویڈیوز میں تبصرے بھی کیے......''

آگے جا کر چوہدری نعیم اپنے خبث باطن کو واضح کردیتا ہے کہ زید حامد کا یہ کام بھارت کیلئے کس قدر خطرناک ہوسکتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ''یہ بات کہ پاکستان آنے والے دور میں (امت کے احیاء اور غزوۂ ہند میں) ایک مرکزی کردار ادا کرے گا، زید حامد کے اس خطرناک تصور کا ایک حصہ ہے کہ جس کی تائید میں وہ جدید دور کے بھی کئی دانشوروں کے کام سے استفادہ کرتا ہے۔ مثلاً قدرت اللہ شہاب، ممتاز مفتی اور اشفاق احمد، کہ جو بیشک نہایت نامور ادیب ہیں، مگر خود ساختہ ''صاحب نظر'' بھی بن بیٹھے ہیں اور جن کی تحریریں پاکستان میں بہت شوق سے پڑھی جاتی ہیں...... ہمیں یہ بات بھی نوٹ کرنی چاہیے کہ سوائے ایک آدھ جگہ کے ہمیں کہیں بھی غزوۂ ہند کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ زید حامد نے جس طرح اس قصیدے کو بیان کیا ہے، اس کی ماضی میں کوئی مثال نہیں ہے...... آخر میں زید حامد یہ

بیان کرتے ہیں کہ مغربی پاکستان کے مسلمان ایک شدید جنگ کے بعد مشرک ہندوستان پر مکمل فتح حاصل کر لیں گے......''

آخر میں چوہدری نعیم اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ نعمت اللہ شاہ ولیؒ کی یہ پیش گوئیاں آنے والے وقتوں میں بھی مسلمانوں کو متحرک کرتی رہیں گی، اور مسلمان اس سے اپنی نظریاتی اور روحانی قوت حاصل کرتے رہیں گے۔



اگر نعمت اللہ شاہ ولیؒ کی ہم آسان تعریف کرنا چاہیں تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ مسلم ناسٹر ڈیمس (Nostradamus) ہیں۔ ناسٹر ڈیمس سولہویں صدی کا مشہور فرانسیسی عیسائی تھا کہ جو اپنی پیش گوئیوں کے حوالے سے پوری دنیا میں مشہور ہے۔ یہ شیطانی قوتوں کی مدد سے پیش گوئیاں کیا کرتا تھا۔ مگر اللہ کا یہ ولی، نعمت اللہ شاہؒ، اللہ کے نور سے دیکھتا اور آنے والے دور کی تصویر دکھاتا تھا۔ ہم نے ان کے قصیدے سے چند اشعار کا انتخاب کیا ہے۔ نعمت اللہ شاہ ولیؒ کے قصیدے میں کئی چھوٹی نظمیں ہیں۔ ہم نے ان تمام نظموں میں سے منتخب نصاب الگ کیا ہے کہ جس کا تعلق براہ راست آج کے پاکستان اور ہماری آنے والی تقدیر سے ہے۔ جیسا کہ ہم نے کہا کہ ہماری اس تحقیق کا مقصد نعمت اللہ شاہ ولیؒ کے قصیدے کو ادبی نگاہ سے دیکھنا نہیں، بلکہ سیاسی اور عسکری تناظر میں سمجھنا ہے۔

اس کتاب کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، یعنی ماضی، حال اور مستقبل۔ چنانچہ اس کتاب میں ہم پہلے تو ان پیش گوئیوں کا ذکر کریں گے کہ جو پچھلے نو سو سال میں پوری ہو چکی ہیں، اور تاریخ کے ان واقعات کو بیان کیا جائے گا کہ جن کی طرف نعمت اللہ شاہ ولیؒ نے پیشگی اشارہ کر دیا تھا، اور جو ہو بھی چکے ہیں۔ اس کے بعد ان دیگر پیش گوئیوں کی روشنی میں ہم دیکھیں گے کہ آج ہم کس دور سے گزر رہے ہیں؟ اور یہ کہ نعمت اللہ شاہ ولیؒ اس دور کے حوالے سے کیا کہتے ہیں؟ اور پھر آنے والے دور سے متعلق انہوں نے کیا بیان فرمایا ہے؟ نیز یہ کہ ان سب کی روشنی میں ہمیں جغرافیائی سیاست کے حوالے سے کیا حکمت عملی اپنانی چاہیے؟ آخر میں ہم نعمت اللہ شاہ ولیؒ کی ان پیش گوئیوں کو قرآن وسنت کے معیار پر بھی پرکھیں گے۔ اور دیگر اولیاء اللہ کی بیان کردہ بشارتوں اور خوشخبریوں کی روشنی میں ان کو واضح کریں گے۔

حصہ اول

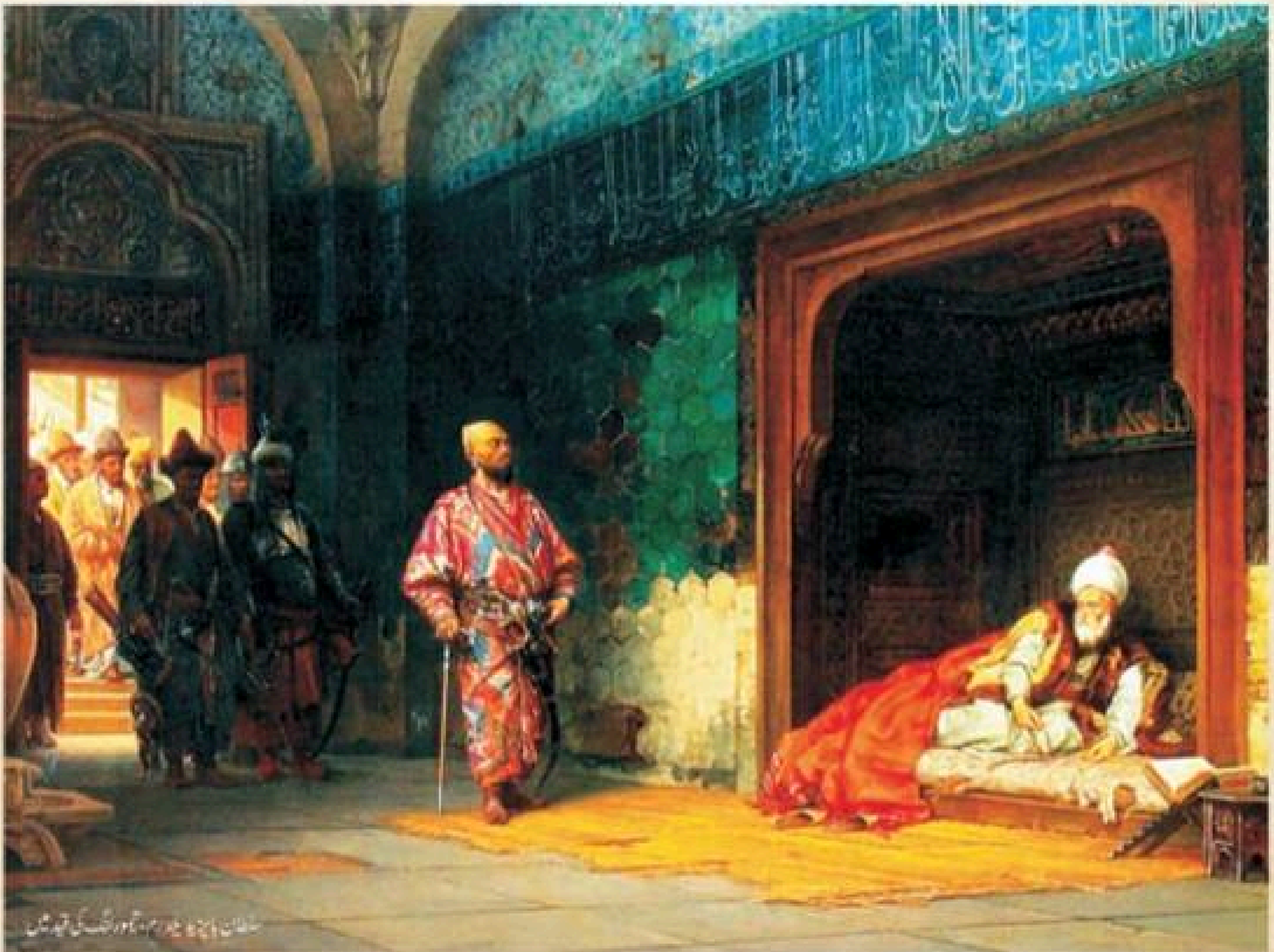
ماضی کے حوالے سے پیش گوئیاں

راست گویم بادشاہے در جہاں پیدا شود

نام او تیمور شاہ صاحبقراں پیدا شود

میں سچ کہتا ہوں کہ دنیا میں ایک بادشاہ پیدا ہوگا اور اس کا نام تیمور ہوگا، کہ جو اس دور کا سب سے بڑا حکمراں ہوگا

چنگیز خان کی اولاد سے تعلق رکھنے والا بادشاہ تیمور لنگ، تاریخ میں اس دور کا ایک انتہائی ظالم اور جابر بادشاہ تصور کیا جاتا ہے۔ ایشیا وسطی کے میدانوں سے نکل کر اس نے ترکی، افغانستان، ایران اور ہندوستان کی جانب کئی حملے کیے۔ خلافت عثمانیہ کے سلطان بایزید یلدرم کو تیمور کے ہاتھوں ہی شکست اور موت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ گو کہ تیمور نام کا مسلمان تو تھا مگر ابھی تک اس کے خون میں منگولوں کی جاہلیت اور سفاکی باقی تھی۔ اس کے زیادہ تر حملے مسلمانوں ہی کے علاقوں پر ہوئے اور اس کے ہاتھوں ترکی سے لیکر ہندوستان تک، لاکھوں مسلمانوں کا خون بہا۔ اس نے تقریباً ۱۳۹۸ء میں دہلی پر بھی قبضہ کیا تھا۔ اس کی ٹانگ میں نقص تھا، کہ جس کی وجہ سے یہ لنگڑا کر چلتا تھا، اسی وجہ سے اس کا نام ''تیمور لنگ'' پڑ گیا۔



سلطان بایزید یلدرم، تیمور لنگ کی قید میں



ظہیر الدین بابر

شاہ بابر بعد ازاں در ملک کابل بادشاہ

پس بہ دہلی والئی ہندوستاں پیدا شود

بابر کابل کا بادشاہ بنے گا اور اسکے بعد دہلی کے تخت پر قابض ہو کر ہندوستان کا والی بن کر ظاہر ہوگا

تیمور اور بابر کے درمیان نعمت اللہ شاہ ولیؒ اور کئی بادشاہوں کا ذکر بھی کرتے ہیں، لیکن اختصار کیلئے ہم تیمور کے بعد بابر پر آتے ہیں۔ بابر نے ۱۵۰۴ء میں کابل پر قبضہ کیا اور پھر ۱۵۲۶ء میں پانی پت کی جنگ میں ابراہیم لودھی کو شکست دے کر ہندوستان کو اپنی سلطنت میں شامل کیا اور ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کی بنیاد رکھی کہ جو تین سو سال تک قائم رہی۔



ابراہیم لودھی

از سکندر چوں رسد نوبت بہ ابراہیم شاہ

ایں یقین داں فتنہ در ملک آں پیدا شود

نوبت سکندر سے ابراہیم شاہ تک پہنچے گی اور اس کے دور میں ملک میں بہت فتنہ پیدا ہوگا

یہ ابراہیم وہی ابراہیم لودھی ہے کہ جسے بابر نے پانی پت کے میدان میں شکست دی تھی۔ اس کے باپ کا نام سکندر لودھی تھا، کہ جس کا ذکر بھی نعمت اللہ شاہؒ کرتے ہیں۔ ابراہیم لودھی دہلی کے سلاطین میں سے تھا اور اس کے دور میں بڑا فتنہ، فساد اور انارکی پھیل چکی تھی۔ اس کی کمزور حکومت کا خاتمہ بابر کے ہاتھوں پانی پت کے میدان میں ہوا۔

اس سلسلے میں بابر کے اس مشہور واقعے کا ہم ذکر کرنا چاہیں گے کہ جب بابر نے اپنے شراب کے سارے برتن توڑ ڈالے اور اللہ سے توبہ کی کہ اگر مجھے اس جنگ میں فتح ہوئی تو میں کبھی شراب کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔ چنانچہ اللہ نے اسے پانی پت کی جنگ میں فتح دی اور نتیجتاً دہلی کے تخت پر اس کا قبضہ ہوا۔


ہمایوں

باز نوبت از ہمایوں مے رسد از ذوالجلال

ہم در آں افغاں یکے از آسماں پیدا شود

پھر ذات باری تعالیٰ کی طرف سے بادشاہت ہمایوں تک پہنچے گی اور اس دوران قدرت کی طرف سے ایک افغان ظاہر ہوگا

مغل سلطنت پر بابر کے بعد ہمایوں تخت نشین ہوا اور بعدازاں اپنی ہی فوج کے ایک پشتون جرنیل شیر شاہ سوری کے ہاتھوں شکست کے باعث اسے اپنا تخت چھوڑ کر ایران فرار ہونا پڑا تھا۔ شیر شاہ سوری ایک انتہائی قابل منتظم اور سپہ سالار تھا کہ جس نے تقریباً تین سال کے مختصر عرصے میں ہی ہندوستان کی شکل بدل کر رکھ دی۔ اس کا دیا ہوا زمینوں کی تقسیم اور سڑکوں کا نظام آج تک قائم ہے۔ پاکستان میں مشہور جی ٹی روڈ بھی شیر شاہ سوری کی ہی قائم کردہ ہے، کہ جو اس کے دور میں پشاور سے لیکر بنگال تک آمدورفت کیلئے استعمال ہوتی تھی۔


شیر شاہ سوری

اسکے بعد چار پانچ اشعار میں نعمت اللہ شاہ ولیؒ یہ تک بتاتے ہیں کہ اس افغان کا نام شیر شاہ ہوگا۔ وہ چند سال ہندوستان پر حکومت کرے گا اور پھر اس کی وفات کے بعد اسکا بیٹا تخت پر بیٹھے گا۔ ہمایوں ایران سے مدد لیکر ہندوستان پر دوبارہ حملہ کرے گا اور شیر شاہ کے بیٹے کو شکست دے کر تخت دہلی کو واپس حاصل کرلے گا۔ اور پھر یہی ہوا، ۱۵۳۹ء میں شیر شاہ سوری نے ہمایوں کو شکست دی، مگر شیر شاہ کی وفات کے بعد اس کے بیٹے جلال خان کو ہمایوں کے ہاتھوں شکست کا سامنا کرنا پڑا اور تخت دہلی ایک بار پھر ہمایوں کے قبضے میں آگیا۔




جلال الدین اکبر

پس ہمایوں بادشاہ بر ہند قابض مے شود

بعد ازاں اکبر شاہ کشورستاں پیدا شود

ہمایوں دوبارہ ہندوستان کے تخت پر قبضہ کرلے گا اور اس کے بعد اکبر ایک بڑے بادشاہ کی حیثیت سے ابھرے گا

جلال الدین اکبر نے ۱۵۵۶ء۔۱۶۰۵ء تک ہندوستان پر حکومت کی۔ اکبر ہندوستان میں انتہائی طاقتور بادشاہ کی حیثیت سے ابھرا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ اس نے نئے مذہب کا فتنہ بھی پیدا کیا کہ جسے "دین الٰہی" کا نام دیا گیا۔ اس فتنے کا سدباب کرنے کیلئے اللہ نے اپنے ایک خاص وجود حضرت مجدد الف ثانیؒ کو بھیجا۔


جہانگیر

بعد ازاں شاہ جہانگیر است گیتی را پناہ

اینکہ آید در جہاں بدر جہاں پیدا شود

پھر اس کے بعد جہانگیر بادشاہ کی حیثیت سے بڑی آب وتاب سے ابھرے گا

ناقابل یقین طور پر مغل بادشاہوں کی ترتیب ایک ایک کرکے بتائی جارہی ہے۔ کہتے ہیں کہ جہانگیر ایک عظیم بادشاہ کے طور پر راج کرے گا۔ چنانچہ یہی ہوا اور جہانگیر نے ۱۶۰۵ء سے ۱۶۲۷ء تک شاندار طریقے سے حکومت کی۔


شاہ جہاں

چوں کند عزم سفر آں ہم سوئے دار البقاء

ثانی صاحبقراں شہجہاں پیدا شود

جہانگیر کی وفات کے بعد اس کا بیٹا شاہجہاں بادشاہ ہوگا کہ جو ایک صاحب حشمت بادشاہ ہوگا



اورنگزیب عالمگیر

یہ بات ہم جانتے ہیں کہ شاہ جہاں کی زندگی میں ہی شاہ جہاں کے بیٹے دارا شکوہ نے تخت پر قبضہ کر کے شاہ جہاں کو محل میں نظر بند کر دیا تھا۔ بعدازاں شاہ جہاں کی وفات کے بعد شاہ جہاں کے چاروں بیٹوں میں تخت کے حصول کیلئے جنگیں ہوئیں کہ جن کے نتیجے میں اورنگزیب عالمگیر تخت نشین ہوا۔ یہ وہی شاہ جہاں ہے کہ جس نے اپنی بیگم ممتاز محل کیلئے تاج محل تعمیر کروایا تھا۔ شاہ جہان ۱۶۲۷ء سے ۱۶۵۸ء تک حکمران رہا اور پھر ۱۶۶۶ء میں قید میں ہی انتقال کر گیا۔



معظم

اندر آں اثنا قضا، از آسماں گردد پدید

وآنکہ نام او معظم در جہاں پیدا شود

اسی اثناء میں زمانہ بدلے گا اور ایک بادشاہ پیدا ہوگا اور دنیا اسے معظم کے نام سے جانے گی۔

اس کے بعد نعمت اللہؒ تیزی سے ایک کے بعد ایک بادشاہ کا نام بتاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ ہوگا کہ جس کا نام معظم ہوگا (معظم ۱۷۰۷ء سے ۱۷۱۲ء تک حکمران رہا)۔ اس کے رخصت ہونے کے بعد اس کا بیٹا فرخ سیار (۱۷۱۳ء سے ۱۷۱۹ء) ظاہر ہوا۔



نادر شاہ

نادر آید از ایراں مے ستاند تخت ہند

قتل دہلی پس بزور تیغ آں پیدا شود

نادر شاہ ایران سے آئے گا اور ہندوستان کا تخت چھین لے گا۔ دہلی میں اس کی تلوار سے بڑا قتل عام ہوگا

۱۷۳۹ء میں نادر شاہ نے ایران سے آکر دہلی پر حملہ کیا اور دہلی کو تاخت و تاراج کر دیا۔ مغل حکومت اس وقت انتہائی کمزور ہو چکی تھی اور نادر شاہ کے اس حملے



نواب سراج الدولہ

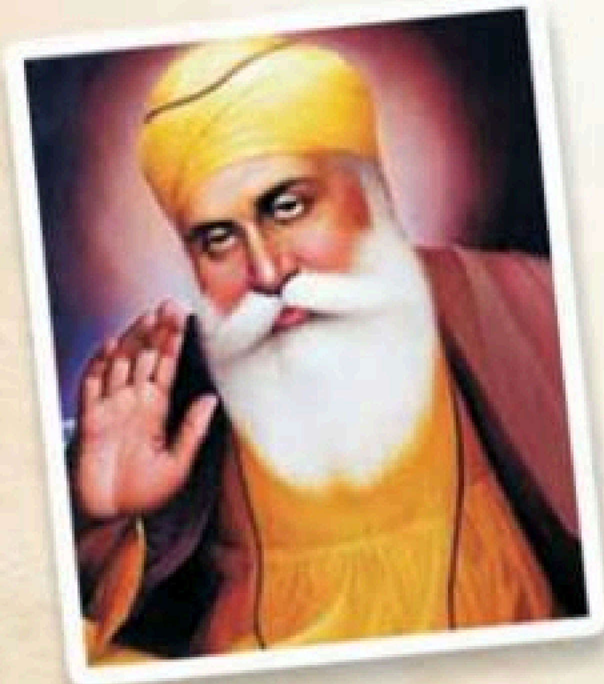
کی وجہ سے اس کی رہی سہی کمر بھی ٹوٹ گئی۔ یہی وہ دور تھا کہ جب انگریزوں نے ہندوستان میں قدم جمانے شروع کر دیے تھے اور بنگال ان کا پہلا ہدف تھا۔نواب سراج الدولہ بنگال کے حکمران تھے اور ۱۷۵۷ء میں جنگ پلاسی میں شکست کھا کر انگریزوں کی قید میں چلے گئے۔ دہلی کی مغل حکومت اس قدر کمزور ہو چکی تھی کہ نواب سراج الدولہ کی کوئی مدد نہ کر سکی۔ایک طرف انگریز ہندوستان پر قبضہ کر رہے تھے اور دوسری جانب ہندوستان کے اندر مرہٹہ ہندوایک خطرناک قوت کے طور پر ابھر کر مسلمانوں کیلئے خطرہ بن چکے تھے۔ نادر شاہ کے بعد افغانستان سے احمد شاہ ابدالی کو شاہ ولی اللہؒ نے مسلمانوں کی مدد کیلئے طلب کیا کہ جنہوں نے آکر مرہٹہ قوتوں کا سر کچل دیا۔

نعمت اللہؒ نے اپنے اشعار میں بابا گرونانک کا بھی ذکر کیا ہے کہ جنہوں نے سکھ مذہب کی بنیاد رکھی۔ بابا گرونانک ۱۴۶۹ء میں پیدا ہوئے اور ۱۵۳۹ء میں انکا انتقال ہو گیا۔

نام او نانک بود آرد جہاں ہاوے رجوع

گرم بازار فقیر بیکراں پیدا شود

اس کا نام نانک ہوگا۔ بہت زبردست فقیر ہوگا۔ دنیا اس کی طرف رجوع کرے گی ،یعنی اس کا بہت چرچا ہوگا



بابا گرونانک

درمیانِ ملک پنجابش شود شہرت تمام

قوم سکھانش مرید و پیر آں پیدا شود

ملک پنجاب کے وسطی حصے میں انکی بڑی شہرت ہوگی اور سکھ قوم اس بزرگ کی مرید ہوگی

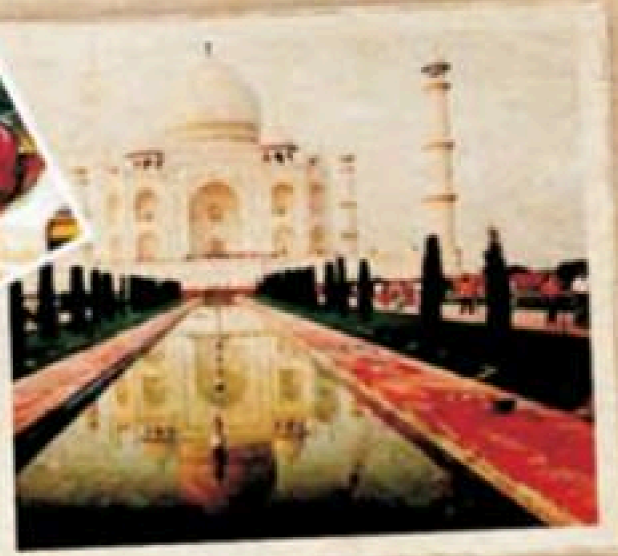
نعمت اللہؒ بیان کرتے ہیں کہ بابا گرونانک کو ماننے والوں کو سکھ کہا جائے گا۔ سکھ مذہب کا آغاز ہی بابا گرونانک نے کیا ہے۔ اسکے بعد وہ کہتے ہیں کہ سکھ قوم بعد ازاں مسلمانوں پر بہت ظلم وستم ڈھائے گی اور یہ ظلم وستم سالوں تک چلتا رہے گا۔ تاریخ سکھوں کے مسلمانوں پر ظلم وستم کی گواہ ہے۔ یہاں تک کہ شاہ اسماعیل اور سید احمد بریلوی کی تحریک سکھوں کے خلاف بھی تھی اور یہ دونوں بالاکوٹ کے مقام پر سکھوں ہی کے خلاف لڑتے ہوئے جاں بحق ہوئے۔ اس دور میں سکھوں کی حکومت لاہور سے لیکر پشاور تک قائم ہوگئی تھی کہ جس میں انہوں نے مسلمانوں پر بے انتہا ظلم وستم ڈھائے۔

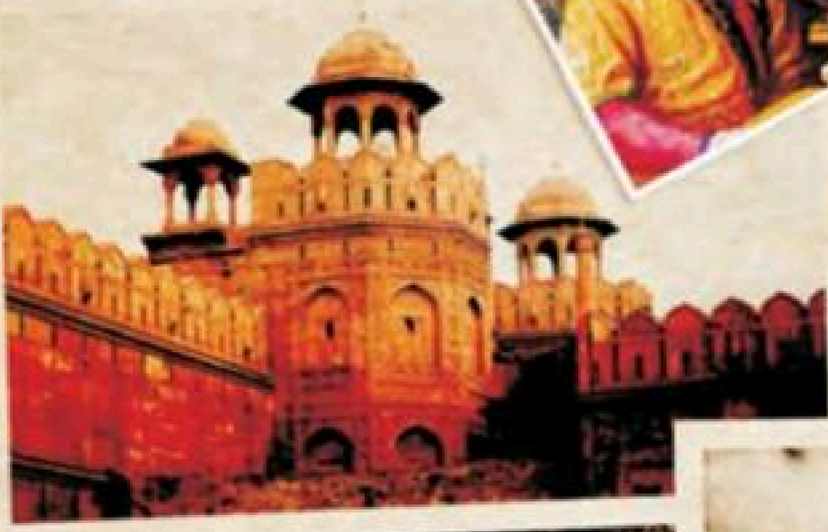
مغلوں کے طرزِ حکومت سے متعلق نعمت اللہ شاہ ولی فرماتے ہیں کہ عیش وعشرت ان کے دلوں میں گھر کرلے گی اور وہ اپنے دلیرانہ طور طریقے گم کردیں گے۔ تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ جب بابر ہندوستان میں داخل ہوا تو گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھا۔ اس کا یہ واقعہ مشہور ہے کہ جب وہ افغانستان سے ہند کی طرف آرہا تھا تو ایک رات اسے اور اس کے ساتھیوں کو برفباری میں کھلے آسمان تلے پڑاؤ کرنا پڑا۔ قریب ہی ایک غار تھا۔ بابر کے سپاہیوں نے جگہ کم ہونے کے باعث بابر سے کہا کہ آپ غار میں پناہ لے لیں تاکہ برفباری سے بچ سکیں، ہم باہر ہی کھڑے رہتے ہیں۔ تو اس پر بابر نے اپنا وہ مشہور تاریخی جملہ کہا کہ:

ہمہ یاراں دوزخ، ہمہ یاراں بہشت

یعنی میں یاروں کے ساتھ رہوں گا، خواہ دوزخ ہو یا جنت! بابر اور اولین مغل گھوڑے کی ننگی پیٹھوں پر سفر کرتے، تیز دریا تیر کر پار کرتے، اور جسمانی طور پر اتنے قوی اور مضبوط تھے کہ کوئی دشمن ان کے آگے ٹھہر نہیں سکتا تھا۔ لیکن بعد میں زوال کے وقت مغلوں پر ایک وقت وہ بھی آیا کہ مغل شہزادے پالکیوں میں بیٹھ کر میدان جنگ میں جایا کرتے تھے، اپنا سارا وقت رقص وموسیقی اور شراب کی محفلوں میں گزارتے، تلوار کے بجائے عورتوں سے دل بہلاتے، اور جسمانی طور پر بھی عیش پرست ہو کر ناکارہ ہو چکے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اورنگزیب عالمگیر کے بعد مغل حکومت کا شیرازہ ہی بکھر گیا اور سات سمندر پار سے آکر مٹھی بھر انگریز پورے ہندوستان پر قابض ہوگئے۔ مغلوں کی ایک بہت بڑی کوتاہی یہ بھی تھی کہ انہوں نے محلات، باغات اور مقبرے تو خوب بنائے، مگر جدید جنگی ہتھیار، سائنس وٹیکنالوجی اور بین الاقوامی تجارت پر کوئی توجہ نہ دی۔ گو کہ اورنگزیب عالمگیر نے مذہبی حوالے سے کچھ خدمات سرانجام دیں، مگر نہ اس سے پہلے اور نہ ہی اس کے بعد مغلوں کی طرف سے اپنی افواج کو جدید طور پر مسلح کرنے پر کوئی توجہ دی گئی۔















کیا عروج تھا کیا زوال ہے

ظہیر الدین بابر سے سلطانہ بیگم تک

سلطانہ بیگم بہادر شاہ ظفر کے پڑپوتے کی بیوی ہیں۔

تا مدت سہ صد سال در ملک ہند بنگال

کشمیر،شہر بھوپال گیرند تا کرانہ

ہندوستان میں مغلوں کی حکومت تین سو سال تک قائم رہے گی، کہ جو بنگال، بھوپال اور کشمیر تک پھیلی ہوئی ہوگی

بعد از سہ صد نہ بینی تو حکم گورگانی

چوں اصحاب کہف گرد و در کہف غائبانہ

اور پھر تین سو سال کے بعد ان کے زوال کا حکم آسمان سے جاری ہوگا اور وہ اس طرح غائب ہو جائیں گے کہ جیسے اصحاب کہف غار میں غائب ہو گئے تھے

اصحاب کہف کا واقعہ قرآن میں بیان ہوا ہے، کہ جس کے مطابق اصحاب کہف تین سو سال سے کچھ زائد ایک غار میں گم رہے تھے۔ نعمت اللہ شاہ ولیؒ نے اسی مثال کو مغلوں کی حکومت سے بھی تشبیہ دی ہے کہ جو تین سو سال تک حکومت کرنے کے بعد صفحہ ہستی سے مٹا دیئے گئے۔ انگریزوں نے مغل خاندان کا نام و نشان ہی مٹا دیا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد مغل شہزادوں اور شہزادیوں کا حال یہ ہوا کہ وہ گلیوں میں بھیک مانگتے پھرتے تھے اور انگریزوں سے چھپا کرتے تھے۔ آج بھی آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کی بچی کھچی اولادیں کلکتہ کی غلیظ آبادیوں میں انتہائی کسمپرسی کی حالت میں زندگی گزار رہی ہیں۔

آں راجگان جنگی مئے خور و مست بہنگی

در ملک شاں فرنگی آئند تا جرانہ

جنگجو راجے، مہاراجے بھنگ اور شراب کے نشے میں مست ہونگے اور ان کے ملک میں انگریز تاجروں کے روپ میں داخل ہو جائیں گے

یہ بات تاریخی اعتبار سے کتنی حیرت انگیز ہے! جس وقت مغل حکمران اور مسلمان نواب زوال کے دور میں شراب و کباب میں مست تھے، عین اس وقت ایسٹ انڈیا کمپنی تجارت کی آڑ میں ہندوستان میں جڑ پکڑ رہی تھی۔ ۱۶۰۱ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی بنی، ۱۷۵۷ء میں انہوں نے بنگال پر قبضہ کیا، ۱۷۹۹ء میں میسور میں ٹیپو سلطان شہید ہوئے، اور پھر ۱۸۵۷ء میں انہوں نے پورے ہندوستان پر ہی قبضہ کر لیا۔

رفتہ حکومت از شاں آید بہ غیر مہماں

اغیار سکہ رانداز ضرب حاکمانہ

آہستہ آہستہ مسلمانوں سے حکومت چھن جائے گی اور مہمان بن کر آنے والے غیر اپنی حکومت قائم کر کے اپنا سکہ جاری کر دیں گے

۱۷۵۷ء میں نواب سراج الدولہ کی شکست کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنا سکہ جاری کر دیا تھا۔ یوں ایک کے بعد ایک علاقہ فتح کرتے ہوئے ، ہندوستان کی مختلف اقوام کو آپس میں لڑواتے ہوئے، انگریز آگے بڑھتے رہے ،تا آنکہ ۱۸۵۷ء میں پورے ہندوستان پر ان کا قبضہ ہو گیا۔

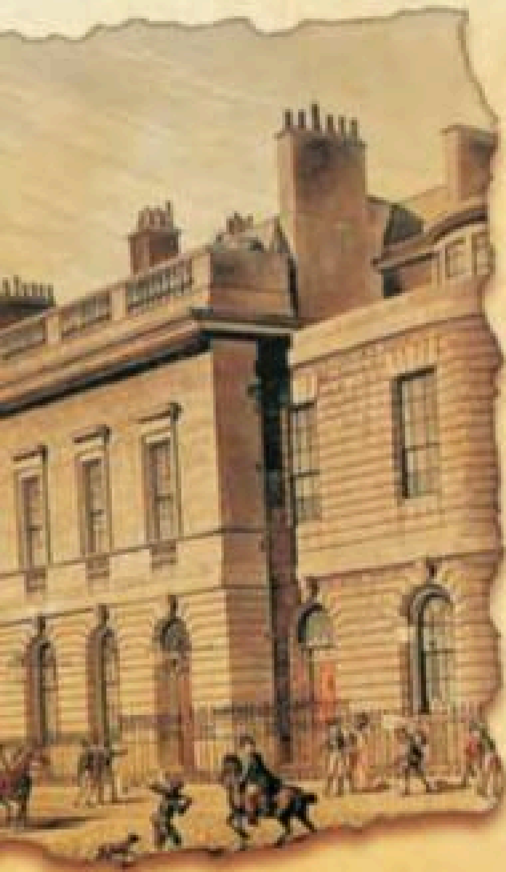
بینی تو عیسوی را بر تخت بادشاہی

گیرند مومناں را از حیلہ و بہانہ

تم یہ دیکھو گے کہ بادشاہت کے تخت پر عیسائی قابض ہو جائیں گے اور پھر حیلے بہانے سے مسلمانوں کی پکڑ دھکڑ شروع ہو جائے گی

۱۸۵۷ء کے بعد جو کچھ مسلم اشرافیہ اور شرفاء کے ساتھ ہوا، جو کچھ نوابوں اور راجوں مہاراجوں کے ساتھ ہوا، وہ تاریخ کا ایک ایسا

EAST INDIA COMPANY™









شرمناک اور عبرتناک باب ہے کہ جس کو بیان کرتے ہوئے سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ قابض انگریز فوج نے ہندوستان کے مسلمانوں سے شدید انتقام لیا۔ یہ فیصلہ کرلیا گیا کہ اب ہندوستان میں ایک ہزار سال سے زائد حکومت کرنے والی مسلمان قوم کی پوری تاریخ، تہذیب، زبان اور دین کو ہی تبدیل کردیا جائے۔ لاکھوں مسلمانوں کو بے رحمی سے قتل کیا گیا، خواتین کی آبروریزی کی گئی، دینی مدارس بند کردیے گئے، لاکھوں علماء اور اشرافیہ کو زندہ جلا دیا گیا، حریت پسندوں کو توپوں کے آگے باندھ کر اڑا دیا گیا اور اسلامی اقدار، قوانین اور زبان کی دھجیاں بکھیر دی گئیں۔ بہادر شاہ ظفر کو ملک بدر کرکے رنگون بھیج دیا گیا۔ انگریزوں کو بغاوت برپا ہونے کا اس قدر اندیشہ رہتا تھا کہ ۱۹۳۱ء تک بہادر شاہ ظفر کی قبر پر پہرا لگا کے رکھتے تھے کہ کہیں ہندوستانی اس کی قبر پر جمع ہوکر کوئی تحریک نہ برپا کردیں۔

بعد ازاں گیرد نصاریٰ ملک ہندویاں تمام

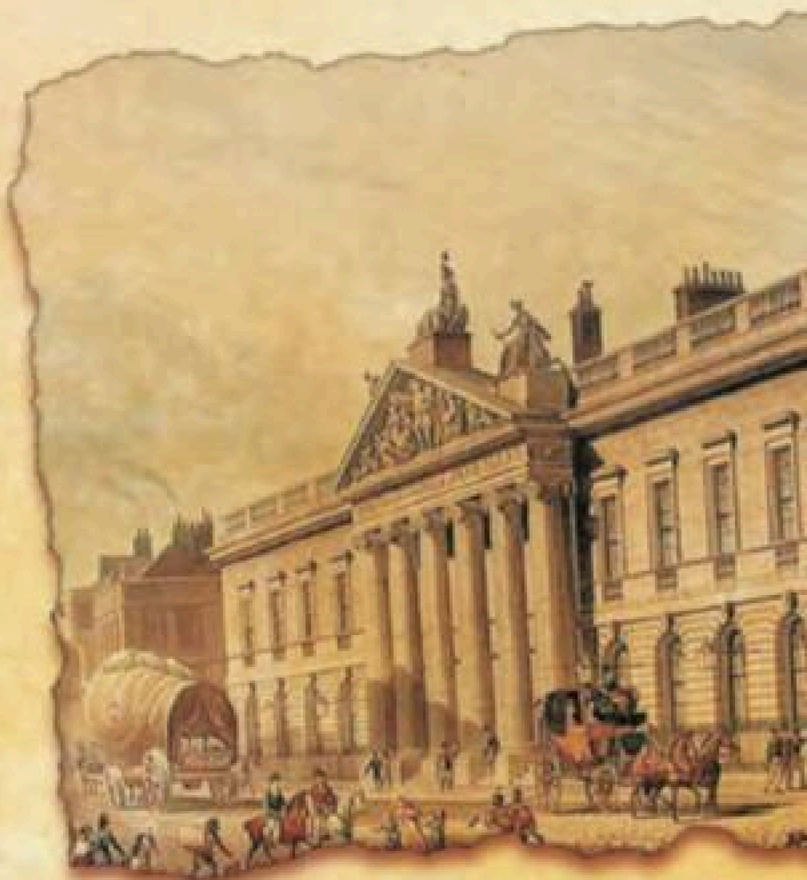
تا صدی حکمش میانِ ہندوستان پیدا شود

اسکے بعد عیسائی پورے ملک ہندوستان پر قبضہ کرلیں گے۔ سو سال تک ان کا حکم ہندوستان پر قائم رہے گا

یہی وہ مقام ہے کہ جہاں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی برپا کرنے والے مسلمانوں سے چوک ہوئی۔ مسلمان اس شعر کی روشنی میں یہ سمجھ رہے تھے کہ ۱۷۵۷ء میں سراج الدولہ کی شکست سے لیکر ۱۸۵۷ء تک مسلمانوں کی غلامی کو سو سال گزر چکے ہیں۔







اسلام اہل اسلام گرد و غریب و حیران

بلغ و بخارا، طہراں درہند سند ہیانہ

یعنی اسلام اور اسلام والے، بلخ، بخارا، طہران، سندھ اور ہند میں، لاچار، حیران اور پریشان رہ جائیں گے

یعنی جہاں مسلمان ایک ہزار سال تک حکومت کرتے رہے، وہاں اب عیسائی حکومت کریں گے۔ پھر تاریخ نے یہ بھی دیکھا کہ مسلمانوں کا بنایا ہوا پورا نظام ہی درہم برہم ہو کر رہ گیا، اور ہندوستان دارالاسلام سے دارالکفر بن گیا۔ یہ اتنا بڑا بحران تھا کہ مسلمان علماء کے پاس اس مسئلے کا کوئی جواب ہی موجود نہ تھا کہ جب اتنا وسیع علاقہ دارالکفر بن جائے تو کیا مسلمان ہجرت کر جائیں یا وہیں رہیں؟ وہاں جمعہ پڑھا جا سکتا ہے یا نہیں؟ یہاں بغاوت کی جائے یا کافر حکومت کے تحت ہی زندگی گزاری جائے؟ انہیں حالات میں افغانستان کی طرف ہجرت کی تحریک بھی برپا ہوئی، مگر ظاہر ہے کہ افغانستان کے پاس اتنے وسائل کہاں تھے کہ وہ لاکھوں پناہ گزینوں کو جگہ دیتا، چنانچہ انہوں نے اپنی سرحد ہی بند کر دی۔ جو مسلمان ہجرت کر کے افغانستان چلے گئے تھے، وہ بیچارے بھی برباد ہوئے۔ یہ مسلمانوں کیلئے ابتلا کا وقت تھا۔ یہی وہ دور ہے کہ جب ایک طرف خلافت عثمانیہ تباہ ہو رہی تھی اور دوسری جانب مغل سلطنت تباہ ہو چکی تھی۔ پورا ایشیاء وسطی، ثمرقند، بخارا اور تاشقند جیسے عظیم شہر بھی روسی غلامی میں جا چکے تھے۔ پورے عالم اسلام پر ایک گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا اور کوئی مسلمان حکمران، عالم یا دانشور نظر نہیں آتا تھا کہ جو امت کو اس گمراہی اور ذلت سے نکال سکے۔ اسی تاریکی کے دور میں بالآخر اللہ کی رحمت نے جوش مارا اور ہند میں درویش وقت علامہ اقبالؒ اپنے انقلابی پیغام اور امت کے احیاء کی خوشخبری لیکر تشریف لائے۔







در مکتب و مدارس علم فرنگ خوانند

در علم فقه و تفسیر غافل شوند بیگانه

سکولوں اور درسگاہوں میں انگریزی علوم پڑھائے جائیں گے اور مسلمان فقہ وتفسیر کے علم سے غافل اور دور ہو جائیں گے

انگریزوں نے یہی کیا۔ انہوں نے یک لخت پڑھے لکھے کی تعریف ہی بدل دی۔ اب وہ شخص پڑھا لکھا شمار ہوتا تھا کہ جو انگریزی جانتا ہو۔ وہ علماء کہ جو اپنی زندگیوں کے اٹھارہ سے بیس سال لگا کر فقہ، تفسیر اور علم حدیث سیکھے ہوئے تھے، وہ اب جاہل قرار پائے۔ چنانچہ نوکریوں اور دیگر اقتصادی فوائد کے دروازے صرف ان پر کھول دیئے گئے کہ جو انگریزی تعلیم پڑھے ہوئے تھے۔

لارڈ میکالے نے ہندوستان کیلئے ایک نیا نظام تعلیم وضع کیا اور کہا کہ ہم ایک ایسا نظام تعلیم لائیں گے کہ جس سے نکلنے کے بعد ایک شخص مغرب سے آنے والی ہر چیز، ہر نظریے اور فکر کو اعلیٰ تصور کریگا اور اپنی تہذیب، تمدن اور زبان سے نفرت کرے گا۔ چنانچہ میکالے کے بنائے ہوئے اسی تعلیمی نظام کے نتیجے میں وہ ''کالا صاحب'' پیدا ہوا کہ جس کا رنگ تو گہرا تھا، مگر اندر سے وہ مکمل انگریز تھا۔ پاکستان بننے سے لیکر آج تک پاکستان میں یہی سامراجی نظام تعلیم رائج ہے۔ اب تو نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ پاکستان کی نوجوان نسل اردو زبان سے ہی ناواقف ہو چکی ہے۔ ملک کی آزادی کے ۶۷ سال بعد بھی تمام سرکاری خط و کتابت اور گفتگو انگریزی میں ہوتی ہے اور اردو سے کراہت محسوس کی جاتی ہے۔ پاکستان کے حکمران طبقے کا حال یہ ہے کہ اسمبلی کا سپیکر ملکہء برطانیہ کو خوش آمدید کہتے ہوئے یہ کہتا ہے: we are still your loyal subjects، یعنی ہم آج بھی آپ کے وفادار غلام ہیں!





بعد آں شود چو جنگے باروسیاں و جاپاں

جاپاں فتح یا بدبر ملک روسیانہ

اسکے بعد روس اور جاپان میں لڑائی ہوگی کہ جس میں جاپان کو فتح اور روس کو شکست ہوگی

یہ جنگ فروری ۱۹۰۴ء سے ستمبر ۱۹۰۵ء کے درمیان ہوئی۔ روس اور جاپان کے درمیان ہونے والی اس جنگ کا مقصد کوریا اور منچوریا کے علاقوں پر تسلط تھا۔ جاپان اس جنگ میں فتح یاب ہوا۔

طاعون و قحط یکجا کردہ بہ ہند پیدا

پس مومناں بہ میرند ہر جا ازیں بہانہ

ہند میں طاعون اور قحط ساتھ ساتھ نمودار ہونگے، اور بے شمار مسلمان اس کے سبب موت کے منہ میں چلے جائیں گے

اس طاعون کا ذکر قدرت اللہ شہاب نے اپنی کتاب شہاب نامہ میں بھی کیا ہے، اور انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے آغاز میں بہت بڑا قحط بھی نازل ہوا تھا اور ہزاروں لاکھوں جانیں اس میں ضائع ہوئیں تھیں۔ چنانچہ شہاب لکھتے ہیں کہ ہندوستانی بھوک سے مر رہے ہوتے تھے اور انگریزوں نے گوداموں میں خوراک ذخیرہ کر رکھی تھی۔ چنانچہ اس قحط سے جانوں کے ضیاع میں انگریزوں کا بہت بڑا ہاتھ تھا۔



دوکس بنام احمد گمراہ کنند بے حد

سازند ازدلے خود تفسیر فی القرانہ

دوایسے اشخاص پیدا ہونگے کہ جن کے ناموں میں احمد ہوگا اور وہ قرآن کی ایسی تفسیریں لکھیں گے کہ جس سے مسلمان گمراہ ہونگے

نعمت اللہ شاہ ولیؒ اسی دور کے حوالے سے ہندوستان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہاں دو ایسے گمراہ عالم پیدا ہونگے کہ جن کے نام میں ''احمد'' آتا ہوگا اور وہ قرآن کی غلط تاویل اور تفسیر کر کے بہت گمراہی پھیلائیں گے۔ ایک احمد کے بارے میں تو کسی کو کوئی شبہ نہیں ہے، یعنی مرزا غلام احمد قادیانی، کہ جس نے بہت بڑا فتنہ اور گمراہی پیدا کی۔ دوسرے ''احمد'' کے بارے میں ہمیں اشارہ شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ کی طرف سے ملتا ہے۔ کلیات اقبال میں علامہ اقبالؒ نے نام لیکر حسین احمد مدنی کو ابولہب کا پیروکار کہا تھا، کہ جو قیام پاکستان کی مخالفت کر رہا تھا اور ہندو مشرکوں کی حمایت میں امت رسول ﷺ سے غداری کا مرتکب تھا۔ حسین احمد مدنی کی اسی گمراہی کی وجہ سے ہندوستان کے مسلمان تقسیم ہو کر رہ گئے، ہندو مشرکوں پر اعتبار کرنے لگے اور بالآخر پاکستان بنتے وقت کے فسادات میں بڑی بری طرح بے بسی کے عالم میں مارے گئے۔ چنانچہ یہ دوسرا ''احمد'' دارالعلوم دیوبند کا حسین احمد مدنی ہی ہے۔



عجم ہنوز نداند رموزِ دیں، ورنہ
ز دیوبند حسین احمد! ایں چہ بوالعجبی است
سرود برسرِ منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقامِ محمدِ ﷺ عربی است
بمصطفیٰ ﷺ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی، تمام بولہبی است

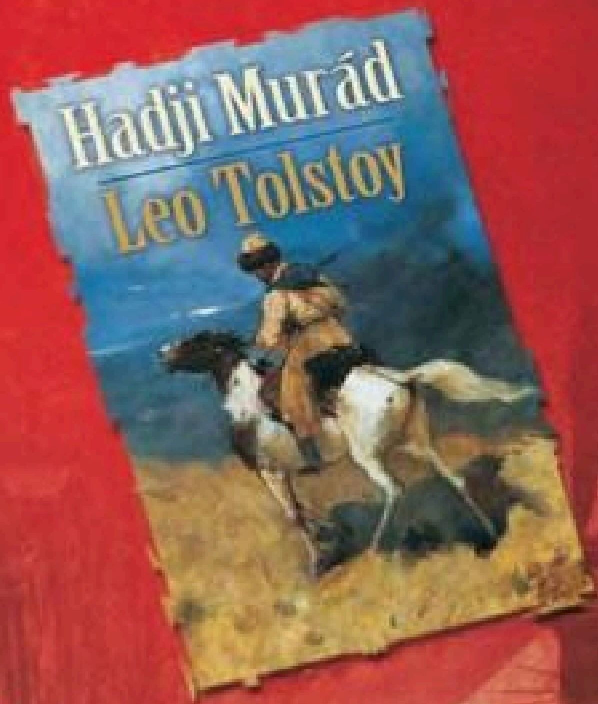


بر کوہ قاف بنداں روسی شود حکمراں

خوارزم و خیوہ تک آں گیرند تاکرانہ

کوہ قاف کے علاقے میں روسیوں کی حکومت قائم ہو جائے گی اور وہ خوارزم اور خیوہ سے لیکر (سوویت دور کے روس تک کا) علاقہ سنبھال لیں گے

یہ تمام علاقے وسطی ایشیاء کے ہیں۔ انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے شروع میں کہ جسے "The Great Game Period" بھی کہا جاتا ہے، روس، ازبکستان اور تاجکستان، قفقاز وغیرہ کے علاقوں پر قبضہ کر رہا تھا۔ پورے ایشیا وسطی کو انیسویں صدی کے دوران ہی روسیوں نے فتح کیا اور صدیوں پرانی اسلامی تہذیب تباہ و برباد ہو کر رہ گئی۔ امام شامل قفقاز اور شیشان کے علاقوں میں تیس برس تک روسیوں کے خلاف تحریک مزاحمت برپا کرنے کے بعد وہاں سے نکال دیے جاتے ہیں اور اپنی باقی زندگی مدینہ منورہ میں گزارتے ہیں۔ مشہور روسی مصنف لیو ٹالسٹائی (Leo Tolstoy) نے اپنا ناول ''حاجی مراد'' اسی دور میں روسی سامراج کے خلاف مسلم مجاہدین کی تحریک مزاحمت پر تحریر کیا ہے۔





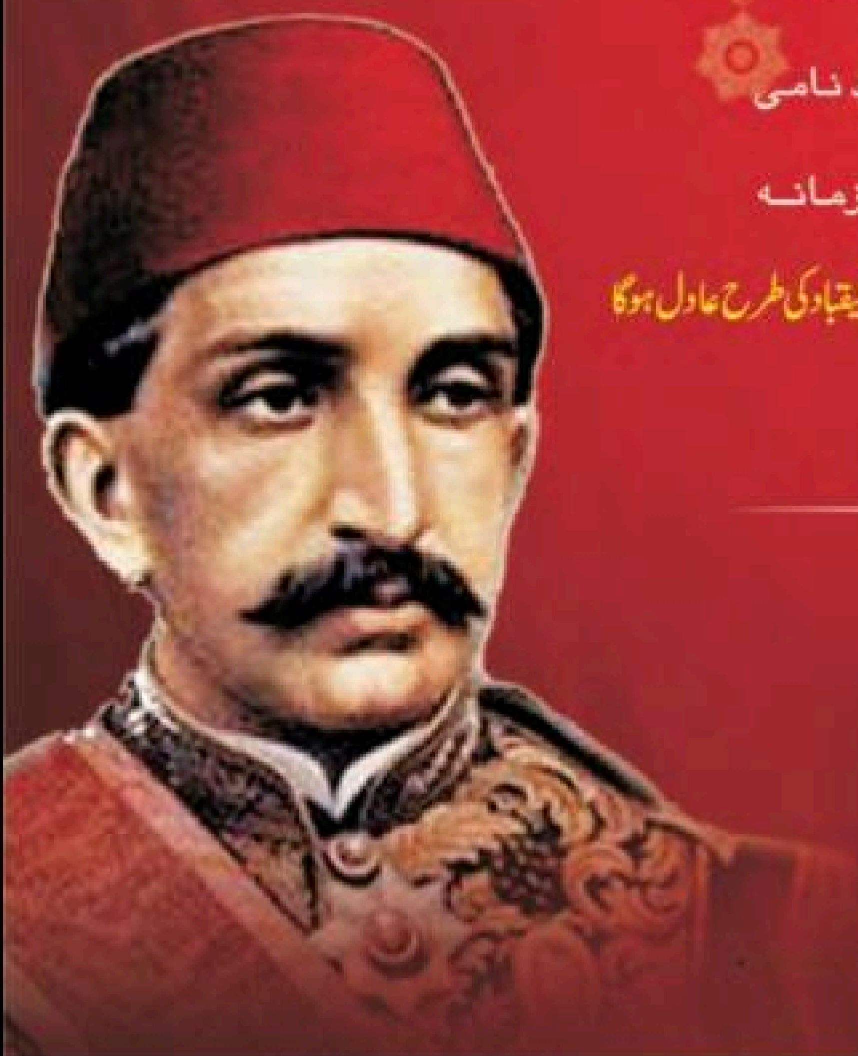
انیسویں صدی کے آخر میں ترکی میں سلطان عبدالحمید حکمران تھے۔اس دور میں سلطنت عثمانیہ کو''یورپ کا مرد بیمار'' کہا جاتا تھا، اور یہ سلطنت مختلف یورپی طاقتوں کی طرف سے حملوں کی زد میں تھی۔ سلطان عبدالحمید ایک انتہائی غیرت مند حکمران تھے۔اس وقت انگلستان اور فرانس نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کے حوالے سے توہین آمیز ڈرامے بنائے۔سلطان نے اپنی سلطنت کی تمام تر کمزوری کے باوجود دینی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے انگلستان اور فرانس کے سفیروں کو طلب کیا اور ان سے عسکری یونیفارم میں ملاقات کی، میز پر اپنی تلوار رکھی، اور ان کو دھمکی دی کہ اگر وہ ڈرامے تم نے لندن اور پیرس میں بند نہ کروائے تو خلافت عثمانیہ تمہارے خلاف اعلان جنگ کردے گی! اس دھمکی کا اتنا اثر ہوا کہ توہین رسالت کی یہ ناپاک جسارت فوراً ہی دم توڑ گئی۔اسی طرح یہودیوں نے سلطان عبدالحمید سے کہا کہ آپ فلسطین کا علاقہ ہمیں فروخت کردیجیے۔اس کے جواب میں سلطان نے ایک مرتبہ پھر بڑے دلیرانہ انداز میں امت کے مفادات کا دفاع کیا اور ہر قیمت پر فلسطین کا دفاع کرنے کی قسم کھائی اور کہا کہ میری لاش پر سے گزر کر ہی تم فلسطین حاصل کرسکو گے۔یہودیوں نے پوری خلافت عثمانیہ کا قرضہ اتار دینے کی پیش کش بھی کی مگر اس خطیر رقم کی لالچ کے باوجود سلطان نے امت کی آبرو کا سودا نہ کیا اور اپنی جگہ پر چٹان کی طرح قائم رہے۔سلطان عبدالحمید کی وفات کے بعد ہی یہودی اس قابل ہوئے کہ تاج برطانیہ کی مدد سے فلسطین میں اسرائیل کی ناپاک ریاست کا بیج ڈال سکیں۔سلطان عبدالحمید کی وفات کے بعد ہی برطانوی وزیر خارجہ نے یہودی بینکار لارڈ روتھس چائلڈ کو یہ خط لکھا تھا کہ آپ یہودیوں کو یہ خوشخبری دے دیجیے کہ اب سلطنت برطانیہ فلسطین میں یہودی ریاست قائم کرنے جا رہی ہے۔

نعمت اللہ شاہ ولیؒ نے سلطان عبدالحمید کا نام لیکر پیش گوئی کی کہ:

از بادشاہ اسلام عبدالحمید نامی

چوں کیقباد کسریٰ عادل شاہ زمانہ

اسلام میں ایک بادشاہ عبدالحمید نام کا ہوگا، کہ جو ایران کے بادشاہ کیقباد کی طرح عادل ہوگا



اس ساری صورتحال کے حوالے سے نعمت اللہ شاہؒ ایک بڑا حیرت انگیز شعر کہتے ہیں:

براو نصاریٰ اعداء، ہر سُو غلونما پند

پس ملك او بگیر نداز حیله و بهانه

نصاریٰ دشمنی میں اس پر چاروں طرف سے حملہ کردیں گے، اور اس کے ملک پر حیلے اور بہانے سے قبضہ کرلیں گے

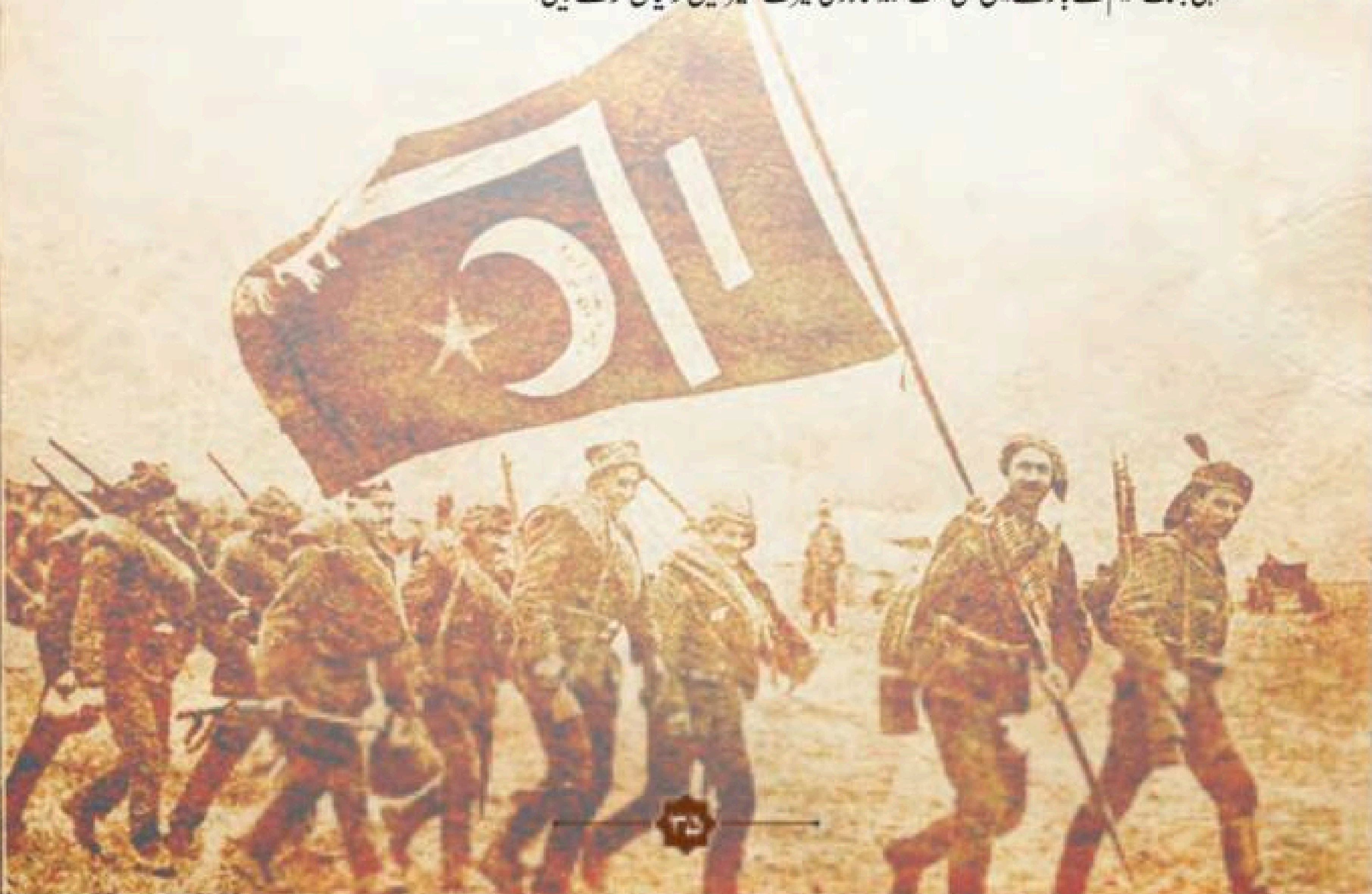
بیسویں صدی کے آغاز میں ہی خلافت عثمانیہ کے خلاف سازشوں میں تیزی آگئی۔ ۱۹۱۴ء میں پہلی جنگ عظیم اور جنگ بلقان شروع ہوئی، اس سے کچھ پہلے جنگ طرابلس بھی ہوئی کہ جس میں علامہ اقبالؒ نے فاطمہ بنت عبداللہ کیلئے وہ مشہور اشعار کہے تھے:

فاطمہ! تو آبروئے امت مرحوم ہے

ذرہ ذرہ تیری مشتِ خاک کا معصوم ہے

فاطمہ جنگ طرابلس میں شامل وہ بارہ سالہ بچی تھی کہ جو غازیوں کو پانی پلاتے ہوئے شہید ہوئی۔ اسی کی یاد میں اقبالؒ نے اپنے یہ دلگداز اشعار جب لاہور کی بادشاہی مسجد میں پڑھے تو ہزاروں مسلمان دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔

پہلی جنگ عظیم کے بارے میں بھی نعمت اللہ شاہ ولیؒ حیرت انگیز پیش گوئیاں کرتے ہیں:





احتوا ساز و نصاریٰ را فلك در جنگ جیم

نکبت و ادبار ایشاں را نشاں پیدا شود

جرمنی کی جنگ میں آسمان عیسائیوں کو مبتلا کردے گا، جو تباہی و بربادی کا نشان لیے ظاہر ہوگا

شعر میں ''ج'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ نعمت اللہ شاہ ولیؒ کے دور میں جرمنی کا نام شاید جرمنی نہیں تھا، اسی وجہ سے حرف کا نام لیا ہے کہ مستقبل میں اس ملک کا نام اس حرف سے شروع ہوگا۔



تا چار سال جنگی افتد به بر مغرب

فاتح الف بگرود بر جیم غاسقانه

چار سال تک یورپ میں سخت جنگ جاری رہے گی جس میں ''الف'' ''ج'' پر مکاری اور دغابازی سے فتح پالے گا

جنگ عظیم باشد قتل عظیم سازد

یك صد وسی ویك لك باشد شمارجانه

جنگ عظیم ہوگی اور اس میں بے انتہا قتل و غارت ہوگی، اور ایک سو اکتیس لاکھ (سوا کروڑ) افراد مارے جائیں گے

حیرت انگیز طور پر نعمت اللہ شاہ ولیؒ اس تعداد کا بھی ذکر کر رہے ہیں کہ جو پہلی جنگ عظیم کے دوران قتل کی جائے گی۔ جنگ عظیم میں اتنے ہی افراد مارے گئے تھے۔ اس جنگ کے بعد دنیا میں ایک نیا عالمی نظام (New World Order) قائم کیا گیا۔ ایک طرف سرمایہ دارانہ بلاک تھا تو دوسری طرف کمیونسٹ بلاک۔ اور یہ دونوں بلاک ہی صیہونی طاقتوں کے تھے۔ یعنی ہر طرف سے کفر نے مختلف شکلوں میں دنیا پر تسلط حاصل کر لیا تھا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ ماسوائے مکہ، مدینہ اور افغانستان کے، پوری اسلامی دنیا پر کفر کا قبضہ تھا۔ چنانچہ اس جنگ عظیم کے بعد بننے والے حالات کے بارے میں نعمت اللہ شاہ ولیؒ کہتے ہیں:



از شرق و غرب یکسر حاکم شوند کافر

چوں ایں شود برابر ایں حرف بایں بیانہ

مشرق اور مغرب میں کافر حکمران ہونگے، اور اس بیان کے مطابق یہ بات پوری ہو کر رہے گی

یہ کفر کے عالمی نظام کی طرف اشارہ ہے۔ گو کہ پہلی جنگ عظیم کے بعد معاہدات کے تحت یورپ میں امن قائم رہا تاہم پہلی جنگ عظیم کے حریفین اپنی اپنی جگہ ایک نئی جنگ کی تیاریوں میں مصروف رہے۔ چنانچہ کہتے ہیں:

اظہار صلح باشد چو صلح پیش بندی

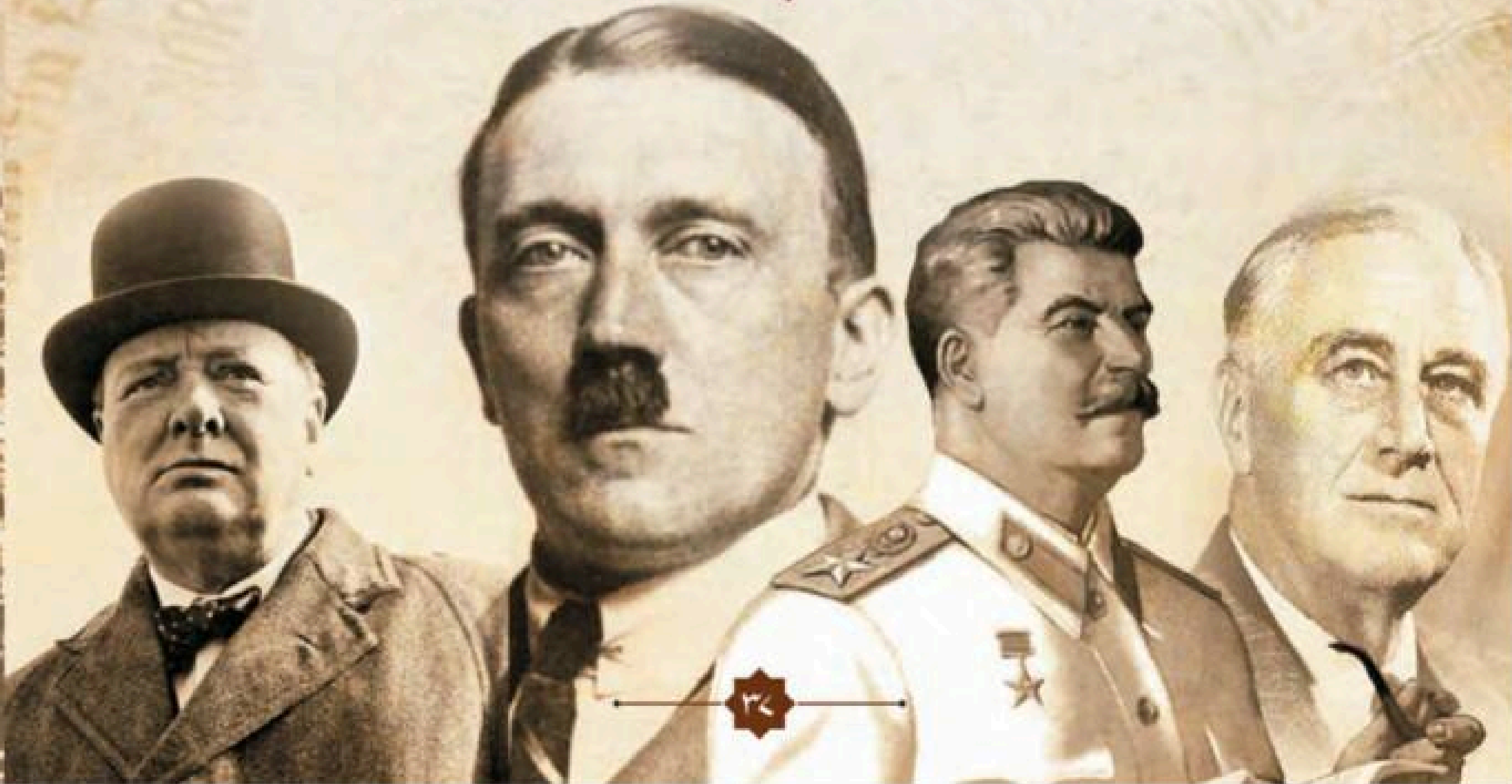
بل مستقبل نہ باشد ایں صلح درمیانہ

یہ صلح زبانی جمع خرچ ہوگی اور اس میں کوئی پائیداری نہیں ہوگی

ظاہر خموش لیکن پنہاں کنند سامان

جیم و الف مکر رو در مبار زانہ

''ج'' اور ''الف'' جو بظاہر خاموش ہونگے، مگر درپردہ مکاری سے ایک نئی جنگ کی تیاریوں مصروف میں ہونگے



اب ہم دوسری جنگ عظیم کی طرف جا رہے ہیں۔ آگے کہتے ہیں کہ ایک قیامت خیز زلزلہ آئے گا۔

یک زلزلہ آید چوں زلزلہ قیامت

جاپان تباہ گردویک نصف ثالثانہ

ایک قیامت خیز زلزلہ آئے گا کہ جس سے جاپان کا چھٹا حصہ تباہ ہو جائے گا

۱۹۲۳ء میں یہ زلزلہ جاپان میں آیا تھا کہ جس میں اس پیش گوئی ہی کے مطابق جاپان کا چھٹا حصہ تباہ ہو گیا۔ اسی دور میں مشرق بعید میں بھی کئی ممالک کی آپس میں جنگیں شروع ہو گئیں تھیں۔



وقتیکہ جنگ جاپاں با چین افتاں باشد

نصرانیاں بہ پیکار آیند باہمانہ

اس دور میں جاپان اور چین کے مابین جنگ چھڑ جائیگی اور دوسری جانب عیسائیوں کے مابین بھی جنگیں شروع ہو جائیں گی

۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۵ء کے درمیان ہی کا عرصہ ہے کہ جس میں جاپان اور چین کے مابین بھی جنگ جاری تھی اور پھر ۱۹۳۹ء میں عیسائیوں کے مابین بھی دوسری جنگ عظیم چھڑ گئی۔ جرمنی کے اپنے سامراجی عزائم تھے اور برطانیہ کے اپنے۔

پس سال بست و یکم آغاز جنگ دوئم

مہلک ترین اول باشد با جارحانہ

دوسری جنگ عظیم کا آغاز پہلی جنگ کے اکیس سال بعد ہوگا، اور یہ دوسری جنگ عظیم پہلی سے زیادہ مہلک ہوگی

اور بالکل ایسا ہی ہوا۔ پہلی جنگ عظیم ختم ہونے کے اکیس برس کے بعد جرمنی نے ایک مرتبہ پھر جنگ کا آغاز کر دیا۔ دوسری جنگ عظیم میں وہ مہلک ہتھیار استعمال ہوئے، بشمول ایٹم بم کے، کہ جنہوں نے کروڑوں انسانوں کو لقمہ اجل بنا دیا۔ انسانی تاریخ میں اس سے قبل اس سے زیادہ مہلک جنگ کبھی نہیں ہوئی تھی کہ جس نے نہ صرف یہ کہ پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا بلکہ کروڑوں کی تعداد میں انسان بھی کیڑے مکوڑوں کی طرح مارے جا رہے تھے۔

تھوڑی دیر رک کر سوچیے تو یہ روحانی انٹیلی جنس کا کس قدر بڑا خزانہ ہے! حیرانی ہوتی ہے کہ مورخین اور محققین نے اس پر اس سنجیدگی سے کوئی کام کیوں نہ کیا۔ جس دور میں یہ پیش گوئیاں سامنے آئیں وہ مسلمانوں کے زوال کا دور تھا۔ اس دور میں وہ چاہتے بھی تو کچھ نہیں کر سکتے تھے، کیونکہ کچھ کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتے تھے۔

دو الف و روس و ہم چیں مانند شہد شیریں

بر الف و جیم اولیٰ ہم جیم ثانیانہ

دو الف اور روس آپس میں شیر و شکر ہو جائیں گے، اور یہ اکٹھے ہو کر "الف"، "ج اول" اور "ج ثانی" پر حملہ کریں گے۔

یہ دو ''الف'' کہ جنہوں نے روس کے ساتھ اتحاد کیا، وہ انگلستان اور امریکہ تھے۔ یہ تینوں ملک جس ''الف'' پر حملے کرتے ہیں وہ اٹلی ہے، ''ج اول'' سے مراد جرمنی اور ''ج ثانی'' سے مراد جاپان ہے۔ دوسری جنگ عظیم میں آپ دیکھیں گے کہ امریکہ اور انگلستان روس کے اتحادی کے طور پر یورپ میں جرمنی اور اٹلی سے، اور ایشیا میں جاپان کے خلاف جنگ کرتے ہیں۔

اس وقت ہندوستان پر چونکہ انگریز کی حکومت تھی، چنانچہ انگریزوں کی طرف سے جنگ لڑنے کیلئے ہندوستانیوں کی ایک کثیر تعداد کو بھرتی کیا گیا۔ اس حوالے سے کرنل محمد خان کی شہرۂ آفاق کتاب ''بجنگ آمد'' پڑھنے کے لائق ہے۔ اس میں کرنل محمد خان نے بیان کیا ہے کہ کس طرح ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ہندوستانی جنگ عظیم دوئم میں انگریز کی طرف سے لڑے اور مارے گئے۔ آج بھی لاہور کے عجائب گھر میں کچھ کتبے رکھے ہیں کہ جو انگریز نے جنگ عظیم دوئم کے بعد ہر اس گاؤں میں لگا دیئے تھے کہ جس سے لوگ جنگ لڑنے گئے تھے۔ اور ان کتبوں پہ اس طرح کی تحریریں ہیں مثلاً: Hundred people went to war, only nine returned۔ یعنی سو لوگ جنگ لڑنے گئے اور صرف نو واپس لوٹے۔ جن محاذوں پر زیادہ خطرہ ہوتا تھا ان پر ہندوستانیوں کو بھیجا جاتا۔ چنانچہ یہ ایک بالکل ہی بیکار جنگ تھی، خصوصاً ہند کے لوگوں کیلئے۔

چنانچہ نعمت اللہ شاہ ولی لکھتے ہیں:

امداد ہندیاں ہم از ہند دادہ باشند

لا علم ازیں کہ باشنداں جملہ رائیگاں

اہل ہند بھی اس جنگ میں امداد دینگے اور اس بات سے لاعلم ہونگے کہ ان کی امداد رائیگاں جائے گی

آلات برق پیما سلاح حشر برپا

سازند اہل حرفہ مشہور آں زمانہ

ایسے ایسے ہتھیار بنائے جائیں گے کہ جیسے آسمانی بجلی کو ناپنے والے آلات، اور ایسا اسلحہ استعمال ہوگا کہ جو میدان جنگ میں حشر برپا کردے گا۔ اس زمانے کے مشہور سائنسدان (اس وقت کی جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے) وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار بنائیں گے

پھر کہتے ہیں کہ جنگ میں تو ''الف'' (انگلستان) ''ج'' (جرمنی) پر قابو پالے گا، مگر جنگ کی تباہ کاریوں کے باعث انگلستان اس قدر کمزور ہو جائے گا کہ ہندوستان چھوڑنے پر مجبور ہو جائے گا:

واگزار ند ہندرا از خود مگر از مکرشاں

خلفشار جانگسل در مرد ماں پیدا شود

دو حصص چوں ہند گرد خون آدم شد رواں

شورش و فتنہ فزونِ از گماں پیدا شود

انگریز ہندوستان کو اپنے آپ چھوڑ جائیں گے، لیکن ان کے مکر سے ایک جان لیوا جھگڑا لوگوں میں پیدا ہو جائے گا۔ گو کہ ہندوستان دو حصوں میں تقسیم ہو جائے گا، مگر ان کے درمیان اس قدر خون خرابہ اور فتنہ جاری ہوگا کہ یہ وہم وگمان سے بھی زیادہ ہوگا

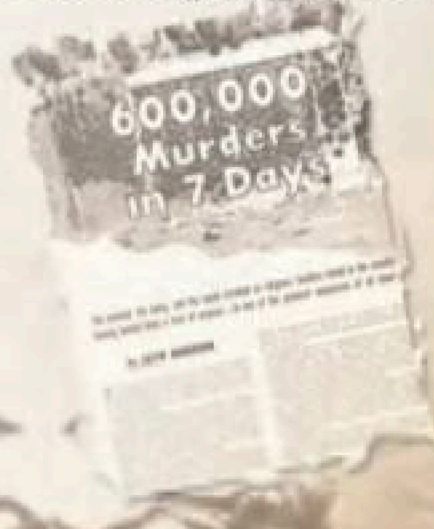
چنانچہ دوسری جنگ عظیم کے بعد انگریز ہندوستان پر اپنے قبضے کو برقرار نہ رکھ سکے اور مجبوراً ہند کو تقسیم کر کے یہاں سے نکل گئے۔ مگر جاتے جاتے کشمیر جیسے خونی مسائل کو پیچھے چھوڑ گئے کہ جو آج تک دونوں ملکوں کے درمیان جنگوں کا باعث ہے ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ پاکستان کے قیام سے لیکر آج تک پاکستان اور بھارت کے درمیان حالت جنگ قائم ہے۔

لا مکاں با شند ز قہر ہندواں مومن بسے

غیرت و ناموس مسلم را زیاں پیدا شود

ہندوؤں کے ظلم وستم کی وجہ سے مسلمان اپنے گھروں کو چھوڑ کر ہجرت کرنے پر مجبور ہو جائیں گے اور مسلمانوں کی غیرت وناموس کا بے انتہا نقصان ہوگا

پاکستان بنتے وقت مسلمانوں نے تاریخ اسلام کی سب سے بڑی ہجرت کی اور اس کی بڑی وجہ ہندوؤں کا ظلم وستم اور قتل عام تھا کہ جو پاکستان بننے کے اعلان کے ساتھ ہی پورے ہندوستان میں شروع ہو گیا تھا۔ سوا کروڑ مسلمان گھروں سے نکلے، مگر صرف پچاس لاکھ



کے قریب ہی پاکستان پہنچ پائے۔ان چند ماہ میں پچاس لاکھ سے زائد مسلمانوں کو راستے میں ہی ذبح کر دیا گیا۔ڈھائی لاکھ سے زائد مسلمان بچیاں راستے میں ہی اغواء کر لی گئیں، کہ جن کا بعد میں کوئی نام ونشان ہی نہ ملا۔ان میں کئی اب بھی ہندوستان میں زندہ ہونگی اور بوڑھی ہو چکی ہونگی۔قدرت اللہ شہاب کا دلخراش ناولٹ ''یا خدا'' اسی صورتحال کی ایسی تصویر پیش کرتا ہے کہ دل خون کے آنسو روتا ہے۔نعمت اللہ شاہ ولیؒ بھی یہاں بڑے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جو نقصان اس ہجرت میں مسلمانوں کا ہوگا، وہ اتنا شدید ہوگا کہ مسلمانوں نے اتنا بڑا نقصان پہلے کبھی نہیں اٹھایا ہوگا۔سکھوں کا سربراہ تارا سنگھ تلوار لہرا کر کہتا تھا کہ کوئی مسلمان زندہ مشرقی پنجاب سے ہوتا ہوا پاکستان نہیں پہنچے گا۔چنانچہ ساٹھ ستر ہزار کلومیٹر کے مشرقی پنجاب کے علاقے میں ایک مسلمان بھی زندہ نہ بچا۔پانی کے تمام کنویں مسلمان بچیوں کی لاشوں سے پٹ گئے۔

پھر نعمت اللہ شاہ ولیؒ کہتے ہیں کہ ابتلا اور پریشانی کے بعد انکی تقدیر، یعنی پاکستان، ظاہر ہوگا!

مومناں پابند اماں در خطہ، اسلاف خویش

بعد از رنج و عقوبت بخت شاں پیدا شود

مسلمان اپنے بزرگوں کے علاقوں میں پناہ حاصل کریں گے۔اور دکھ اور تکلیف کے بعد ان کی تقدیر ظاہر ہوگی

پاکستان کا یہ علاقہ کہ جس میں ہم رہتے ہیں، وہ علاقہ ہے کہ جس میں ہمارے آباؤ اجداد صدیوں سے بستے چلے آئے ہیں۔ایشیاوسطیٰ، افغانستان، ترکی، ایران اور عالم عرب سے آنے والے مسلمان پچھلے ایک ہزار سال سے ہجرت کر کے انہی علاقوں میں آباد ہوتے رہے ہیں کہ جن پر آج پاکستان قائم ہے۔یہی وجہ ہے کہ یہ مسلم اکثریتی علاقہ ہے، اور اسی وجہ سے علامہ اقبالؒ نے جب تقسیم ہند کی فکر پیش کی تو اس میں ہندوستان کے شمال مغربی علاقوں یعنی موجودہ پاکستان پر اسلامی ریاست کے قیام کا تصور دیا تھا۔



پاکستان بننے سے لیکر ۱۹۶۵ء تک پاکستان اپنے آپ کو مستحکم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس دور میں جس قسم کے حکمران آتے رہے اور جیسے فتنے اور مسائل اٹھتے رہے ہیں ان کی ساری تفصیل آپ کو شہاب نامہ میں ملے گی۔

نعمت اللہ شاہ ولیؒ پر اب تک جو کام کیا گیا ہے وہ ادبی حوالے سے کیا گیا ہے، جغرافیائی سیاست اور عسکری تغیرات کے حوالے سے نہیں۔ لہذا یہ مسلمانوں کیلئے ذہنی خلجان کا باعث رہا ہے کہ آیا یہ واقعات ہو گئے یا نہیں؟ اور کون سے واقعات ابھی ہونا باقی ہیں؟ قائداعظم کے انتقال اور لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد سے لیکر ایوب خان کی حکومت قائم ہونے تک پاکستان میں انتہائی خائن، کمزور اور نالائق حکمران یکے بعد دیگرے آتے رہے کہ جنہوں نے نہ تو پاکستان کی نظریاتی سمت متعین کی اور نہ ہی جغرافیائی سرحدوں کے دفاع کی طرف کوئی توجہ دی۔ ایوب خان کے آنے کے بعد پہلی مرتبہ پاکستان میں ایک قدرے مضبوط مرکزی حکومت قائم ہوئی اور معاشی ترقی کا دور شروع ہوا۔

بے تاج بادشاہاں شاہی کنند نادان

اجراء کنند فرماں فی الجملہ مہملانہ

بے تاج بادشاہ حکومت کریں گے اور ایسے حکم جاری کریں گے کہ جو بالکل فضول اور مہمل ہونگے

لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد آنے والے حکمرانوں کی اس سے بہتر تعریف ہو ہی نہیں سکتی کہ وہ احمق اپنے آپ کو بے تاج بادشاہ سمجھ کر ایسے حکومت کرتے رہے کہ نہ تو ان کے احکامات کی کوئی اہمیت تھی اور نہ ہی ان کا کوئی سر پیر ہوتا۔ پاکستان کا گورنر جنرل غلام محمد ایک مفلوج شخص تھا کہ جس کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ حکومت پاکستان کے کسی بھی افسر کو سمجھ نہیں آتے تھے۔ اسی طرح سکندر مرزا بھی پاکستان کے ساتھ خیانت کا مرتکب ہوتا رہا۔ پاکستان کے موجودہ حکمران ان اولین خائن حکمرانوں سے قطعاً مختلف نہیں ہیں۔ ایک غریب ملک کے کھرب پتی حکمران جس بے رحمی اور بیدردی سے ملکی خزانے کو لوٹتے اور کھسوٹتے ہیں اس کی مثال صرف انہی قوموں سے دی جاسکتی ہے کہ جن کو اللہ نے صفحۂ ہستی سے مٹا ڈالا۔ یہ تو پاکستان پر اللہ کا خاص کرم ہے کہ یہ قائم رہنے کیلئے بنا ہے، ورنہ جس بے حیائی اور سفاکی سے پاکستان کے حکمران اس کی دولت کو لوٹتے ہیں، اس کی جگہ دنیا کا کوئی اور ملک ہوتا تو اب تک حصے بخرے ہو کر بکھر چکا ہوتا۔

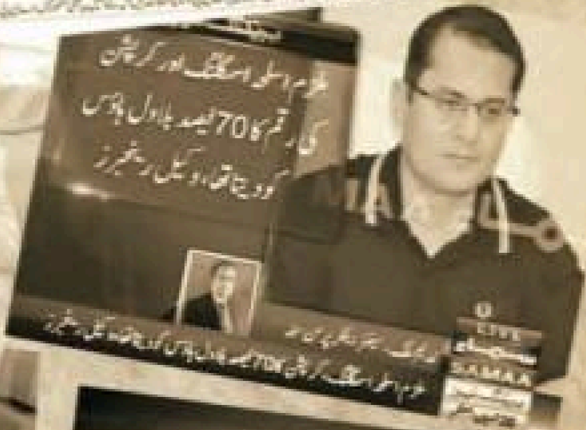


NAB submits list of 150 Mega CORRUPTION CASES

وزیراعظم گیلانی کا 4 سالہ کرپٹ ترین دور حکومت 8500 ارب روپے کی کرپشن ہوئی

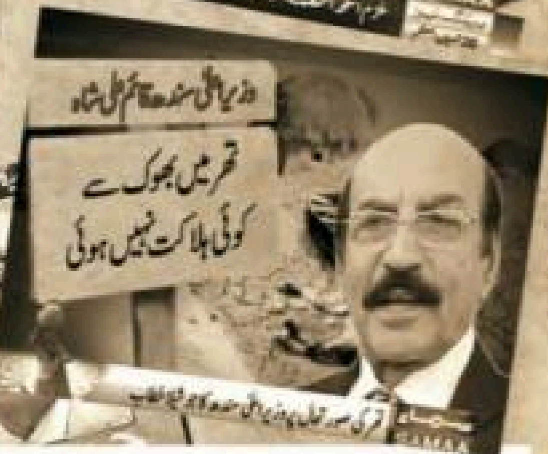
بجلی چوری سرحد کے لوگوں کا حق ہے

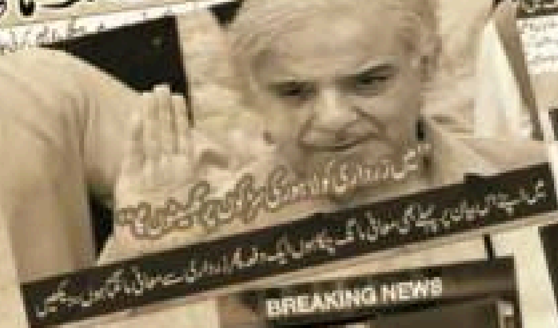




پنجاب حکومت امریکہ کو نواز نہیں

طالبان اور ہمارا موقف ایک ہے





سابق وزیراعظم راجہ پرویز اشرف
پر اختیارات کے غیر قانونی استعمال
اور کرپشن کے 8 مقدمات ہیں









پاکستان بننے کے بعد کے دور کے حوالے سے نعمت اللہ شاہؒ کی سب سے بڑی پیش گوئی، کہ جو سنگ میل کی حیثیت بھی رکھتی ہے، وہ ہے ۱۹۶۵ء کی جنگ!

ناگاہ مومناں راشور پدید آید
باکافراں نمایندجنگے چوں رستمانہ

اچانک مسلمانوں کو ایک ظاہری شور سنائی دے گا اور وہ کافروں کے ساتھ ایک دلیرانہ جنگ لڑیں گے

یہی ۱۹۶۵ء میں ہوا کہ جب اچانک ہندوستان نے ہم پر رات کی تاریکی میں حملہ کر دیا۔ ایوب خان کی وہ تقریر آج بھی خون گرما دیتی ہے کہ جس میں انہوں نے کہا تھا کہ لا الہ الا اللہ کے ماننے والی قوم پر کافروں نے حملہ کر دیا ہے اور انہیں معلوم نہیں کہ انہوں نے کس قوم کو للکارا ہے۔ ایوب خان کی اس تقریر کے بعد پوری پاکستانی قوم کی طرف سے جس جرأت، اتحاد اور سرفروشی کا مظاہرہ کیا گیا وہ تاریخ کا ایک جذباتی اور رومانوی باب ہے۔

در ایں بیقراری ہنگام اضطراری
رحمے کنند چو باری برحال مومنانہ

اس بیقراری اور اضطراب کے وقت ذات باری تعالیٰ مسلمانوں کے حال پر رحم فرمائیں گے

از لطف و فضل یزداں بعد از ایام ہفدہ
خوں ریختہ و قرباں در داند غازیانہ

سترہ دن کی جنگ کے بعد، کافی جانوں کا نظرانہ دے کر مسلمان اللہ کے فضل سے سرخرو ہوں گے

ہندوستان کا خیال تھا کہ وہ اچانک حملہ کر کے لاہور پر قبضہ کر لے گا۔ بھارتی جرنیل بڑے تکبر سے اعلان کرتا ہے کہ وہ عنقریب لاہور کے جم خانہ میں شراب پی کر جشن منائے گا۔ مگر اس بات کے باوجود کہ پاکستان پر بے خبری میں حملہ کیا گیا تھا، ہماری فوج بڑی بے جگری

سے لڑی اور اپنے سے پانچ گنا بڑے دشمن کے نہ صرف حملے کو روکا بلکہ اسے شدید نقصان پہنچا کر پسپا ہونے پر بھی مجبور کر دیا۔ دشمن لاہور کے اندر داخل بھی نہ ہو سکا۔

سترہ دن کی جنگ کے بعد عارضی جنگ بندی ہوتی ہے۔ اس جنگ بندی کو مستقل کرنے کیلئے جنرل ایوب خان اور ہندوستان کا وزیراعظم لال بہادر شاستری تاشقند جاتے ہیں کہ جہاں ایک معاہدہ طے پاتا ہے۔ ہندوستانی بالکل یہ توقع نہیں کر رہے تھے کہ ایوب خان اس امن معاہدے پر دستخط کر دیں گے۔ کیونکہ میدان جنگ میں پاکستانیوں کی پوزیشن بہت مضبوط تھی۔ ایوب خان کو تمام روحانی قوت رکھنے والے مشیروں اور بابوں نے بھی اس معاہدے سے منع کیا تھا۔ الکھ نگری میں ممتاز مفتی نے قدرت اللہ شہاب کے حوالے سے یہ ساری داستان لکھی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ایوب خان کو بزرگوں کی طرف سے منع کیا گیا تھا کہ اس معاہدے پر دستخط نہ کریں، کیونکہ ہندوستان اس وقت تکلیف اور دباؤ میں تھا، ہرگز سیز فائر نہ کریں بلکہ یہاں تک منع کیا گیا تھا کہ تاشقند خود نہ جائیں، مگر اس نصیحت کے باوجود ایوب خان نے ایک نہ سنی اور جلد بازی میں امن معاہدے پر دستخط کر دیئے۔ لال بہادر شاستری کیلئے یہ کامیابی اتنی غیر متوقع تھی کہ اس پر شادیٔ مرگ کی کیفیت طاری ہوگئی اور خوشی کے مارے اس پر دل کا دورہ پڑ گیا اور وہ تاشقند میں ہی مر گیا۔

نعمت اللہ شاہ ولیؒ اس واقعے کو بھی اپنے اس دلچسپ شعر میں بیان کرتے ہیں:

بقال شود علمدار در ملک ہائے کفار

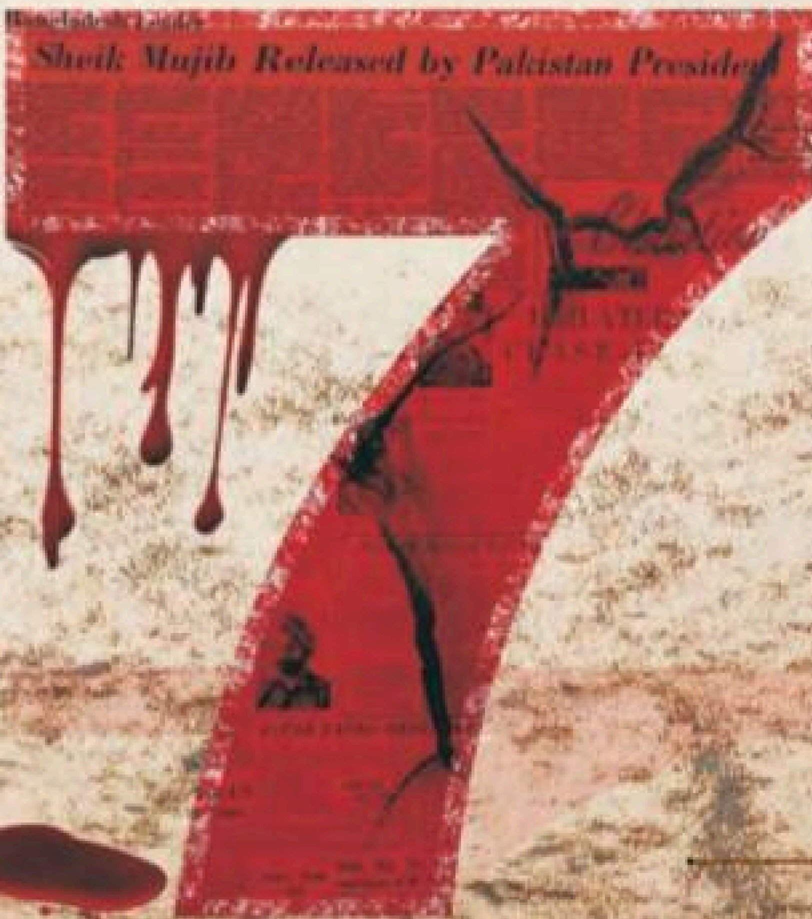
فی النار گشتہ کفار در کفر حالتانہ

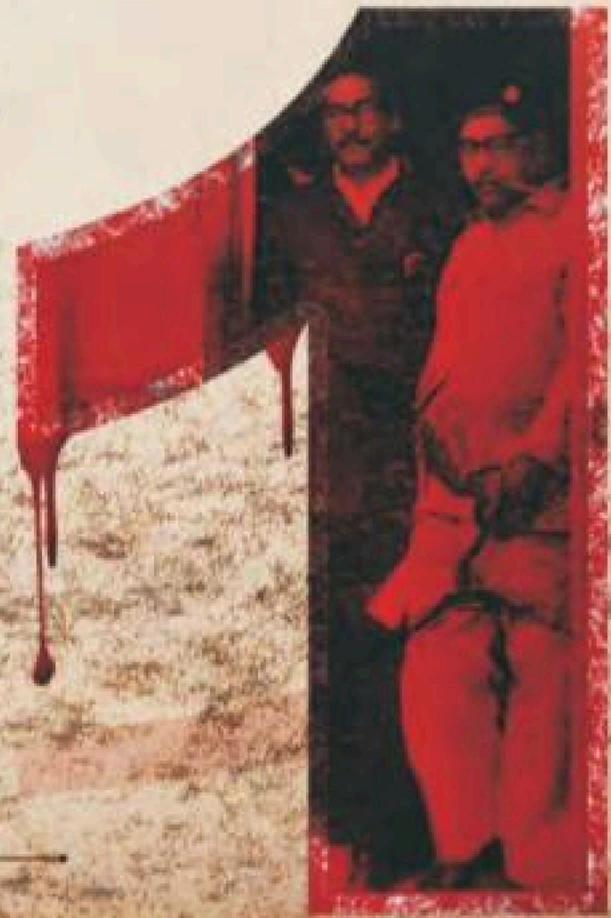
ہندو بنیا کفار کے ملک میں جائے گا اور وہیں حالت کفر میں مر کر جہنم میں داخل ہو جائے گا

معاہدۂ تاشقند کے بعد مسلمانوں میں بہت اضطراب تھا کہ ہم نے جیتی ہوئی جنگ ہار دی، اور یہ سب کچھ بھٹو کے مشورے سے ہوا تھا۔ ۶۵ء اور ۷۱ء دونوں جنگوں میں ہمارا وزیر خارجہ بھٹو ہی تھا۔ اسکے ذمے خارجہ پالیسی بنانا تھی اور دونوں ہی جنگوں میں ہماری خارجہ پالیسی کی وجہ سے ہمیں بہت نقصان پہنچا۔ معاہدہ تاشقند کا یہ نقصان ہوا کہ جب ایوب خان اور بھٹو اس پر دستخط کر کے واپس لوٹے تو عوام نے اپنے شدید غم و غصے کا اظہار کیا۔ ہوا کا رخ دیکھتے ہوئے بھٹو اور تمام سیاسی جماعتوں نے ایوب خان سے علیحدگی اختیار کر لی اور ایوب حکومت کے خلاف ایک زوردار احتجاجی تحریک چل پڑی۔

اسی دور میں شیخ مجیب الرحمٰن ۱۹۶۶ء میں اپنے چھ نکات پیش کرتا ہے جو کہ در پردہ اعلان بغاوت تھا۔ مگر اسکی یہ سازش ''اگرتلہ سازش'' کیس میں پکڑی جاتی ہے کہ جس میں یہ پتہ چل جاتا ہے کہ یہ ہندوستان کے ساتھ مل کر مشرقی پاکستان کو توڑنا چاہتا تھا۔ مگر پاکستان کے تمام سیاستدان شیخ مجیب کو سزا دلوانے کی بجائے ایوب خان کے خلاف مہم میں مصروف رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ مطالبہ بھی کر بیٹھتے ہیں کہ مجیب کی غداری کو معاف کرتے ہوئے اسے کل جماعتی کانفرنس میں بلایا جائے اور اس پر بنائے گئے تمام مقدمات واپس لیے جائیں، ورنہ ہم اس احتجاجی تحریک کو جاری رکھیں گے۔ اس تحریک کے نتیجے میں ایوب خان کی حکومت اس قدر کمزور ہو چکی تھی کہ لگتا تھا کہ جیسے پاکستان میں حکومت نام کی کوئی چیز ہی باقی نہیں بچی۔ چنانچہ ہندوؤں کو موقع مل گیا کہ وہ مشرقی پاکستان میں اپنی جڑیں پھیلائیں۔ یہ سب کچھ ۶۵ء سے ۷۰ء کے درمیان ہوا۔ نتیجتاً ۱۹۷۱ء کے عام انتخابات کے بعد پاکستان ہی دولخت ہو گیا۔ وہ ساری غلطیاں کہ جن کی سزا ہمیں ۷۱ء کی جنگ میں ملی، ان کا آغاز ۶۵ء کی جنگ کے بعد سے ہی ہو گیا تھا۔ ایوب خان کی قیادت میں پوری پاکستانی قوم نے متحد ہو کر ہندوستان کا مقابلہ کیا۔ ایوب خان کے بعد پاکستان میں کوئی بھی ایسا مرکزی لیڈر نہیں بچا تھا کہ جو مشرق اور مغرب کو متحد رکھ سکتا۔ نتیجتاً اپنوں کی غداری، دشمنوں کی سازشوں اور دوستوں کی نادانیوں کی وجہ سے پاکستان ایک مضبوط مرکزی حکومت سے محروم ہو کر آپس کے شدید اختلافات کا شکار ہو گیا، کہ جس کا انجام سقوطِ ڈھاکہ پر ہوا۔

۶۵ء کی جنگ میں جو معجزات ہوئے، جو غیر معمولی روحانی قوتیں ہمارے ساتھ لڑ رہی تھیں، اس کے متعلق خود ہندو فوج کے قیدی بتایا کرتے تھے کہ ہم پاکستان کی اس فوج سے ڈرتے تھے کہ جو گھوڑوں پر آتی تھی اور جن کی تلواروں سے شعلے نکل رہے ہوتے تھے۔ اس روحانی تائید کے واقعات ہمارے اخبارات میں بھی چھپے تھے اور کئی کتب میں بھی موجود ہیں۔ راوی کے پل پر بمباری کیلئے بھارتی فضائیہ کے جہاز آتے، مگر انہیں ایک کی جگہ کئی پل نظر آتے اور وہ غلط جگہ بم گرا کر چلے جاتے۔ جو روحانی تائید ہمیں اس وقت حاصل تھی، اسے ۷۱ء میں ہم نے آپس کی نااتفاقی اور پھوٹ کے باعث گنوا دیا۔





مومناں میر خود را از سفینہ تنزیل سازند

بر مسلماں باید تذلیل خاسرانہ

مسلمان اپنے امیر کو حکمرانی سے خود ہی اتار دیں گے اور اس کے بعد مسلمان بہت نقصان اٹھا کر ذلیل و رسوا ہو نگے

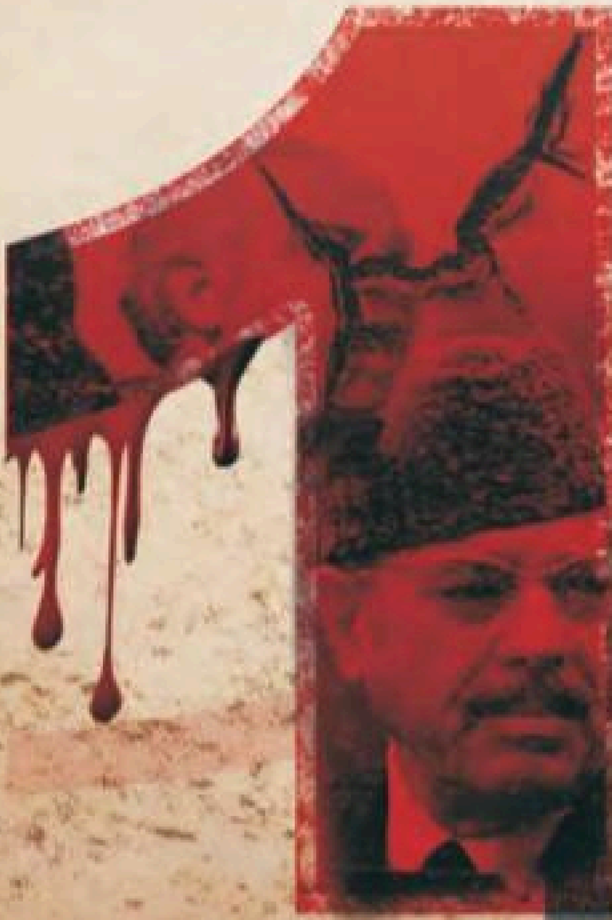
گو کہ ایوب خان سے تاشقند میں غلطی ہوئی، مگر اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ سیاستدان مجیب کے ساتھ مل کر ایوب خان کو اتار دیتے۔ ۶۵ء سے ۷۰ء تک کے پانچ سالوں میں چلنے والی تحریک سے پاکستان اس قدر کمزور پڑ چکا تھا کہ ۷۱ء کے انتخابات میں مشرقی پاکستان سے ساری سیٹیں مجیب کی جماعت ہتھیاروں اور مکتی باہنی کے غنڈوں کے زور پر جیت گئی۔ پاکستان کے مسلمانوں کو اپنی اس غفلت اور کوتاہی کی بڑی سخت سزا لگنے کی پیش گوئی بھی نعمت اللہ کر چکے تھے۔

نعرہ اسلام بلند شد بست و سہ ادوار چرخ

بعد ازاں بارد گریک قہرشاں پیدا شود

زمانے کے تیئس سال گزر جائیں گے کہ جن میں اسلام کا نعرہ بلند رہے گا۔ بعد ازاں ایک سخت قہر نازل ہوگا

۱۹۴۷ء سے ۱۹۷۱ء تک ۲۳ سال کا عرصہ ہی بنتا ہے کہ جس کے بعد پاکستان پر اللہ کا عذاب نازل ہوا۔ ہماری بداعمالیوں کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ مشرقی پاکستان ہمارے ہاتھ سے گیا بلکہ لاکھوں پاکستانی بڑی بیدردی سے بھارتی فوج اور مکتی باہنی کے غنڈوں کے ہاتھوں ذبح کیے گئے، ہزاروں مسلمان عورتوں کی ایک مرتبہ پھر بے حرمتی ہوئی، اور پوری دنیا میں مسلمانوں کو شدید دکھ پہنچا۔





قہر عظیم آید بہر سزا کہ شاید

آخر خدا بہ سازد یك حکم قاتلانہ

اللہ کی طرف سے ایک بڑا قہر سزا کے طور پر آئے گا اور اللہ تعالیٰ ایک قاتلانہ حکم جاری فرمائیں گے

کشتہ شوند مسلماں افتاں شوند خیزاں

از دست نیزہ بنداں یك قوم ہندوآنہ

ایک اسلحہ بند ہندو قوم کے ہاتھوں مسلمان بڑی بے رحمی اور بیدردی سے قتل کیے جائیں گے

مشرقی پاکستان میں یہی ہوا۔ لاکھوں مسلمانوں کو مکتی باہنی نے ذبح کر ڈالا۔ ہماری چالیس ہزار کی بری فوج چاروں طرف سے لاکھوں کی تعداد میں مسلح ہندوؤں اور مکتی باہنیوں سے گھری ہوئی تھی۔ اپنے مرکز سے ایک ہزار میل دور، بغیر کسی رابطے اور فضائیہ کے، مشرقی پاکستان کی فوج اور مسلمان اپنے سفاک دشمنوں کی سنگینوں کی زد پر تھے اور بڑی بیدردی سے شہید کیے جا رہے تھے۔

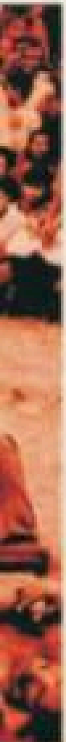
مشرق شود خرابے از مکر حیلہ کاراں

مغرب دہند گریہ بر فعل سنگدلانہ

مشرق (مشرقی پاکستان) فریب سے تباہ ہو جائے گا اور مغرب والے (مغربی پاکستان) اس ظلم پر بہت روئیں گے







ارزاں شود برابر جائیداد و جان مسلم

خوں می شود روانہ چوں بحر بیکرانہ

مسلمانوں کی جان ومال سستی ہوجائے گی۔ ایک بحر بیکراں کی طرح مسلمانوں کا خون رواں ہوگا

اے ء میں مکتی باہنی نے ۱۵ مارچ کے بعد اعلان بغاوت کیا تو اس کے بعد چھ مہینے کے اندر اندر چھ لاکھ پاکستان کے حامیوں کا قتل عام ہوا۔ تقریباً پینتالیس برس گزرنے کے بعد بھی بنگلہ دیش میں پاکستان سے پیار کرنے والوں کو چن چن کر قتل کیا جا رہا ہے۔ یہ ایک عظیم قتل عام تھا کہ جو مکتی باہنی کے غنڈوں کے ہاتھوں ہوا، اور لاشوں کو دریا برد کر دیا جاتا، یا سمندر میں پھینک دیا جاتا۔ چنانچہ ہزاروں افراد سے متعلق تو معلوم ہی نہیں ہوسکا کہ ان کے ساتھ ہوا کیا۔ اس کے بعد پاک فوج کو مکتی باہنی کے خلاف حرکت میں آنا پڑا اور جب فوج نے مکتی باہنی کی بغاوت کو قریب قریب کچل دیا، تو اس وقت بھارتی فوج نے چاروں طرف سے پاک فوج کو گھیر کر مشرقی پاکستان پر حملہ کر دیا۔ پاک فوج بڑی جرأت اور بے جگری سے لڑی، مگر امت کی اجتماعی غلطیوں کی سزا قدرت کی طرف سے بڑی سخت تھی۔

شہر عظیم باشد، قتل عظیم سازد

صد کربلا چوں کربل باشد بخانہ خانہ

مسلمانوں کا ایک بہت بڑا شہر، ایک بہت بڑا مقتل بن جائے گا، اور گھر گھر کربلا برپا ہوگی

یہی حال تھا ڈھاکہ کا ۱۶ دسمبر کے بعد۔ مجمع لگا کرتا تھا کہ جس میں بھارتی فوج اور مکتی باہنی پاکستان نواز عناصر کو چن چن کر ذبح کرتے۔ ہر وہ شخص کہ جو پاکستان سے پیار کرتا تھا اس کی نہ جان محفوظ تھی، نہ مال، نہ ناموس۔ ڈھاکہ میں حقیقی معنوں میں کربلا برپا ہوئی۔ تاریخ کے اس دردناک باب کا مطالعہ کرنے کیلئے آپ قطب الدین عزیز کی کتاب "Blood and Tears" کا مطالعہ ضرور کیجئے۔





لشکر منگول آید از شمال بہر عون

فارس و عثمان ہمچارہ گراں پیدا شود

منگول فوجیں شمال سے آئیں گی مدد کرنے کیلئے، ایران اور ترکی بھی مددگار بن جائیں گے

اے، کے بعد پاکستان کو کئی ایک شعبوں میں امداد کی شدید ضرورت تھی، مثلاً معیشت، دفاع، صنعت و حرفت وغیرہ۔ قوم اور فوج کا مورال بہت گر گیا تھا۔ چنانچہ اے، کی شکست و رسوائی کے بعد حکومت پاکستان نے پہلا کام تو یہ کیا کہ جوہری پروگرام شروع کیا، دوسرا چین سے مضبوط تعلقات استوار کیے، کہ جس سے پاکستان کی مسلح افواج کو قدرے بہتر اسلحہ ملنا شروع ہو گیا۔ پھر RCD کا سیاسی اتحاد بنایا گیا، کہ جس میں پاکستان، ایران اور ترکی شامل تھے، کہ جس کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ پاکستان کا دفاع مضبوط ہوا بلکہ چین، ایران اور ترکی کی حمایت سے ایک مضبوط سیاسی بلاک بھی بنا لیا گیا۔





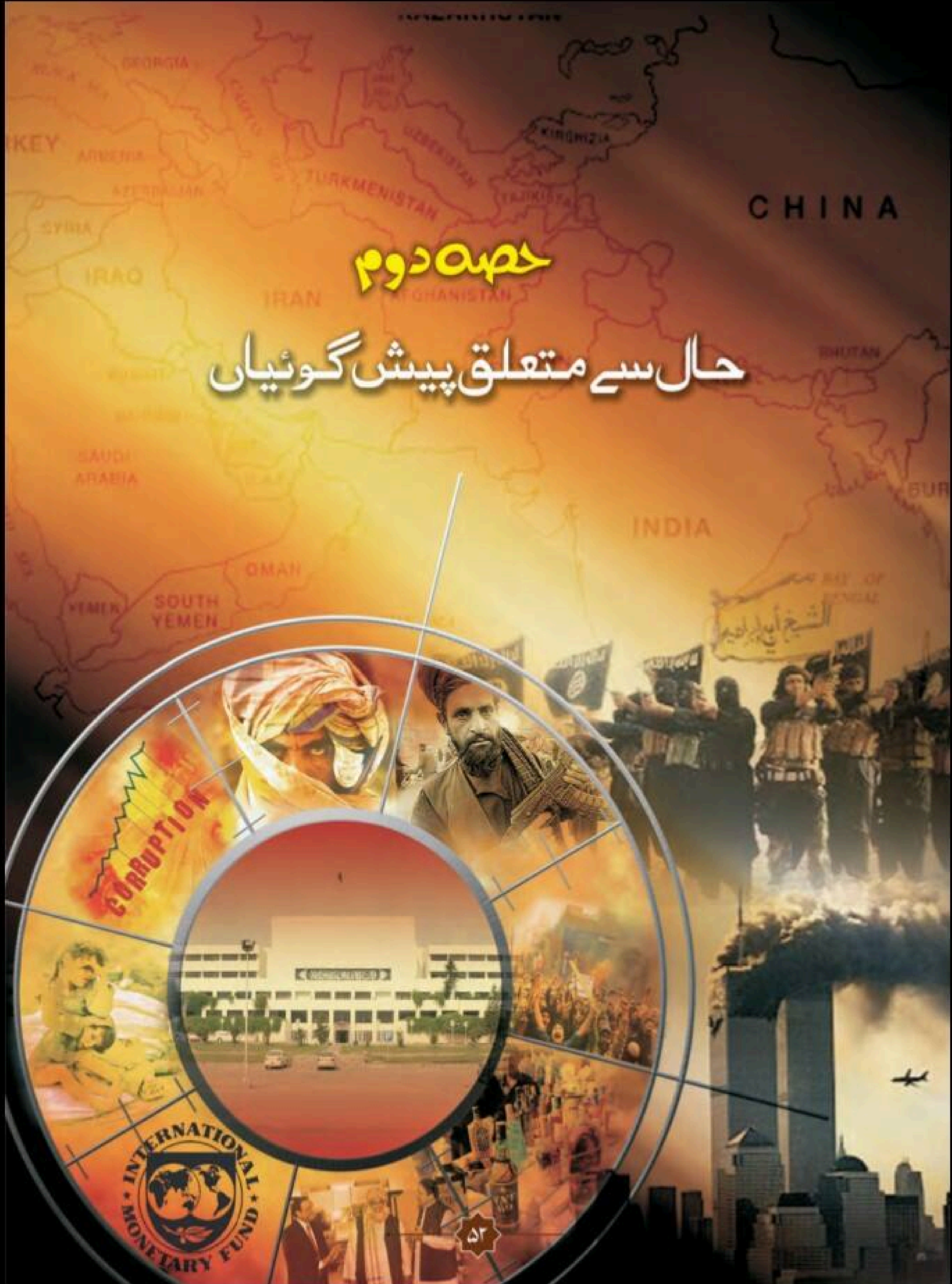








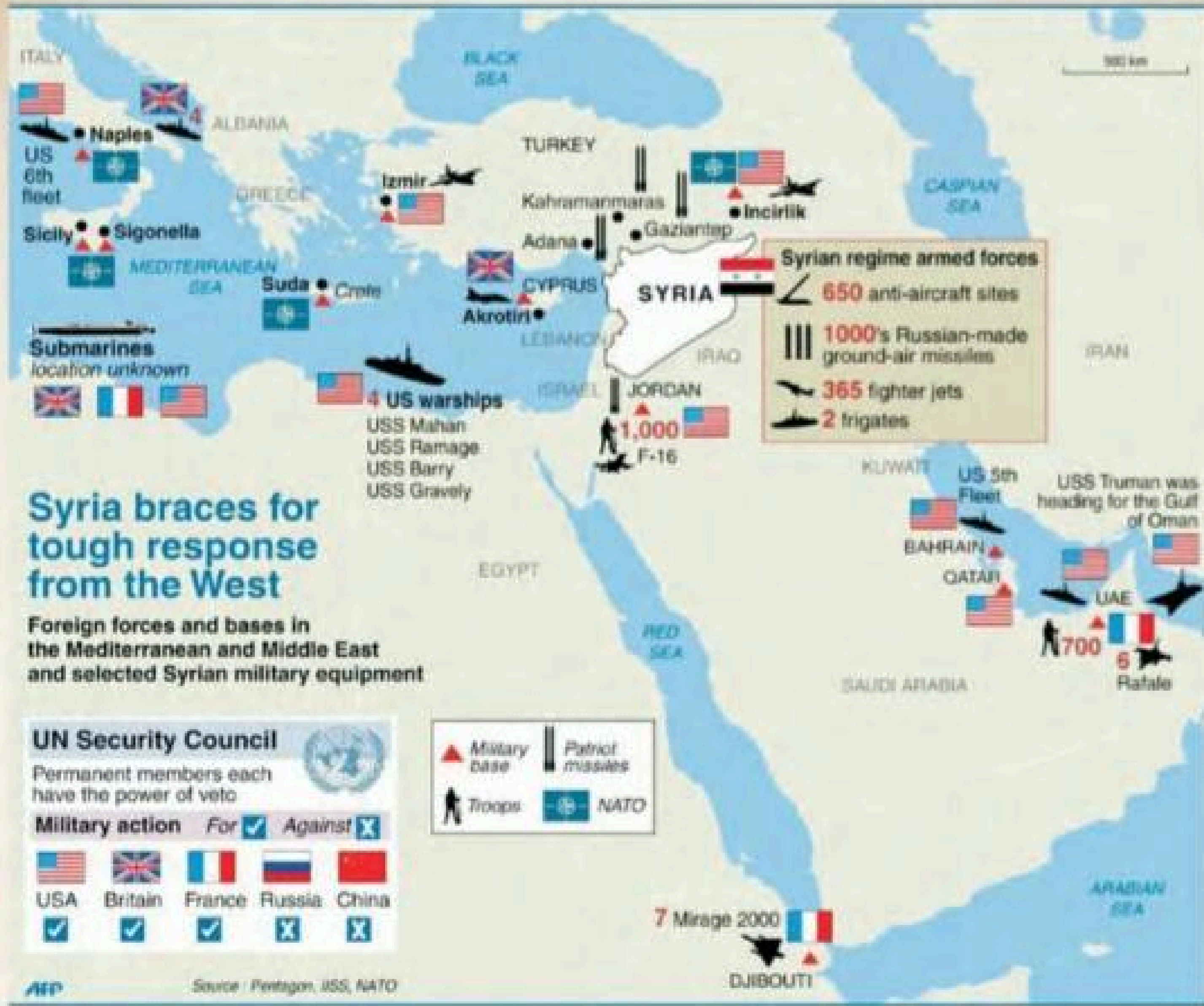




CHINA
حصہ دوم
حال سے متعلق پیش گوئیاں
TURKMENISTAN
ARMENIA
SYRIA
IRAQ
IRAN
AFGHANISTAN
SAUDI ARABIA
INDIA
OMAN
YEMEN
SOUTH YEMEN
BHUTAN
CORRUPTION
INTERNATIONAL MONETARY FUND
٥٢

اے، کے دور سے لیکر آج تک آپ امت مسلمہ کی حالت دیکھیئے، اور خصوصاً پاکستان کی حالت پر نظر ڈالیے، تو ہمیں مجموعی طور پر تنزل اور زوال نظر آتا ہے۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ پوری امت مسلمہ کے پاس نہ کوئی سیاسی نظام ہے اور نہ ہی کوئی معاشی طاقت، نہ ہی ہمارے علماء کا وہ مقام ہے کہ وہ تجدید و احیائے دین کے ذریعے معاشرے کو دوبارہ زندہ کرسکیں۔ پوری امت میں کہیں تو ناپاک مغربی جمہوریت مسلط کردی گئی ہے، تو کہیں سفاک آمریت اور کہیں کاٹ کھانے والی بادشاہت۔ شریعت اور خلافت راشدہ کا نظام پوری امت مسلمہ میں کہیں بھی نظر نہیں آتا۔ مسلمان حکمران ہی امت رسول ﷺ کے سب سے بڑے دشمن اور خائن ہیں۔ مسلمانوں کی پوری معیشت سود اور ربا، کے نظام پر قائم ہے کہ جو براہ راست اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے ساتھ اعلان جنگ ہے۔ اسی اخلاقی، دینی اور روحانی زوال کی وجہ سے پوری مسلم دنیا میں ایسا فتنہ و فساد برپا ہے کہ حقیقتاً یوں لگتا ہے کہ جیسے ایک دستر خوان بچھا ہے اور لوگ کھانے پر ٹوٹے ہوئے ہیں، جیسا کہ ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ مسلمانوں کی تعداد اتنی زیادہ ہوگی کہ جیسے سمندر کی جھاگ، مگر دشمن اس طرح ان پر ٹوٹے گا کہ جیسے بھوکے دستر خوان پر ٹوٹتے ہیں۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہوگی؟ کیا مسلمان تعداد میں بہت کم ہونگے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان میں ''وہن'' کی بیماری پیدا ہو جائے گی۔ وہن کی وضاحت کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ''حب الدنیا و کراہیت الموت'' ہے، یعنی دنیا کی محبت اور موت کا خوف۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ چاروں طرف سے مسلمانوں پر حملے کیے جارہے ہونگے۔

آج افغانستان دشمن کے نرغے میں ہے، کشمیر، فلسطین اور عراق پر دشمنوں کا قبضہ ہے، شام، لیبیا اور یمن میں شورش ہے، اور اب تو یہ آگ اردن اور سعودی عرب کی طرف بڑھ رہی ہے۔ پاکستان پچھلے ۱۴ برس سے خوارج اور مشرکوں کے حملوں کی زد میں ہے۔ امت کا حال یہ ہے کہ خوارج اور یہود کے فتنوں سے نمٹنے کے بجائے یہ فرقہ وارانہ بنیادوں پر ہی باہم دست و گریباں ہیں۔ سوا ارب سے اوپر مسلمان ہیں پر ان کی کوئی عزت نہیں۔ ہر قسم کی کتاب ہماری لائبریریوں میں موجود ہے، لیکن علم اٹھ چکا ہے۔ مسلمان معاشروں میں فحاشی، بدکاری، برائی اور خیانت عام ہو چکی ہے۔ اسلامی اقدار اس قدر ناپید ہو چکی ہے کہ حفظ مراتب، ادب و آداب، خواتین کی عزت



جیسی روایات اب کوئی معنی نہیں رکھتیں۔ یہ تمام برائیاں ذرائع ابلاغ اور جدید نظام تعلیم کے ذریعے یوں عام کردی گئی ہیں کہ اب یہ برائیاں محسوس ہی نہیں ہوتیں۔ ہر وہ برائی کہ جس پر اللہ نے پہلی قوموں کو تباہ کیا ہے، اب وہ مسلمان معاشروں اور خصوصاً پاکستانی معاشرے میں موجود ہے۔ اللہ نے مسلمانوں کو خوف اور بھوک کے عذاب میں مبتلا کردیا ہے، مگر اس کے باوجود نہ تو اس کے حکمران بیدار ہوتے ہیں اور نہ ہی قوم توبہ کرتی ہے۔

نعمت اللہ شاہ ولیؒ ہمارے اس دور کی بڑی حیرت انگیز تصویر کھینچتے ہیں۔ ان پیش گوئیوں کو پڑھیئے تو آپ کو نظر آتا ہے کہ آج کے دور میں یہی سب کچھ ہورہا ہے۔ مگر ان شاء اللہ اسکے بعد بازی پلٹے گی۔ کیونکہ جب حالات کی خرابی اپنی آخری حدوں کو چھولے گی، تو مسلمان پھر دوبارہ اٹھیں گے، ان شاء اللہ۔ چنانچہ نعمت اللہؒ بتاتے ہیں کہ پہلی تحریک مزاحمت کہ جو مسلمان اپنے کھوئے ہوئے مقام کو حاصل کرنے کیلئے برپا کریں گے، وہ افغانستان میں ہوگی۔ یہ ۸۰ کی دہائی میں ہونے والی سوویت افغان جنگ کی طرف اشارہ ہے کہ جو بالآخر سوویت یونین کے بکھرنے پر منتج ہوئی۔ اور اب ۲۰۰۱ء کے بعد امریکہ کی افغانستان میں مہم جوئی کا انجام بھی روس سے مختلف نظر نہیں آرہا۔

نعمت اللہ شاہ نے امت مسلمہ کے اخلاقی زوال کی بڑی دردناک تصویر کھینچی ہے:

از امت محمدؐ سرزد شوند بے حد

افعالِ مجرمانہ اعمالِ عاصیانہ

حضور ﷺ کی امت سے بے حد مجرمانہ فعل اور گناہ سرزد ہونگے

از رشوت تساہل دانستہ از تغافل

تاویل یاب باشند احکام خسروانہ

حکام رشوت لیں گے، دانستہ اپنے فرائض سے سستی اور غفلت برتیں گے اور تاویلات کے ذریعے سرکاری احکامات کو تبدیل کریں گے

عالم ز علم نالاں دانا ز فہم گریاں

ناداں بہ رقص عریاں مصروف و والہانہ

علماء کو علم سے کوئی دلچسپی نہیں ہوگی، اور جو سمجھدار ہوگا وہ ان حالات کو دیکھ صرف روئے گا، اور عوام الناس کا حال یہ ہوگا کہ وہ بے حیائی اور بے شرمی سے ناچ گانے کی محفلوں میں مست ہونگے

آج پاکستان کا میڈیا دیکھیے تو درجنوں ٹیلی ویژن چینلوں پر سوائے بے شرمی، بے حیائی اور بے غیرتی کے کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ پورے ملک اور امت رسول ﷺ میں آگ لگی ہوئی ہے، مگر حکمران ہیں کہ بے دردی سے لوٹ کھسوٹ میں لگے ہوئے ہیں، ناپاک اور پلید ترین وجود علماء کے روپ میں قوم کو گمراہ کر رہے ہیں اور عوام الناس کو فحش محفلوں، راگ ورنگ اور ناچ گانے سے ہی فرصت نہیں۔ پورا ملک حالت جنگ میں ہے، ایک لاکھ سے زائد پاکستانی شہید و زخمی ہو چکے ہیں، آئے روز بم دھماکے ہو رہے ہیں، سکولوں میں بچے ذبح کیے جا رہے ہیں، مگر میڈیا میں بیٹھ کر یہ ناپاک دانشور، سیاستدان اور علماء، جمہوریت کے راگ الاپتے ہوئے قوم کو زمانہ جاہلیت میں رکھ کر ملک کی جڑیں کاٹنے پر تلے ہوئے ہیں۔ آج قوم کا وہی حال ہے کہ جو ہزار سال قبل بغداد کا تھا کہ جس کو اللہ نے ہلاکو خان کے ذریعے روند کر رکھ دیا تھا۔

CAPITALISM

WE RULE YOU

WE FOOL YOU

WE SHOOT AT YOU

WE EAT FOR YOU

E WORK FOR ALL

ous travaillons pour vou tous

WE FEED A

Nous vous nourissons to

PYRAMID OF CAPITALIST SYSTEM

آں مفتیانِ گمراہ فتویٰ دہند بے جا

در حق بیان شرع سازند بسے بہانہ

معاشرے کے مفتی اور علماء خود گمراہ ہونگے اور بلاوجہ فتوے دیں گے اور حق کو چھپانے کیلئے شرعی حیلے گھڑیں گے

اس شعر کی حقیقت کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ آج پاکستان کے میڈیا اور حکومتی ایوانوں میں معروف شرابی، زانی، مراثی اور بدکار لوگوں کو ''علمائے دین'' کہہ کر پیش کیا جاتا ہے۔ خوارج اور تکفیری ذہنیت کے حامل فسادیوں کو امت کی نمائندگی کیلئے مشہور کیا جاتا ہے۔ کفر کے فتووں کا حال یہ ہے کہ امت میں کوئی فرقہ ایسا باقی نہیں بچا کہ جس نے دوسرے پر کفر کے فتوے نہ داغے ہوں یا خود اس پر فتوے نہ لگے ہوں ۔ آج نہ کوئی احمد بن حنبلؒ ہے ، نہ کوئی امام شافعیؒ، نہ کوئی ابو حنیفہؒ اور نہ ہی کوئی امام مالکؒ۔ علمائے سُو، علمائے حق سے اس قدر زیادہ ہو چکے ہیں کہ اب امت کی راہنمائی کا کام یہ خود گمراہ اور فاسق علمائے سُو ہی کر رہے ہیں۔ سیدی رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث شریف کا مفہوم بھی اسی دور کے حوالے سے ہے کہ جس میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ جب فتنے علماء میں سے اٹھیں گے اور علماء ہی میں داخل ہو جائیں گے اور اس وقت آسمان کے نیچے سب سے ناپاک مخلوق یہی علمائے دین ہونگے۔ آج ہم پاکستان میں رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث شریف کی تصدیق دیکھ رہے ہیں۔ اسی بات کی طرف نعمت اللہ شاہؒ نے بھی اشارہ کیا ہے۔

فاسق کند بزرگی بر قوم از سترگی

پس خانہ ازش بزرگی خواہد شود ویرانہ

فاسق ترین لوگ بزرگ بن جائیں گے، حکمرانی کریں گے، اور انکی حکمرانی کے باعث ملک میں ویرانی پھیل جائے گی (بے برکتی ہوگی)

نعمت اللہ شاہ ولیؒ کی اس پیش گوئی کی زندہ مثالیں آج کے فاسق، خائن اور ناپاک حکمران ہیں۔ پاکستان کی تمام حکمران سیاسی جماعتیں بے شرمی اور بے حیائی سے مسلمانوں کا مال لوٹنے میں لگی ہوئی ہیں۔ ملک میں ہر روز اربوں روپے کی خیانت ہو رہی ہے، اور کوئی اس کو روکنے والا نہیں۔ عدالتیں، جج اور پولیس سب برائے فروخت ہیں۔ پوری دنیا میں پاکستان کا مذاق بنا ہوا ہے اور ہر آنے والا حکمران پچھلے سے زیادہ بے شرم اور خائن ہوتا ہے۔ مگر اس کے باوجود ''جمہوریت'' کے بت کو بڑی عقیدت سے پوجا جا رہا ہے۔ حکمرانوں کی ناپاکی اور بے شرمی کے باعث پورے ملک سے برکت اٹھ چکی ہے، قوم بھوک اور خوف کے عذاب میں مبتلا ہے، اللہ کی طرف سے عذاب کے طور پر سیلاب، زلزلے، قحط اور طوفان پے در پے آ رہے ہیں، لوگ اس قدر خوار ہو چکے ہیں کہ آئے روز بجلی، پانی اور گیس کیلئے سڑکوں پر نکل کر رسوا ہوتے ہیں، اور بیماری یا دہشت گردی میں مبتلا ہو کر مارے جاتے ہیں۔ نہ کسی کی عزت محفوظ ہے، نہ جان، نہ مال، اور حکمرانوں کا حال یہ ہے کہ پورے ملک کی دولت لوٹ کر سوٹ کیسوں میں بھر کر ملک سے باہر لے جا رہے ہیں۔



مسلمان شیو شنکر کی اولاد ہیں - جمعیت علمائے ہند کے مفتی کا گستاخانہ بیان

...اروقی کا بھی ذکر - مسلمانوں کا شدید ردعمل - علمائے تنظیم نے لاتعلقی ظاہر کر دی

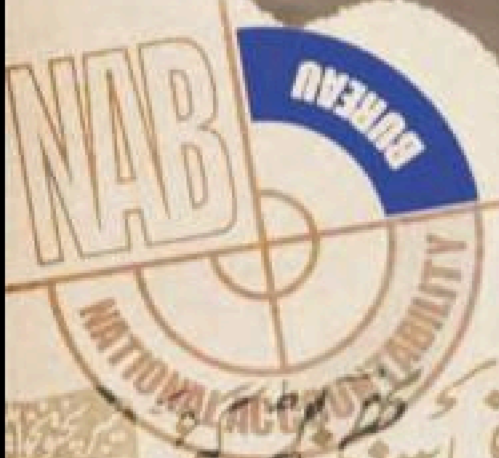
...بی جے پی نے بیان کے حق میں احتجاج شروع کر دیا





پیسے لے کر فتوے دینے پر دیوبند کے کئی مفتی معطل

سیاسی فتویٰ: تحریک انصاف کو ووٹ ڈالنا حرام ہے: مولانا فضل الرحمن



موجودہ حکومت کے دور میں کرپشن دگنی ہو گئی

پی آئی اے، پاکستان اسٹیل سمیت 31 اداروں کی نجکاری کا فیصلہ

NAB has lost its credibility, says information minister

ملک میں روزانہ 15 ارب کی مجموعی کرپشن ہو رہی ہے، چیئرمین نیب

ڈینگی کنٹرول پروگرام میں 550 جعلی ملازم بھرتی، تنخواہیں ہضم

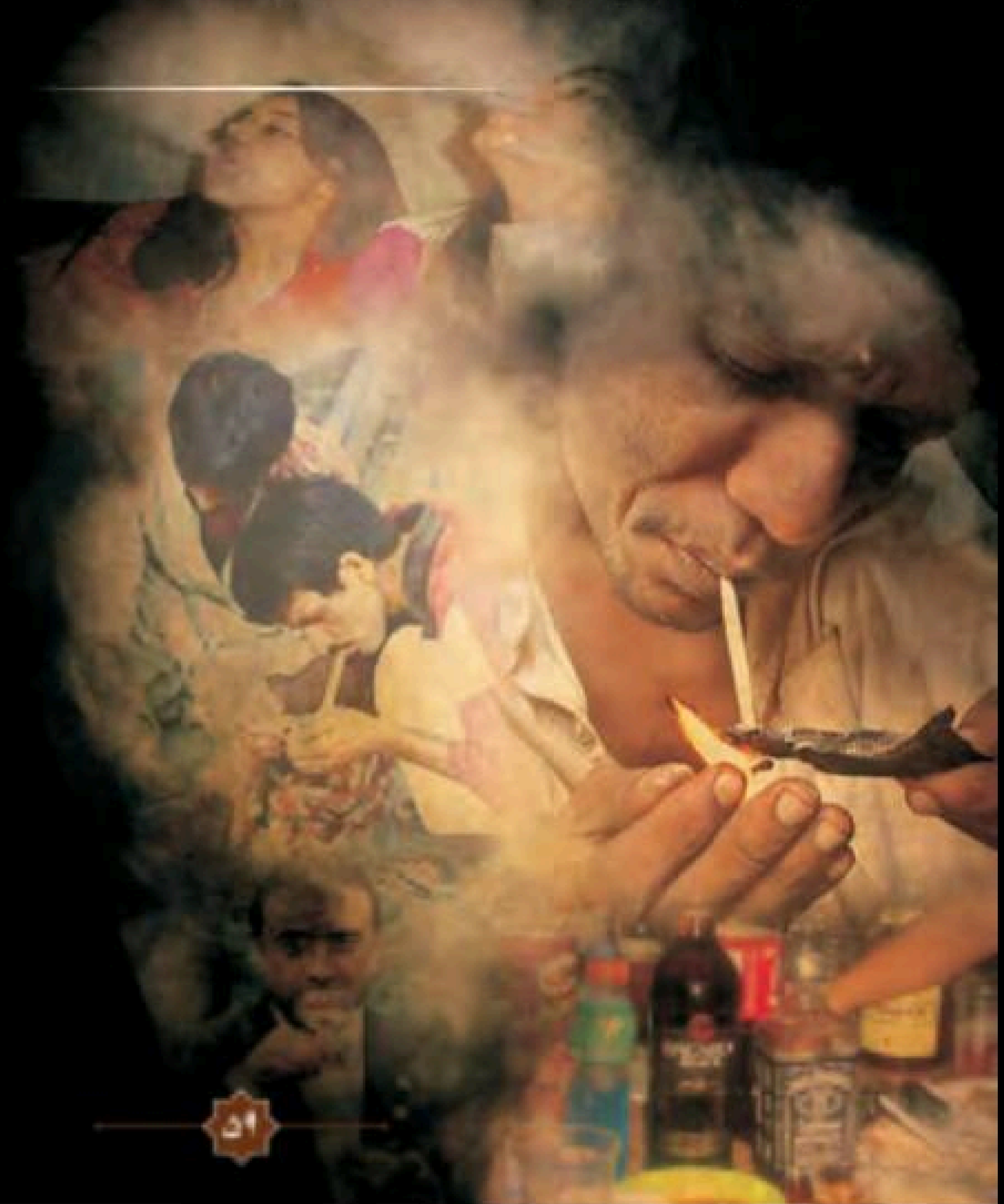


در شہر کوہ و قشلاق نوشند خمر بے باك

ہم بھنگ و چرس تریاق نوشند باغیانہ

حال یہ ہو جائے گا کہ ہر شہر، پہاڑ اور گاؤں میں بڑی جرأت سے شراب نوشی ہوگی، اور لوگ بڑی بے حیائی سے بھنگ اور چرس کا استعمال کریں گے

پاکستان ایک مسلمان ملک ہے کہ جہاں ۹۵ فیصد سے اوپر مسلمان بستے ہیں، مگر شرم کی بات ہے کہ یہاں ہر سال اربوں روپے کی شراب پی جاتی ہے۔ ملک کے حکمران اور اشرافیہ بڑی بے شرمی اور بے حیائی سے سرعام شراب کی محفلیں سجاتے ہیں۔ اور عوام الناس کا حال بھی ان سے مختلف نہیں۔ لاکھوں کی تعداد میں ملک میں شراب نوش بھی ہیں اور منشیات کے عادی بھی۔ نوبت یہاں تک آ چکی ہے کہ سکولوں اور کالجوں کے بچے بھی چرس اور ہیروئن کی لعنت میں مبتلا ہونے لگے ہیں۔ حتیٰ کہ معاشرے میں جن لوگوں کو "علمائے دین" بنا کر پیش کیا جاتا ہے ان کی شراب نوشی کی داستانیں بھی زبان زد عام ہیں۔



احکامِ دینِ اسلام چوں شمع گشتہ خاموش

عالم جہول گردد جاہل بہ عالمانہ

دین اسلام کے احکامات یوں مٹ جائیں گے کہ جیسے شمع بجھ جاتی ہے۔ عالم جاہل بن جائیں گے اور جاہل عالم بن بیٹھیں گے

آں عالمان عالم گردند ہمچوں ظالم

ناشستہ روے خود رابرسر نہند عمامہ

عالم سفاک اور ظالم ہو جائیں گے اور اپنے ناپاک مکروہ چہروں پر دستار سجا کر خود کو معزز بنا کر پیش کریں گے

آج پاکستان میں فتنہ خوارج نے سر اٹھالیا ہے کہ جن کے بارے میں سیدی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ جہنم کے کتے ہیں۔ اس کے باوجود پاکستان میں نام نہاد علماء کی ایک بڑی جماعت موجود ہے کہ جو نہ صرف ان خوارج کی حمایت میں فتوے جاری کرتی ہے بلکہ ان کی نمائندہ اور وکیل بھی ہے۔ مسلمانوں کا خون ان کے ہاتھ سے ٹپکتا ہے، مگر یہ چہروں پر دستار سجائے، اپنے خبث باطن کا اظہار بڑی ڈھٹائی اور بے شرمی سے کرتے ہیں۔ پاکستان کی ریاست کو کافر قرار دیتے ہیں، پاک فوج کو مرتد کہتے ہیں، اور اپنے مسلک سے اختلاف کرنے والوں کی جان، مال اور عزت کو حلال جان کر اس پر حملے کرتے ہیں۔ ان علماء کی شکلیں اور اعمال دیکھ کر انسان کو ابکائی آتی ہے، مگر پھر بھی ان کو پوجنے والوں کی ایک بڑی جماعت ان کے پیچھے اندھے، گونگے اور بہرے کی طرح چلتی ہے، اس بات سے بے خبر کہ ان کے یہ ''امیر'' ان کو دنیا اور آخرت میں رسوا کر کے جہنم کی طرف دھکیل رہے ہیں۔ یہاں علماء کی ایک بڑی تعداد وہ بھی ہے کہ جس نے سود اور رباء کو حلال قرار دے دیا ہے۔ نام بدل کر ہر بہانے سے کیے جانے والے سودی کاروبار کے جائز ہونے پر فتوے جاری کیے ہیں۔ حتیٰ کہ حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ ملک کا صدر براہ راست انہی جیسے علماء کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ سود کے حلال ہونے کا جواز شریعت سے پیدا کیا جائے۔ ہر قسم کے کفر کے جواز کیلئے فتوے موجود ہیں۔ کسی نے جمہوریت کو حلال قرار دے دیا ہے تو کسی نے رباء کو۔ کوئی خوارج کے فساد کو جہاد قرار دے رہا ہے اور کوئی مسلمانوں کے قتل کا جواز ڈھونڈ رہا ہے۔ سینکڑوں ''علماء'' آپ کو ایسی افطار پارٹیاں کھاتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ جن کا انتظام بھتے اور حرام کے مال سے کیا جاتا ہے۔

معاشرہ اسی وقت سڑتا ہے کہ جب علماء فاسق اور ناپاک ہو جائیں۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ معاشرے میں علمائے حق کی اکثریت ہو اور وہ معاشرہ کفر، فسق و فجور اور شرک میں مبتلا ہو۔



زینت دہند خود را باطرہ و با جبہ

گئو سالہ سامری راباشد درونِ جامہ

جبہ و دستار سے اپنی زیب و زینت کا اظہار کریں گے، مگر درحقیقت یہ سامری کی طرح اپنی آستین میں بت چھپائے ہونگے

حلت رود سراسر حرمت رود سراسر

عصمت رود برابر از جبر مغویانہ

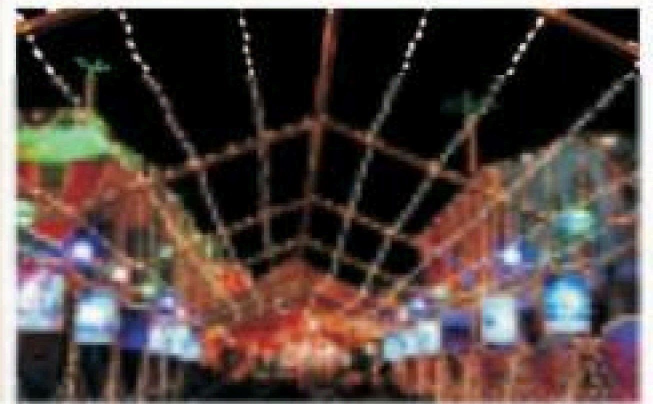
حلال اور حرام کی تمیز ختم ہو جائے گی، اور عزتیں محفوظ نہیں ہونگی

ہم سود مے ستانند از مرد مانِ مسکین

برسر غرور و لعنت برسر نہند خزانہ

مغرور و ملعون لوگ غریب اور مسکین لوگوں سے سود لیکر ان کا خون چوسیں گے، حالانکہ وہ خود خزانوں کے مالک ہونگے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث شریف ہے جس کا مفہوم ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ جب کوئی انسان ایسا نہیں بچے گا جو سود نہ کھاتا ہوگا اور جو سود نہیں بھی کھائے گا، اس کو بھی سود کا دھواں تو ضرور پہنچے گا! سیدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث شریف کی صداقت آج ہم اپنے معاشرے میں کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ معاشرے کا کوئی محکمہ یا ادارہ، نجی ہو یا حکومتی، بینکوں سے معاملات کیے بغیر نہیں چل سکتا۔ جو شخص سود نہ بھی کھاتا ہو اس کو بھی بینکوں سے معاملات رکھنے پڑتے ہیں اور سود اور رباء کا دھواں اس تک پہنچتا ہے۔ معاشرے میں حرام اس قدر عام ہو گیا ہے کہ رزق حلال کمانے والا حقیقی معنوں میں ولی اللہ ہے۔ حرام صرف سور اور شراب ہی نہیں ہیں، آٹا، دال اور چینی بھی حرام ہے اگر حرام رزق سے خریدے گئے ہوں۔ لوگوں کا حال یہ ہے کہ رشوت لیتے ہیں اور پھر اس سے حلال گوشت خریدتے ہیں، اور اسی حرام کمائی سے حج پر بھی جاتے ہیں، محرم و میلاد کی محافل بھی منعقد کرواتے ہیں اور صدقہ خیرات بھی کرتے ہیں۔







روزه ، نماز، طاعت یکدم شوند غائب

در حلقه، مناجات تسبیح از ریانه

نماز وروزہ مسلمانوں میں سے ختم ہوجائے گا اور میلاد، ختم اور محرم وغیرہ کی محافل تزکیے کے مقصد سے نہیں بلکہ محض دکھاوے کیلئے منعقد کی جائینگی

کفار مومناں را ترغیب دیں نمایند

از حج چوں مانع آیند از خواندنِ دوگانہ

کفار مسلمانوں کو بتائیں گے کہ تمہارا دین کیا ہے، اور یہ کافر مسلمانوں کو حج اور نماز سے روکیں گے

آج پورا کفر اور طاغوتی طاقتیں اسلام کی تشریح کرنے میں مصروف ہیں۔ لبرل، سیکولر اور لادین نقطہ نظر سے قرآن وسنت کی تفسیریں کی جارہی ہیں۔ مسلمانوں کو یہ بتایا جارہا ہے کہ جہاد کا راستہ ترک کرکے "امن کی آشا" اختیار کی جائے۔ شراب نوشی اور بے پردگی کو عین اسلام بنا کر پیش کیا جارہا ہے۔ سود اور رباء کو معاشی ترقی کا ذریعہ بتایا جارہا ہے، گستاخی رسول ﷺ کو آزادی اظہار کہہ کر فروغ دیا جارہا ہے۔ دین کے ارکان پر عمل کرنے والے کو بنیاد پرست اور شدت پسند کہہ کر رسوا کیا جاتا ہے۔ معاشرے میں خوارج کے ناپاک اعمال کو بنیاد بنا کر دین اسلام ہی کی جڑ کاٹنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ نظریہ پاکستان اور اسلام کو دقیانوسی قرار دے کر ترک کرنے کے مشورے دیئے جارہے ہیں۔









بینی تو قاضیان رابر مسند جہالت

گیرند رشوت از خلق علامہ بابہانہ

تم یہ دیکھو گے کہ قاضی کی مسند پر جاہل ترین لوگ براجمان ہونگے، جو عوام سے ہر بہانے سے رشوت طلب کر کے فیصلے کریں گے

گردانگ از بہ رشوت در چنگ قاضی آری

چوں سگ پئے شکاری قاضی کند بہانہ

اگر قاضی کو چند سکے رشوت کے طور پر دوگے تو وہ شکاری کتے کی طرح بہانہ سازی کر کے تمہارا معاملہ طے کر دے گا

آج پاکستان کا سب سے کرپٹ ادارہ عدلیہ ہے کہ جس میں رشوت دیئے بغیر انصاف ملنا ناممکن ہے۔ چاہے وکلاء کو رشوت دیں، پولیس کو رشوت دیں یا پھر براہ راست ججوں کو ہی خرید لیں۔ عدلیہ کا حال یہ ہے کہ ایک معمولی سا مقدمہ بھی بیس بیس سال چلتا ہے۔ انصاف کا حصول اس ظلم اور جبر کے نظام میں ناممکن ہے۔ پاکستان کی حالیہ تاریخ میں ایک چیف جسٹس کہ جس کی بحالی کیلئے بڑی تحریکیں چلائی گئیں، نے اس معاملے میں خوب ''عزت'' کمائی ہے۔ یہاں تک کہ ملک وقوم کے بدترین دشمن خوارج بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ ملک میں ہمارا سب سے بڑا دوست یہی چیف جسٹس ہے۔ پاکستان میں اس وقت ۱۷ لاکھ سے زائد مقدمات عدالتوں میں زیر التواء ہیں۔ اگر کوئی مقدمہ مزید نہ بھی درج ہو تو ان سترہ لاکھ مقدمات کو نمٹانے میں ہی اگلے دو سو سال لگ جائیں گے......!!



اب ہم عالمی سطح پر قائم ہونے والے سیاسی نظاموں کی طرف آتے ہیں۔ دنیا میں آزادی کے نام پر جو سب سے بڑا فراڈ اس وقت قائم ہے، وہ ہے جمہوریت۔ اس کے بارے میں اقبالؒ نے کیا ہی خوب کہا تھا:

دیو استبداد جمہوری قباء میں پائے کوب
تو سمجھتا ہے یہ آزادی کی ہے نیلم پری

اور

جمہوریت اک طرز حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں، تولا نہیں کرتے!

یہ المیہ عالمی سطح پر موجود ہے کہ بدترین لوگ پیسے کے ذریعے اقتدار میں لائے جاتے ہیں۔ جدید دور کا سنہری بچھڑا، کہ جس کی پوجا پوری دنیا کر رہی ہے، "جمہوریت" ہے۔ ظاہر میں جمہوریت کو ایک بہت روشن خیال، معتدل اور روادار سیاسی نظام کہہ کر پیش کیا جاتا ہے، جبکہ اقبالؒ نے اس کی ناپاک اصلیت کا پردہ چاک کرتے ہوئے فرمادیا تھا کہ اصل میں یہ ظلم و استبداد کا دیو ہے کہ جو آزادی کی نیلم پری کے روپ میں دنیا کو روندتا ہوا چلا آرہا ہے، کہ جس کا ظاہر روشن اور اندرون چنگیز کی طرح سفاک ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پچھلے سو برس میں اسی جمہوریت کے علمبردار طاغوتی نظام نے بیس کروڑ سے زائد انسانوں کو جنگوں، قحط، بیماری اور دہشت گردی کے ہاتھوں قتل کیا ہے۔ انسانی تاریخ میں اس سے زیادہ سفاک اور فسادی سیاسی نظام آج تک نہیں آیا۔ امریکہ اور انگلستان کہ جو دنیا میں جمہوریت کے علمبردار سمجھے جاتے ہیں، پوری دنیا میں بدترین فساد برپا کرتے ہوئے اب مسلم دنیا کو بھی تباہ کرتے جارہے ہیں۔ پورے مشرق وسطی میں آگ لگی ہوئی ہے اور بڑے بڑے مسلمان ملک یکے بعد دیگرے کھنڈروں میں تبدیل ہوتے جارہے ہیں۔ صرف پچھلے دس برس میں بیس لاکھ سے زائد مسلمان ذبح کیے جاچکے ہیں، پچاس لاکھ سے زائد ہجرت پر مجبور ہیں، اور چودہ سو سال کی اسلامی تہذیب اور ثقافت کو روند دیا گیا ہے۔ یہ سب کچھ جمہوریت کے نام پر مغربی صلیبی صیہونی قوتیں کر رہی ہیں۔

بینی تو عیسوی را بر تخت بادشاہی
گیرند مومناں را از حیلہ و بہانہ

تم یہ دیکھو گے کہ دنیا پر عیسائیوں کی حکومت ہوگی اور وہ ہر مکاری اور بہانے سے مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے طریقے تلاش کریں گے

قوم نصاریٰ ہر سو غویٰ غلو نمایند

پس ملک او بگیرندہا حیلہ و بہانہ

عیسائی شدت پسند ہر طرف سے حملہ آور ہونگے اور مسلمانوں کے ملکوں پر حیلے اور بہانے سے قبضہ کرنا شروع کردیں گے

بینی تو پند معروف پنہاں شوددر عالم

سازند حیلہ، افسوں نامش نہند نظامہ

دنیا سے خیر ختم ہو جائے گی اور دنیا میں ایک نظام تشکیل پائے گا کہ جو سازش اور دھوکے پر مبنی ہوگا

New World Order یا جدید عالمی نظام کی اس سے بہتر کوئی تشریح ہو ہی نہیں سکتی کہ جو نعمت اللہؒ نے کی ہے۔ یہ پورا کفر اور دجال کا نظام کھڑا ہی دھوکے، جھوٹ اور فریب پر ہے۔ اس کا معاشی نظام کاغذ کے جعلی نوٹوں پر، بینکوں کے فراڈ اور دھوکے سے قائم کیا گیا ہے۔ جمہوریت کے نام پر سفاک ترین چنگیزی ہے۔ عدل کے نام پر بدترین ناانصافی اور ظلم کا نظام عالمی سطح پر قائم کیا گیا ہے۔ اقوام متحدہ، عالمی مالیاتی بینک، بین الاقوامی میڈیا کے ادارے، حتیٰ کہ مذہبی ادارے بھی اسی جدید عالمی نظام کا حصہ بن چکے ہیں۔ پوری انسانیت کو غلام بنایا جا چکا ہے، اور اب دنیا کی آبادی کم کرنے کے شرمناک منصوبوں پر بھی عمل شروع جاری ہے۔ عالمی صیہونی بڑی بے شرمی سے اب اعلان کرتے پھر رہے ہیں کہ ان کا بنایا ہوا دجالی عالمی نظام اب تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ عیسائیت تو پہلے ہی ختم ہو چکی تھی، اب مسلم دنیا کو بھی تباہی کے دہانے پر کھڑا کردیا گیا ہے، اور اسرائیل کی صیہونی ریاست کے پھیلاؤ کی تمام رکاوٹوں کو بڑی سفاکی سے ہٹایا جا رہا ہے۔

قرآن اسی نظام اور اس کے چلانے والوں کے بارے میں کہتا ہے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین پر فتنہ وفساد نہ پھیلاؤ تو یہ کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں، مگر قرآن انہیں فساد پھیلانے والا کہتا ہے۔

از اہل حق نہ بینی در آنزماں کسے را

دزدان و رہزنے راہرسر نہند عمامہ

اس زمانے میں تمہیں کوئی اہل حق نظر نہیں آئے گا اور چور، ڈاکو مذہبی وسیاسی مسندوں پر براجمان ہونگے

نعمت اللہؒ جس زوال کا بیان فرمارہے ہیں، آج وہ ہمیں نہ صرف پاکستان بلکہ پوری امت مسلمہ میں نظر آرہا ہے۔ پوری مسلم دنیا تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے، مگر کوئی ایک بھی صلاح الدین ایوبیؒ یا ابو حنیفہؒ نظر نہیں آتا۔ حکمران بھی خائن اور علماء بھی مکار۔ اسی دور کو اہل نظر ''قحط الرجال'' کہتے ہیں۔ یعنی وہ دور کہ جس میں اللہ کے بندے دکھائی دینا بند ہو جائیں اور مسلمانوں کی ظاہری اور دینی قیادت منافقین کے ہاتھ میں آجائے۔ آج امت رسول ﷺ یتیم ہو چکی ہے۔ اس کی آبرو، غیرت وحمیت تار تار ہے۔ سفاک کافر امت کو بے دردی سے ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہیں، اور مسلمان حکمرانوں کا حال یہ ہے کہ اپنی عیاشیوں، بدکاریوں اور شہوتوں سے ہی انہیں فرصت نہیں۔ امت مسلمہ میں اتنا زوال صدیوں میں کبھی نہیں آیا تھا کہ جتنا ہم آج دیکھ رہے ہیں۔

رسم و رواج ترسا، رائج شود بہ ہرجا

بدعت رواج گردد نیز سنت غائبانہ

مسلمان معاشروں میں کفار کے رسم و رواج عام ہو جائیں گے، بدعت زور پکڑلے گی اور کہیں بھی سنت رسول ﷺ نظر نہیں آئے گی

سیدی رسول اللہ ﷺ نے اسی دور کے حوالے سے فرمایا تھا کہ جس کا مفہوم ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ اگر کفار سانپ کے بل میں بھی گھسیں گے تو مسلمان ان کی نقل میں اس سانپ کے بل میں داخل ہو جائیں گے۔ آج پوری مسلمان ملت میں کفر کے رسم و رواج اور تہذیب اس قدر جڑ پکڑ چکی ہے کہ مسلمان بچے اپنی اسلامی اور شرعی اقدار سے خوفناک حد تک غافل ہو چکے ہیں۔ مسلمانوں کو دیکھ کر یہ فرق کرنا مشکل ہے کہ آیا یہ مسلمان ہیں یا مشرک۔ کرسمس، ہیلووین، ویلنٹائن اور ہولی جیسے تہوار پاکستان میں اس طرح منائے جاتے ہیں کہ جیسے پاکستان اسلام کے نام پر نہیں بلکہ کفر اور شرک کیلئے وجود میں لایا گیا ہو۔ مسلمانوں کی اشرافیہ دین سے اس قدر غافل ہو چکی ہے کہ سورۃ اخلاص سنانا بھی ان کیلئے ایک امتحان ہے۔ ملک کا تعلیمی، معاشی، عدالتی اور سیاسی نظام انگریز کا دیا ہوا ہے اور شریعت نافذ کرنے کے خیال سے ہی حکمرانوں کو ابکائی آنے لگتی ہے۔

خون جگر بنو شم بہ رنج باتو گویم

للللہ ترک گرداں ایں طرز راہبانہ

میں اپنا خون جگر پیتے ہوئے بڑے دکھ سے تمہیں یہ کہتا ہوں کہ خدا کے واسطے یہ کفر کے طریقے چھوڑ دو

گو کہ ۱۷۱۹ء سے لیکر آج تک پاکستان اور امت مسلمہ کا وہی حال ہے کہ جو نعمت اللہ نے اوپر بیان کیا ہے، مگر اسی تاریکی کے دور میں جہاد افغانستان امید کی پہلی کرن بن کر نمودار ہوا تھا۔ پچھلے دو سو سال میں مسلمانوں نے کبھی بھی کوئی تحریک مزاحمت جیتی نہیں تھی۔ امت کے زوال کا دور ہندوستان سے شروع ہو کر خلافت عثمانیہ تک ایک ساتھ ہی پھیلا ہوا ہے۔ چاہے ٹیپو سلطان ہوں یا نواب سراج الدولہ، امام شامل ہوں یا عمر مختار، ہر جگہ جب بھی مسلمانوں نے اپنے زوال کے دور میں تحریک مزاحمت لڑی ہے، تو اس کا انجام شہادت اور شکست پر ہی ہوا ہے۔ مگر افغان جہاد وہ پہلا تاریخی معرکہ ہے کہ جب مسلمانوں نے ایک طاقتور سامراجی قوت کے خلاف تحریک مزاحمت شروع کی اور اللہ نے مسلمانوں کو کامیابی سے نوازا۔ افغان جہاد میں پندرہ لاکھ مسلمانوں کی قربانی دینے کے بعد اللہ نے پاکستان اور افغانستان کے مسلمانوں کو اس طرح سرخرو کیا کہ اس کے نتیجے میں سوویت یونین ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ پورے ایشیاء وسطی میں دس کروڑ سے زائد مسلمان سوویت غلامی سے نکل کر آزاد ہوئے۔ اسلام کو ایک مرتبہ پھر ایشیاء وسطی میں زندہ ہونے کا موقع ملا۔ کشمیر سے لیکر فلسطین تک ہر جگہ مسلمانوں کی مزاحمتی تحریکوں نے زور پکڑا۔ اسی لیے تاریخی طور پر افغان جہاد ایک مرکزی حیثیت رکھتا ہے کہ جس کا ذکر نعمت اللہ شاہ ولی بھی کرتے ہیں:

گردد بنو سلیماں باشند چو فضل رحمان

یعنی کہ قوم افغاں باشد صد علانہ

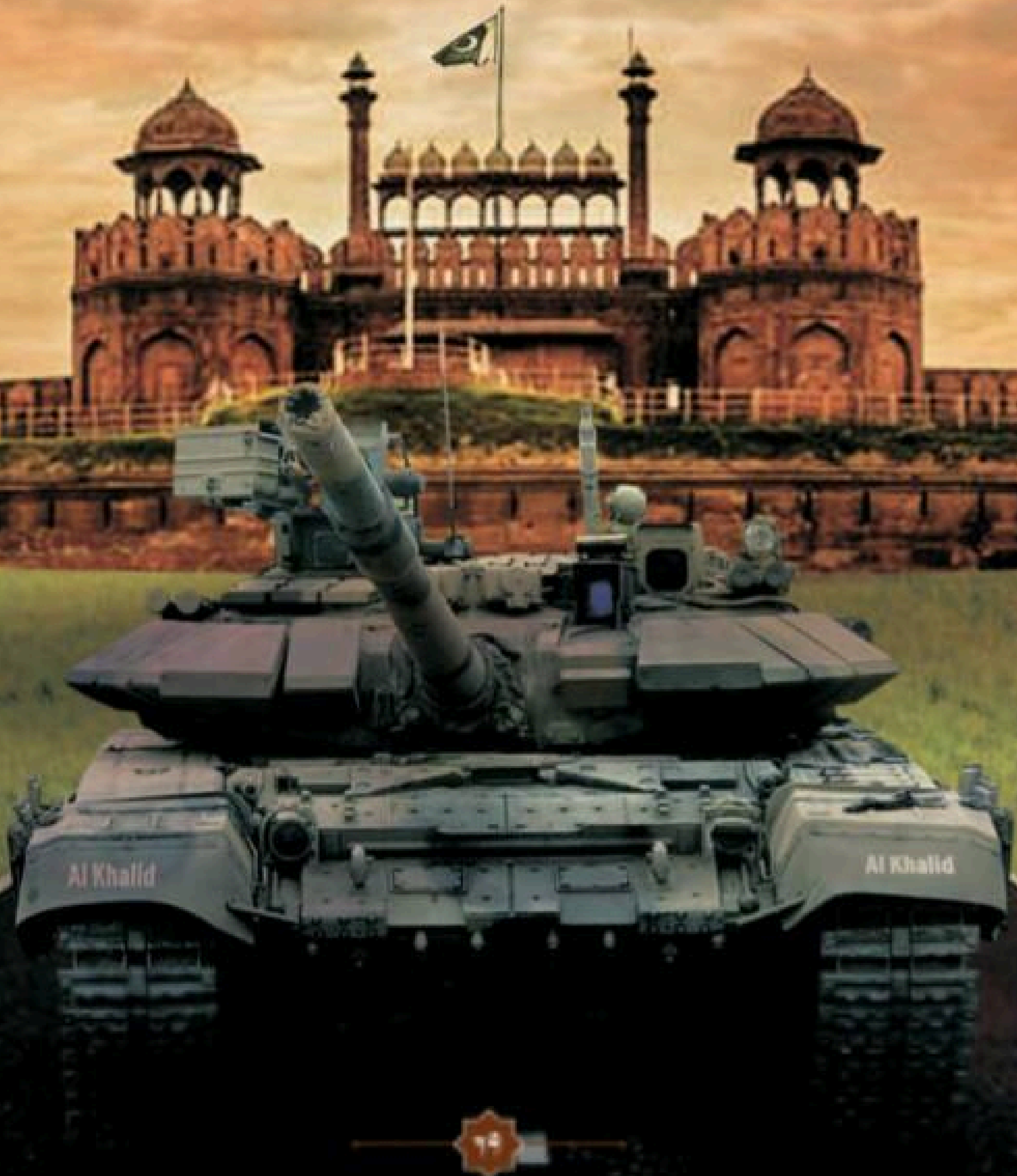
افغان قوم پر اللہ کا فضل ظاہر ہو گا، اور وہ ہتھیار لے کر مقابلے کیلئے کھڑے ہو جائیں گے

خیر وشر کی یہ جنگ پاکستان سمیت پوری امت مسلمہ میں آج پورے زور وشور سے برپا ہے۔ایک طرف تو امت میں تباہی، بربادی اور زوال نظر آتا ہے، کہ جس کی نشاندہی خود نعمت اللہ ولیؒ فرماتے ہیں اور حضور ﷺ کی احادیث مبارکہ میں بھی بیان فرمایا گیا ہے۔ دوسری جانب ہمیں اللہ کا فضل بھی نظر آتا ہے کہ جہاں جا بجا مسلمان اپنی نظریاتی، روحانی اور جغرافیائی حدود کے دفاع کیلئے مزاحمتیں کر رہے ہیں۔اسی تاریک اندھیرے میں روشنی کی کرنیں بھی پھوٹ رہی ہیں۔دشمنوں کی تمام تر سازشوں اور حملوں کے باوجود اللہ پاکستان کو قائم و دائم رکھے ہوئے ہے۔عالم اسلام کی مضبوط ترین ایٹمی قوت ہونے کا اعزاز بھی اللہ نے پاکستان کے نصیب میں ہی لکھا ہے۔سیدی رسول اللہ ﷺ کی تمام تر بشارتیں کہ جن کا تعلق خوارج کے خلاف جہاد اور غزوۂ ہند سے ہے، وہ بھی پاکستانی قوم اور پاک فوج پر صادق آتی ہیں۔آج جبکہ پوری مسلم دنیا دشمنوں کیلئے ایک تر نوالہ بنی ہوئی ہے، تو ایسے میں پاکستان کی مسلح افواج دشمنوں کی نگاہ میں بری طرح سے کھٹک رہی ہیں اور امت کے دفاع کیلئے سب سے مضبوط آخری چٹان ہیں۔تمام تر آثار اس بات کی دلالت کر رہے ہیں کہ کفر اور اسلام کی اس فیصلہ کن جنگ میں اب بازی مسلمانوں کے حق میں پلٹنے والی ہے۔یقیناً فجر طلوع ہونے سے پہلے کا اندھیرا بہت تاریک ہوتا ہے، مگر جن کو اللہ نے بصیرت اور فراست عطا کی ہوتی ہے، وہ اس راز سے آگاہ ہوتے ہیں کہ اب خیر اور برکت کا سورج طلوع ہونے والا ہے۔



حصہ سوم

مستقبل سے متعلق پیش گوئیاں



پاکستان کی وہ شاندار تقدیر کہ جس کو اب ظاہر ہونا ہے، اور جس سے متعلق اقبالؒ بھی ہمیں خوشخبریاں دے کر گئے ہیں، وہ کیا ہوگی؟ اور اس عروج کو حاصل کرنے کیلئے ہمیں اس روحانی انٹیلی جنس کے خزانے کی روشنی میں کیسے اپنی آئندہ کی سیاسی، معاشی اور عسکری حکمت عملی کو ترتیب دینا ہوگا، اس باب میں ہم اسی کو واضح کریں گے۔

نعمت اللہ شاہ ولیؒ کے مطابق اس عروج کا پہلا قدم تب اٹھے گا کہ جب اس ملک کو وہ غیر معمولی قائد نصیب ہوگا کہ جسے نعمت اللہؒ نے شاہ شیر علی کہا ہے۔ یہ ایک ایسے "سید" مجاہد کا تذکرہ ہے کہ جو اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر ہونگے، اور انکے تحت صالح، امین اور باصلاحیت مسلمانوں کی ایک جماعت جمع ہو جائے گی، کہ جو "نگاہ بلند، سخن دلنواز اور جاں پر سوز" وجود ہونگے۔ کہ جو خودی کے ترجماں بھی ہونگے اور خدا کے راز داں بھی، کہ جن کی نگاہ سے اقوام عالم کی تقدیروں کے فیصلے ہونگے، اور جو حالات و واقعات کے دھارے کو موڑ کر رکھ دیں گے۔

چوں شود در دور آنہا جو ر و بدعت را رواج

شاہ غربی بہر دفعش خوش عناں پیدا شود

جب اس دور میں ظلم و بدعت کو رواج ہو جائے گا، تب مغرب کا بادشاہ ان کو دفع کرنے کیلئے حکومت کی باگ ڈور سنبھالنے کو ظاہر ہوگا

برمومناں غربی شد فضل حق ہو یدا

آید بدست ایشاں مردان کاردانہ

مغربی مسلمانوں پر ذات باری تعالیٰ کا فضل ظاہر ہوگا، اور ان کے ہاں انتہائی قابل اور لائق کام کرنے والے مردان حق ظاہر ہونگے

قاتل کفار خواہد شد شہ شیر علیؓ

حامئی دین محمد ﷺ پاسباں پیدا شود

حضرت علیؓ کے شیروں میں سے ایک شیر کافروں کو قتل کرنے کیلئے ظاہر ہوگا، سرکارِ دو عالم ﷺ کے دین کی حمایت کرنے والا ہوگا اور ملک وملت کا پاسبان ہوگا

نیر ہم حبیب اللہ صاحبقراں من اللہ

گیرد ز نصرت اللہ شمشیر از میانہ

ایک اللہ کا دوست (حبیب اللہ) کہ جو صاحب زمانہ ہوگا اللہ کی طرف سے، وہ اللہ کی نصرت سے دین کے دفاع کیلئے اپنی تلوار نکالے گا

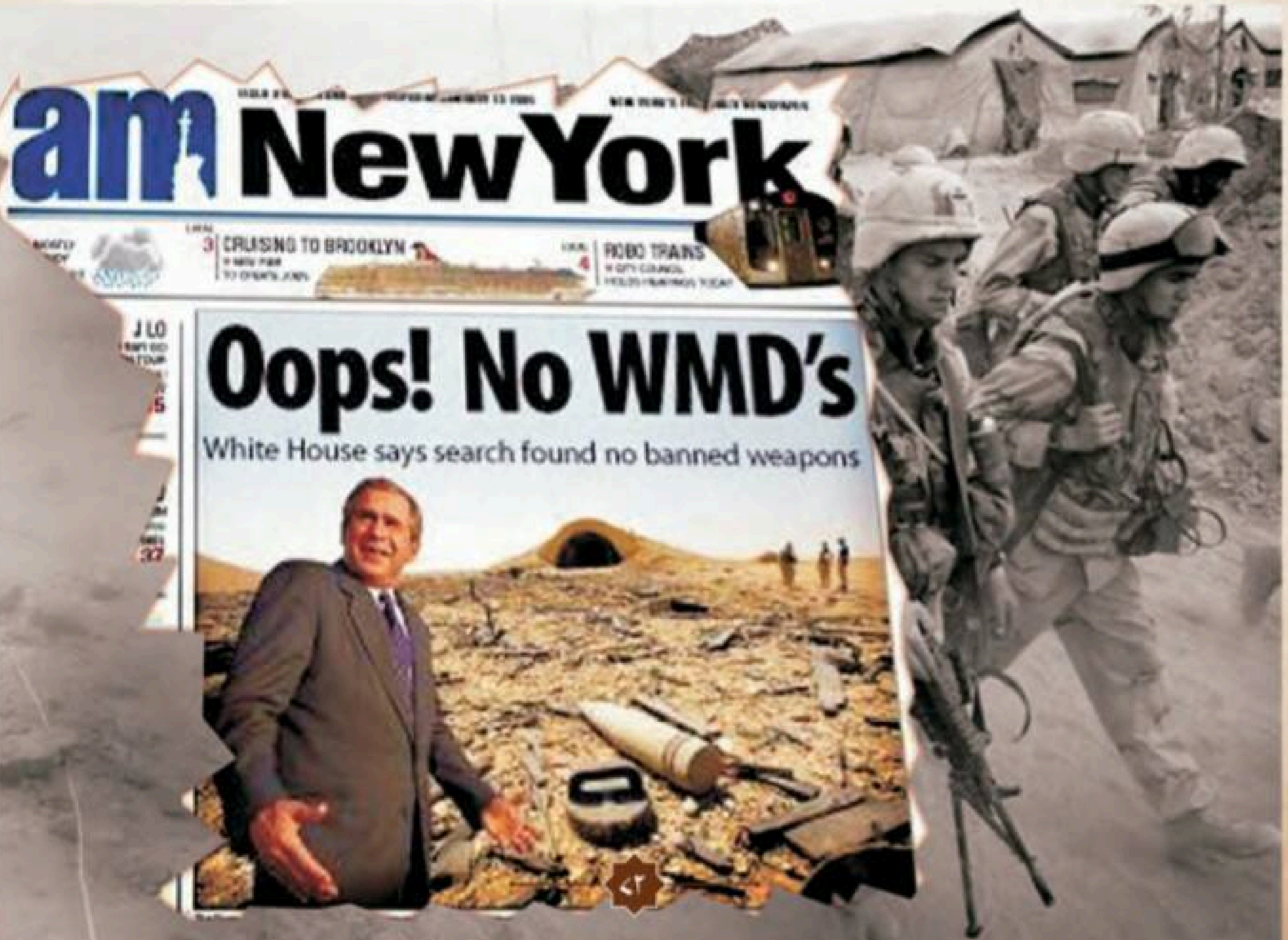
یہ ایک حیرت انگیز امر ہے کہ آج جبکہ پاکستان میں ظلم وستم کی انتہا ہو چکی ہے، قتل وغارت و دہشت گردی عروج پر ہے، اور جمہوریت کے بچھڑے کی بڑی بے حیائی سے پوجا کی جارہی ہے، تو اسی فساد کے دوران یہ اذانیں بھی بلند ہو رہی ہیں کہ پاکستان کو اب ایک ایسے نظام کی ضرورت ہے کہ جس میں انتہائی قابل، دیانتدار اور غیرت مند مسلمان حکومت کی باگ ڈور کو سنبھال لیں۔ ملک کے کئی دانشور اب Patriotic Technocratic Government یعنی ''محب وطن اور قابل لوگوں کی حکومت'' کی بات کر رہے ہیں۔ یہ صدائے خلق ان شاء اللہ، نقارۂ خدا بن کر ظاہر ہوگی اور نعمت اللہؒ اسی اللہ کے فضل اور رحمت کو بڑے واضح الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ ان کے کلام سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ اس قابل اور محبِ وطن جماعت کی قیادت اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کرے گا کہ جو ملک میں عدل وانصاف قائم کرتے ہوئے، خلافت راشدہ کی بنیاد پر ایک ایسا نظام قائم کرے گا کہ جس میں نہ تو کوئی ظلم ہوگا، نہ کفر، نہ شرک اور نہ ہی بدعت۔ وہ نہ صرف پاکستانی قوم کو متحد کرے گا بلکہ پوری امت رسول ﷺ کا محافظ اور نگہبان ہوگا۔

اس مبارک وجود کے آنے کی خوشخبری ہم کو ممتاز مفتی کی کتاب الکھ نگری میں بھی ملتی ہے۔ برصغیر پاک وہند کے تقریباً تمام ہی اولیاء نے اس آنے والے وجود کا تذکرہ کیا ہے کہ جن کی برکت سے پاکستان وہ مقام حاصل کرے گا کہ جو اس کی تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے۔

ممتاز مفتی الکھ نگری میں ''کٹیا والا بابا'' کے حوالے سے لکھتے ہیں: ''.....وہ (کٹیا والا بابا) توقف سے بولا: 'پاکستان کی کوئی حیثیت نہیں، کچھ حیثیت نہیں۔ ایک چھوٹا سا، عام سا، غریب سا ملک۔ ساری اہمیت اللہ کے دین کی ہے۔ وہ دن آنے والا ہے جب اللہ کے دین سے دنیا منور ہوگی۔ اور اللہ کا بھیجا ہوا وہ بندہ جس کے وجود سے دنیا منور ہوگی، پاکستان میں آئے گا۔ ان کا قیام پاکستان میں ہوگا، ان شاء اللہ۔ پاکستان کی عظمت ان کے قیام سے وابستہ ہے۔ بذات خود نہیں۔' وہ خاموش ہوگیا''۔ (الکھ نگری، صفحہ ۔۔۔)

اس آنے والے مردِ قلندر کی نشانیاں بتاتے ہوئے نعمت اللہ شاہ ولیؒ یہ خوشخبری دیتے ہیں کہ اس کی قیادت میں پاکستان میں ایک روحانی، معاشی اور عسکری انقلاب برپا ہو جائے گا۔

پاکستان کی اس تعمیرِ نو کے دوران ہی ہندوستان کی طرف سے کشمیر اور شمالی علاقہ جات میں ایک محدود پیمانے پر جنگ مسلط کر دی جائے گی، گو کہ یہ جنگ کارگل سے بڑے پیمانے کی ہوگی۔ اس جنگ کا آغاز بھی ہمارے ازلی دشمن بھارت کی طرف سے جھوٹ اور مکاری کی بنیاد پر ہی کیا جائے گا۔ یعنی جس طرح امریکہ نے وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں (Weapons of Mass Destruction) کا بہانہ بنا کر عراق پر حملہ کیا اور پھر اسی طرح افغانستان پر بھی ایک جھوٹ کی بنیاد پر چڑھائی کی گئی، اسی طرح آنے والے وقتوں میں ہندو مشرک بھی پاکستان کے شمال میں ایک ایسی ہی جنگ برپا کریں گے۔ ممبئی حملوں اور پٹھان کوٹ جیسے حملوں کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں کہ جہاں یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ بھارتی مشرک ہر حیلے بہانے سے پاکستان کے خلاف جنگ مسلط کرنے کا جواز تلاش کر رہے ہیں۔ آئندہ آنے والے وقتوں میں اسی ہندو مکاری کے سبب ایک جنگ پاکستان پر اور مسلط ہوگی مگر ان شاء اللہ، یہ جنگ ان کے گلے پڑ جائے گی۔ اس معرکے کو شروع تو وہ کریں گے لیکن ختم، ان شاء اللہ، ہم کریں گے۔



یہاں مناسب ہوگا کہ ہم کشمیر کی اہمیت کے حوالے سے بات کریں۔ کشمیر کا علاقہ تزویراتی اعتبار سے بہت ہی غیر معمولی ہے۔ قائداعظمؒ کی فراست نے اس خطے کی اہمیت کو بہت پہلے بھانپ لیا تھا اور فرمایا تھا کہ یہ خطہ پاکستان کی شہہ رگ ہے۔ پاکستان میں داخل ہونے والے تمام دریا کہ جو پاکستان کو سیراب کرتے ہیں، ان کا نقطہء آغاز بھی کشمیر کے پہاڑوں میں ہی ہے۔ دوسری جانب یہ خطہ پاکستان کو شمال مغرب میں چین سے ملاتا ہے۔ اکیسویں صدی میں جو تقدیر پاکستان کی لکھی گئی ہے، اس میں کشمیر کو ایک مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ آج پاکستان میں CPEC یعنی پاکستان اور چین کی تجارتی راہداری کا منصوبہ اپنے عروج پر ہے۔ پوری دنیا کی پاکستان دشمن قوتیں چاہے وہ بھارت ہو یا امریکہ یا پھر اسرائیل، پوری قوت سے اس منصوبے کو روکنے کیلئے میدان میں آچکی ہیں۔ اس منصوبے کا مرکزی نقطہء آغاز بھی خطہء کشمیر سے ملحقہ علاقوں گلگت بلتستان سے ہے۔ اگر کشمیر پاکستان کے ہاتھ سے جاتا ہے تو یہ منصوبہ بھی تباہ ہوجائے گا۔ اس خطے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگائیے کہ اسرائیل کا فوجی سربراہ خاص طور پر بھارت آتا ہے اور کشمیر کا دورہ کرتا ہے، کہ یہاں سے اسرائیل ہندوستان کے ساتھ مل کر پاکستان پر ضرب لگا سکتا ہے۔ بھارت نے اسی علاقے میں سیاچن کے گلیشیر پر بھی ۱۹۸۴ء میں حملہ کردیا تھا اور اس کا مقصد بھی یہی تھا کہ پاکستان اور چین کے درمیان کے راستوں یعنی شاہراہ ریشم کو کاٹا جاسکے۔ اس انتہائی اہم سڑک کو کاٹنا بھارت کیلئے زندگی اور موت کا سوال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قیام پاکستان سے لیکر آج تک پاکستان اور بھارت کے درمیان جتنی بھی جنگیں ہوئی ہیں اور جو مسلسل حالت جنگ قائم ہے، وہ بھی اسی خطہء کشمیر کی وجہ سے ہے۔

اس کے علاوہ چین اور بھارت کے درمیان میں جو شدید جنگیں ہوئی ہیں وہ بھی اسی خطے کے آس پاس ہیں۔ کشمیر کے بعض علاقے اور تبت کے پہاڑی سلسلے پر آج بھی بھارت اور چین کے درمیان شدید کشیدگی پائی جاتی ہے۔ ۱۹۶۲ء میں چین نے باقاعدہ ہندوستان پر حملے کرکے ایک بہت بڑے علاقے کو اپنے قبضے میں بھی لے لیا تھا۔ یہ کشیدگی آج بھی قائم ہے اور کسی بھی وقت بھڑک کر ایک جنگ کی صورت اختیار کرسکتی ہے۔

آج پاکستان اور بھارت کے درمیان جو کشیدگی ہے وہ سیاسی اور عسکری اعتبار سے بھی اس بات پر دلالت کررہی ہے کہ آنے والے وقتوں میں پاکستان اور بھارت کے درمیان اسی خطے پر ایک اور شدید جنگ ہوگی۔ بھارتی فوج آجکل ایک نئے فوجی نظریے پر بھی کام کررہی ہے کہ جس کا نام ہے Limitied Conflict in Kashmir (LCIK)، یعنی کشمیر میں ایک محدود پیمانے کی جنگ! اسی تناظر میں نعمت اللہ شاہؒ کا یہ شعر ہمیں آنے والے اس تصادم کی خبر دیتا ہے:

India-controlled Kashmir
Jammu and Kashmir
Srinagar
Azad Jammu and Kashmir
Islamabad Capital Territory
Islamabad

CHINA
TIBET
NEPAL
SIKKIM
BHUTAN
NEFA
BURMA
INDIA
EAST PAKISTAN

CHINA
AFGHANISTAN
INDIA
IRAN
ARABIAN SEA
Long Term CPEC Alignment
Peshawar Karachi Motorway
Gwadar D.I.K. Via Quetta
Indus Highway
LEGEND

چترال، نانگا پربت باسین ملک گلگت

پس ملک ہائے تبت گیرند جنگ آنہ

چترال، ناگا پربت، گلگت اور چین سے ملحقہ علاقہ جات اور تبت میں ایک جنگ لڑی جائے گی

آج بھارت پوری طرح پاکستان کے شمالی علاقہ جات کہ جن کا نعمت اللہؒ نے ذکر کیا ہے، میں شدید فتنہ اور فساد پھیلا رہا ہے۔ ان علاقوں میں علیحدگی پسند تحریکوں کو ہوا دی جا رہی ہے، اور پاکستان کے شمالی اور قبائلی علاقوں میں تحریک طالبان کے خوارج کی حمایت بھی اسی بھارتی سازش کا ناپاک حصہ ہیں۔

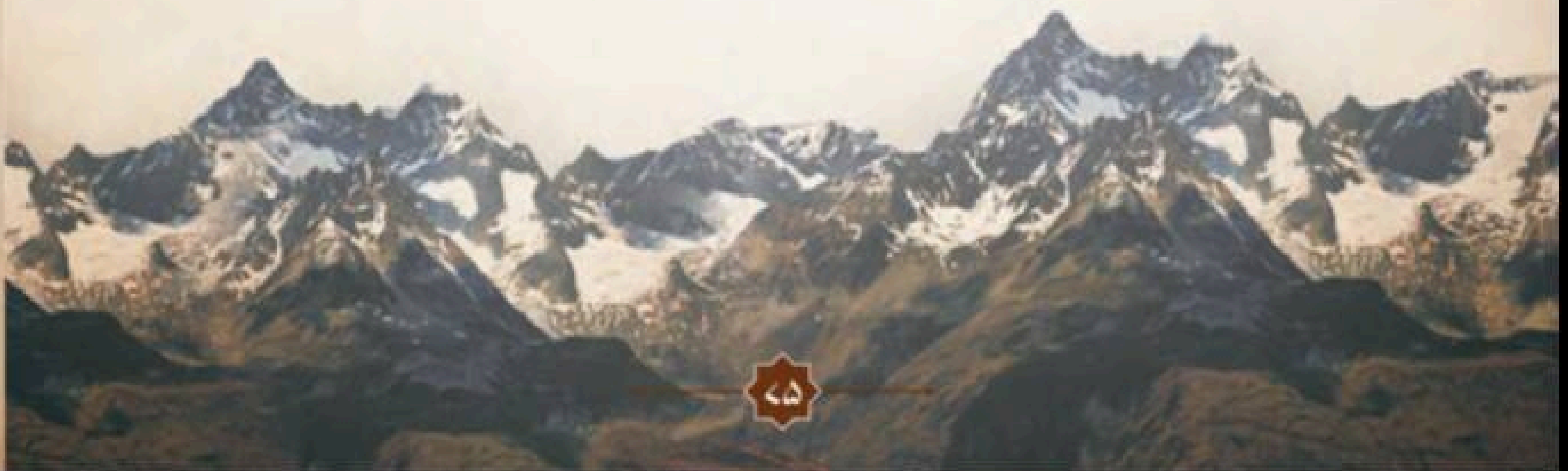
بعد آں شود چو شورش در ملک ہند پیدا

غازی نمائیند آندم یك عزم غازیانہ

اس کے بعد جب ملک ہند میں ایک فتنہ پیدا ہوگا، تو غازیان اسلام اعلان جہاد کر کے اٹھ کھڑے ہونگے

کہتے ہیں کہ ہندوستان میں ایک بغاوت پیدا ہو جائے گی، ایک فساد برپا ہو جائے گا، اور اس فساد کے نتیجے میں مسلم غازی اعلان جنگ کر کے ہندوستان سے براہ راست تصادم کریں گے۔ یہ غزوہ ہند کا باقاعدہ آغاز ہوگا!

ہندوستان میں برپا ہونے والی شورش ہو سکتا ہے کہ سکھوں کی بغاوت ہو، یا ہو سکتا ہے نکسلیوں کی شورش ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ہندوستان میں کوئی بڑی دہشت گردی کی کارروائی یا حادثہ واقع ہو جائے اور اس کے نتیجے میں بہت بڑا فساد برپا ہو۔ اس حادثے یا سازش کے نتیجے میں ہند پاکستان کے خلاف اعلان جنگ کر دے اور پھر پاکستان سے بھی پاک فوج اور مجاہدین اعلان جہاد کرتے ہوئے مقابلے پر آ جائیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ بھارت کے ساتھ پاکستان کی اگلی جنگ اسی طرح کے کسی بہانے، سازش یا دہشت گردی کی بنیاد پر ہی شروع ہوگی، اور موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے نعمت اللہ شاہ ولی کی پیش گوئی یقینی نظر آتی ہے۔



ایں غزوہ تا بہ شش سال مانند بہ دہرا پیدا

بس مرد ماں بہ میرندبر جاں ازیں بہانہ

یہ غزوہ چھ سال تک ایک شدید جنگ کی صورت میں جاری رہے گا کہ جس میں ہر جگہ اس جنگ کی وجہ سے لوگوں کا قتل عام ہوگا

یہاں انہوں نے لفظ ''غزوہ'' استعمال کیا ہے کہ جو ''غزوۂ ہند'' کی احادیث میں بھی استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ ہم اس پیش گوئی اور غزوۂ ہند کی حدیث میں تعلق واضح طور پر دیکھ سکتے ہیں۔ نعمت اللہؒ فرماتے ہیں کہ چھ سال انسانیت کیلئے سخت آزمائش کے سال ہونگے، بے پناہ جانی نقصان ہوگا، کوئی کتے کی موت مر رہا ہوگا اور کوئی شہید کی۔ ایک اور شعر میں چھ ماہ کا عرصہ بھی درج ہے۔ خواہ چھ مہینے ہوں یا چھ سال، جو قوم بھی اس جنگ میں ثابت قدمی سے کھڑی رہے گی، وہی جیتے گی، کیونکہ یہ جان و مال کے نقصان کے ساتھ ساتھ اعصاب کی جنگ بھی ہوگی۔ اس جنگ سے متعلق بعض صاحب نظر لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ چھ چھ میل دور چراغ جلا کرے گا، یعنی اتنا کشت وخون ہوگا، اتنی آبادی صاف ہوجائے گی کہ دور دور تک کوئی ذی روح نظر نہیں آئے گا۔ جنگ کوئی اچھی چیز نہیں ہے، نہ ہی ہم اسکی خواہش کرتے ہیں، لیکن اگر ہم پر کفار کی طرف سے جنگ مسلط کر ہی دی جائے، تو پھر ہم مسلمان پیٹھ بھی نہیں پھیر سکتے۔ پھر ہمیں دفاع بھی کرنا ہوگا اور اس جنگ کو اس کے منطقی انجام تک بھی پہنچانا ہوگا۔ اور کوئی وجہ تو ہے کہ حضورﷺ نے اس جنگ کو ''غزوہ'' کہا ہے، اور اسکے شہداء کو ''افضل الشہداء'' کا لقب دیا ہے، اور اسکے غازیوں کو جنت کی خوشخبری دی ہے۔ خود ہندو کتابوں میں بھی درج ہے کہ بھارت کی پاکستان کے ساتھ ایک فیصلہ کن جنگ ہونا باقی ہے۔ آج نریندر مودی جیسے ہندو صیہونی کے اقتدار میں آنے کے بعد جس طرح جارحانہ انداز میں بھارتی پاکستان کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر رہے ہیں اور پاکستان کے خلاف ایک شدید جنگ مسلط کی ہوئی ہے، اس سے یہ بات بالکل حقیقی نظر آتی ہے کہ آنے والے دنوں میں ہندو مشرکوں کے ساتھ ہماری ایک فیصلہ کن جنگ بہت نزدیک ہے۔

کابل خروج سازد در قتل اہل کفار

کفار چپ و راست سازند بسے بہانہ

اہل کابل بھی کافروں کے قتل کیلئے نکل آئیں گے اور کافر پوری کوشش کریں گے کہ کسی بہانے سے اس جہاد کو روک سکیں

از غازیان سرحد لرزد زمیں چو مرقد

بہر حصول مقصد آیند و الہانہ

سرحد کے غازیوں کے قدموں تلے زمین اس طرح لرزے گی کہ جیسے قیامت برپا ہو رہی ہو، اور وہ ہر جانب سے جہاد کے مقصد کیلئے والہانہ نکل آئیں گے

نعمت اللہؒ یہاں اس تفصیل کا ذکر کر رہے ہیں کہ جو بھارت کے ساتھ فیصلہ کن جنگ شروع ہونے کے بعد کا بیان ہے۔ آج کے سیاسی اور جغرافیائی حالات میں ہم حیرت انگیز طور پر اس پیش گوئی کے صادق ہونے کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ آج بھارت نے کابل میں اپنا اثر ونفوذ بہت زیادہ بڑھالیا ہے اور اس کی کوشش یہ ہے کہ افغانستان کے مسلمانوں سے جذبہ، جہاد کو ختم کیا جا سکے۔ کابل کی موجودہ حکومت بھارت نواز ہے، مگر افغانستان کے مسلمان بت شکن اور بھارت کے دشمن۔ آج ہندو مشرک ہر سازش اور بہانے سے کوشش یہ کر رہے ہیں کہ کسی طرح افغانستان کے مجاہدوں اور پاکستان کے درمیان پھوٹ ڈلوائی جا سکے تاکہ آنے والے وقتوں میں افغانستان کے مجاہدین اعلان جہاد کرتے ہوئے پاکستان کے ساتھ شامل ہو کر بھارت کے خلاف جنگ نہ کر سکیں۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ ۱۹۴۷ء میں انہی سرحد کے قبائل اور افغانستان کے مسلمانوں نے اعلان جہاد کرتے ہوئے کشمیر کو آزاد کرایا تھا۔ آج بھی لاکھوں کی تعداد میں پاکستان کے پشتون قبائل اور افغانستان کے مجاہدین کمر بستہ ہیں کہ اگر بھارت کے خلاف کوئی اعلان جہاد ہوتا ہے تو یہ پوری قوت کے ساتھ بھارت پر حملہ آور ہونگے۔ پاکستان کے پشتون قبائل ہمیشہ جذبہ، جہاد سے سرشار پاکستان کے دفاع کیلئے سینہ سپر رہتے ہیں، اور آنے والے وقتوں میں بھی یہ عمل یقینی ہے کہ اگر پاکستان اور ہندوستان کی فیصلہ کن جنگ شروع ہوتی ہے تو انہی علاقوں سے لاکھوں کی تعداد میں مسلح مجاہدین والہانہ اور غازیانہ انداز میں اس غزوہ میں شرکت کیلئے پاک فوج کے شانہ بشانہ کھڑے ہونگے۔ اگر ایک بار مسلمانوں نے یہ طے کر لیا کہ ہم ان ہندوؤں سے تمام بدلے چکائیں گے، تو پھر ان کیلئے زمین تنگ پڑ جائے گی! ہندو اس دن کو روئیں گے کہ جب یہ پیدا ہوئے تھے!!



بعد از فریضہ، حج پیش از نماز فطرہ

از دست رفتہ گیرنداز ضبط غاصبانہ

یہ جنگ بڑی عیداور چھوٹی عید کے درمیان ہوگی اوراس جنگ کے نتیجے میں مسلمان ان تمام علاقوں کوحاصل کرلیں گے کہ جوان کے ہاتھ سے نکل چکے ہونگے

رود اٹک بہ سہ بار از خون اہل کفار

پر مے شودبہ یک بار جریان جاریانہ

ایک بارخون بہناشروع ہوگیاتودریائے اٹک کاپانی تین بارکافروں کے خون سے سرخ ہوگا

نعمت اللہؒان اشعار میں اس خونریز جنگ کی تفصیلات کوواضح کررہے ہیں۔ بلاشبہ غزوۂ ہند کی مہمات شدید ہونگی۔آج بھارتی عناصراور ان کے حلیف خوارج کے دہشت گردافغانستان میں بیٹھ کر پاکستان کی مغربی سرحد سے حملہ آور ہورہے ہیں۔کوئی بعیدنہیں کہ جب ایک مرتبہ مشرقی سرحدوں پر ہندوستان سے تصادم کاآغازہوگا تومغربی سرحدوں پرموجودخوارج اور بھارت نواز منافق پشت سے پاکستان پر حملہ کریں۔دشمن کے دریائے اٹک پر تین دفعہ پہنچنے اور شکست کاذکرکیاگیاہے۔یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس جنگ کے آغاز میں پاکستان کو دشمن کے شدید دباؤ کے پیش نظر پیچھے ہٹناپڑے اور پھر دوبارہ منظم ہوکرنہ صرف یہ کہ ہم اپنے علاقوں کوواپس لیں بلکہ آگے بڑھتے ہوئے دہلی کوہی فتح کرلیں۔جنگ کی بازی پلٹنے کانعمت اللہؒ باربارذکرکرتے ہیں۔

پنجاب، شہر لاہور، کشمیر ملک منصور

دو آب، شہر بجنور گیرند غالبانہ

مسلمان لاہور پرقبضہ کرلیں گے، کشمیر فتح کرلیں گے،اورگنگااور جمنا کے درمیان کے علاقے اور شہر بجنور پر مسلمانوں کاقبضہ ہوجائے گا

۶۵ ءکی لڑائی میں دشمن لاہور پر قبضہ کرنے کے ارادے سے حملہ آور ہواتھا۔۷۱ء میں ڈھاکہ کا شہر ہمارے ہاتھ سے نکل گیااور پورا مشرقی پاکستان بنگلہ دیش میں تبدیل ہوگیا تھا۔جنگوں میں بازی کا پلٹنا ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس سے کوئی مسلمان انکارنہیں کرسکتا۔غزوۂ بدر میں اگر مسلمان پوری طرح فتح یاب ہوئے تو غزوۂ احد میں ہمیں زخم بھی لگا۔اسی طرح پاکستان اور بھارت کی جنگوں



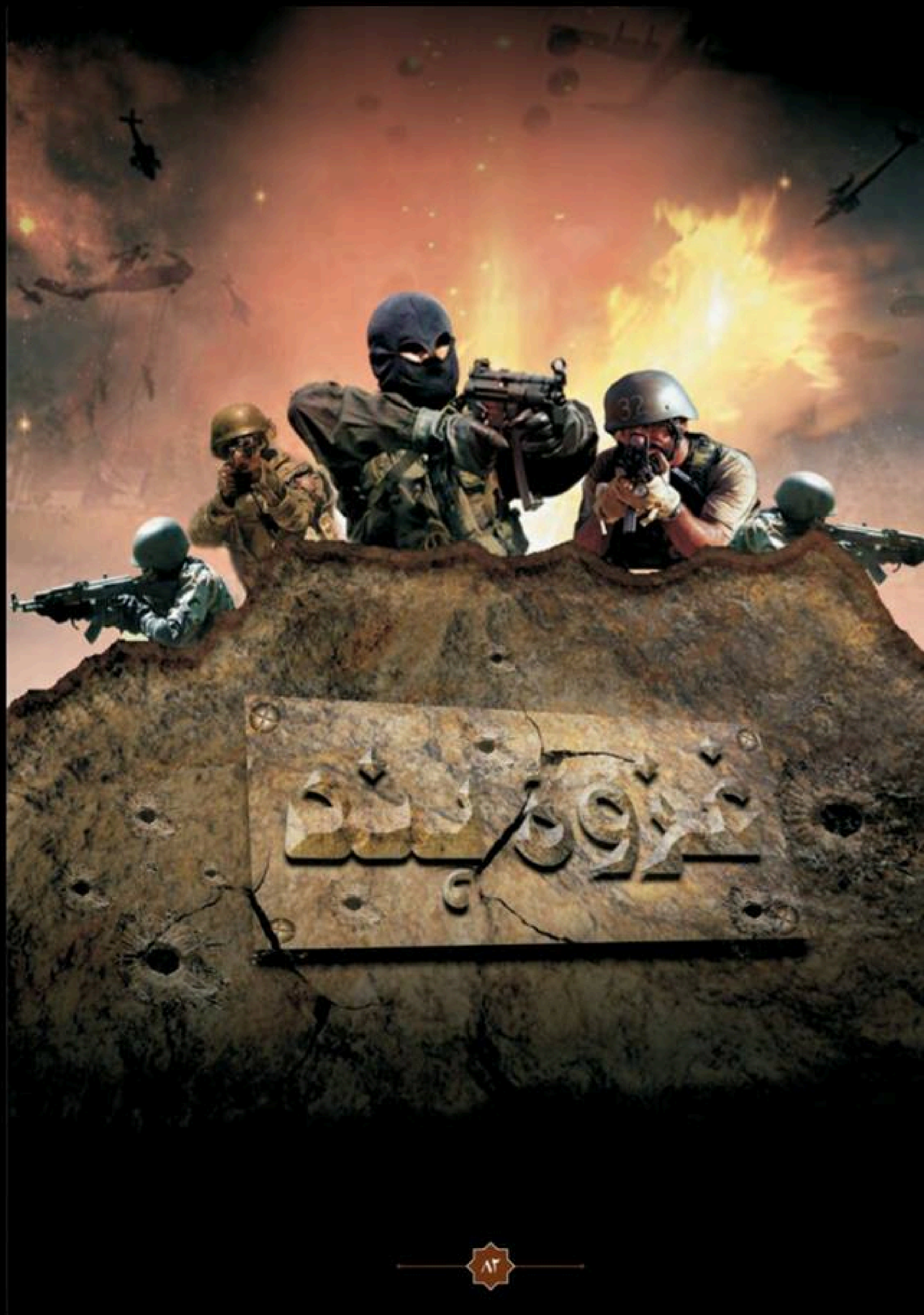
میں بھی ہوتا رہا ہے اور آئندہ بھی ہونے والی فیصلہ کن جنگ میں ایسا ہی کچھ ہوگا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ ہندو شدید مزاحمت کریں گے اور اس بات کا بھی قوی امکان ہے کہ مکاری اور طاقت کے زور پر پاکستان کے بڑے بڑے علاقوں میں داخل بھی ہو جائیں۔ لہذا پاک فوج اور پاکستان سے پیار کرنے والوں کو تسلی دینے کیلئے نعمت اللہ شاہ ولیؒ اس بات کی پیشگی خبر دیتے ہیں کہ یہ ممکن ہے کہ دشمن کے اولین دباؤ میں شاید لاہور شہر ہمارے ہاتھ سے نکل جائے۔ مگر ساتھ ہی یہ خوشخبری بھی ہے کہ نہ صرف یہ کہ ہم اپنے کھوئے ہوئے شہروں کو واپس حاصل کریں گے بلکہ آگے بڑھتے ہوئے پورے ہندوستان پر ہی قبضہ کرلیں گے۔ یہ خوشخبری اس لیے بھی اہم ہے کہ اگر اس غزوۂ کے آغاز میں پاکستان کو کوئی چوٹ لگتی ہے تو اس سے پاکستانیوں کے حوصلے پست نہیں ہونے چاہئیں اور انجام کو نظر میں رکھتے ہوئے انہیں اپنے جہاد کو جاری رکھنا چاہیے۔

سیدی رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ ہند کی بشارت پوری امت مسلمہ کیلئے دی ہے۔ پوری مسلمان امت پاکستان سے بھی والہانہ پیار کرتی ہے۔ پاکستان کو اگر کوئی نقصان پہنچے یا کوئی خطرہ ہو تو پوری مسلمان دنیا نہ صرف یہ کہ پاکستان کیلئے دعا کرتی ہے بلکہ جس قدر ممکن ہو سکے پاکستان کی مدد اور اعانت کیلئے بھی ہمیشہ آگے بڑھی ہے۔ ۶۵ء کی لڑائی میں ایران نے اپنی تمام تر فوجیں پاکستان کے حوالے کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔ سعودی عرب نے اپنے تمام وسائل پاکستان کے حوالے کر دیئے تھے۔ ترک مسلمان ہر وقت پاکستان کے دفاع کیلئے آمادہ رہتے ہیں۔ چین کے ساتھ پہلے ہی پاکستان کے انتہائی قریبی تعلقات اور دفاعی معاہدے ہیں اور اب اکیسویں صدی میں پاکستان اور چین کے دفاعی اور معاشی مفادات انتہائی مضبوطی کے ساتھ ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ ایسی صورتحال میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ اگر پاکستان کا ہندوستان کے ساتھ یہ فیصلہ کن تصادم شروع ہوتا ہے تو پوری مسلمان دنیا اور اسلامی ممالک پاکستان کی امداد کیلئے اور اس غزوے میں شرکت کیلئے والہانہ پاکستان پہنچیں گے۔ نعمت اللہ شاہ ولیؒ نے اسی سیاسی اور جغرافیائی حقیقت کو بہت خوبصورت پیرائے میں بیان کیا ہے۔

عثمان و عرب، فارس ہم مومنان اوسط

از جذبہ، اعانت، آیند والہانہ

ترک، عرب، ایرانی اور وسط ایشیا والے مدد کے جذبے سے والہانہ انداز میں آگے بڑھیں گے



یکجا شوند عثمان ہم چینیاں و ایران

فتح کنند اینان کل ہند غازیانہ

عثمانی (ترک)، چینی اور ایرانی ایک ہو جائیں گے اور (پاک فوج کے ساتھ ملکر) ہندوستان کو غازیانہ فتح کریں گے

سیدی رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ ہند کی اس آخری مہم کے حوالے سے خوشخبری عطا فرمائی ہے کہ اس میں اللہ پاک فوج کو نہ صرف یہ کہ کامیابی عطا فرمائے گا بلکہ ہندوستان کے تمام حکمرانوں کو رسوا بھی کرے گا، اور وہ زنجیروں میں جکڑ کر اپنے جرائم کی سزا بھگتنے کیلئے لائے جائیں گے۔ سیدی رسول اللہ ﷺ کی اس بشارت کی تصدیق اس وقت بھی ہو چکی ہے کہ جب سلطان شہاب الدین غوریؒ نے پرتھوی راج کو شکست دے کر دہلی پر قبضہ کیا تھا اور پرتھوی راج اور اس کے جرنیلوں کو زنجیروں میں جکڑ کر لے گئے تھے۔ ان شاء اللہ، غزوۂ ہند کی آخری مہم میں یہ تاریخ دہرائی جائے گی، اور پاک فوج، ان شاء اللہ، سیدی رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث شریف کے مطابق اے، کی سازشوں کا بدلہ لیتے ہوئے بھارتی فوج اور حکمرانوں سے ایک فیصلہ کن انتقام لے گی۔ اس غزوے میں پورے عالم اسلام کی فوجیں اور مسلمان پاک فوج کی حمایت میں شامل ہونگے۔ نعمت اللہ شاہ ولیؒ بھی حضور ﷺ کی اس حدیث شریف کے عین مطابق فرماتے ہیں:

کشتہ شوند جملہ بدخواہ دین و ایماں

کل ہند پاک باشد از رسم ہندوانہ

دین اور ایمان کے تمام بدخواہ دشمن مارے جائیں گے اور تمام ہندوستان ہندو حکومت اور شرک سے پاک ہو جائے گا

آج پاکستان میں موجود منافقین اور مشرکوں کے حلیف غزوۂ ہند کی احادیث کا مذاق اڑانے کی ناپاک جسارت کرتے ہیں۔ وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ عقلی طور پر یہ ممکن ہی نہیں کہ پاکستان بھارت کو شکست دے سکے کہ جو عسکری اور عددی قوت میں پاکستان سے کئی گنا بڑا ہے۔ دشمنوں کے وہم وگمان میں بھی یہ نہیں آسکتا کہ اللہ نے پاکستان کے مسلمانوں کیلئے اتنی شاندار تقدیر لکھی ہے کہ جس کی بشارت سیدی رسول اللہ ﷺ نے خود عطا فرمائی ہے، اور اس جنگ کو ''غزوہ'' کا درجہ اور مقام عطا فرمایا ہے۔ ایسے تمام عقل پرست بے غیرتوں کے اعتراضات کا جواب بھی نعمت اللہ شاہ ولیؒ نے خود ہی دیا ہے:

فتح یابد شاہ غربستان بزور تیر و تیغ

قوم کافر را شکست بیگماں پیدا شود

غربستان کا بادشاہ تلواروں اور ہتھیاروں کے بل پر ہندوستان فتح کرے گا، اور کافر قوم کو ایسی شکست ہوگی کہ جو کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ ہوگی

جیسے کہ بیان کیا گیا کہ یہاں غربستان سے مراد مغربی پاکستان ہے۔ تمام تاریخی، روحانی اور عصری اشارے بھی اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ ہندوستان کے ساتھ ہونے والی کسی بھی فیصلہ کن جنگ کی قیادت پاک فوج ہی کرے گی اور پاکستان کا حکمران ہی اس غزوے کا فاتح ہوگا۔ اس مردِ مجاہد کی تعریف اوپر بیان کی جا چکی ہے۔ نعمت اللہؒ مزید فرماتے ہیں کہ ہندوستان کی فتح کے بعد اس مجاہد کی حکومت چالیس برس تک برصغیر پاک و ہند پر قائم رہے گی۔ اب اس کا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس مجاہد کی قائم کردہ حکومت اتنے عرصے تک رہے۔ حضورﷺ کی احادیث مبارکہ میں بھی اس بات کا واضح اشارہ ملتا ہے کہ ہندوستان کی فتح کے بعد یہ فوج یہاں قیام کرے گی اور پھر واپس پلٹے گی اور شام میں حضرت عیسیٰؑ کو پائے گی۔ یعنی غزوۂ ہند، ظہور مہدیؑ اور عیسیٰؑ کی آمد اور اس کے بعد کے آنے والے واقعات، ایک ہی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ ان کا ذکر احادیث مبارکہ میں بھی ہے اور نعمت اللہ شاہ ولیؒ کے قصیدے میں بھی۔ اس حوالے سے نعمت اللہ کے دو اشعار ہیں:

تا چہل سال ای برادر من

دور آں شہریار می بینم

اے میرے بھائی! میں چالیس سال تک اس بادشاہ کی حکومت کو دیکھتا ہوں

غلبۃ الاسلام باشد تا چہل در ملک ہند

بعد ازاں دجال ہم از اصفہاں پیدا شود

ہندوستان میں چالیس سال اسلام کا غلبہ رہے گا، اسکے بعد ایران کے شہر اصفہان سے دجال کا ظہور ہوگا

ناگاہ بہ موسمِ حج مہدیؑ عیان باشد

ایں شہرتِ عیانش مشہود درجہانہ

اچانک حج کے ایام میں امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہو نگے۔ ان کے ظاہر ہونے کی یہ خبر دنیا میں مشہور ہو جائے گی

از برائے دفع آں دجال من گوئم شنو

عیسیٰ آید مہدی آخری زماں پیدا شود

دجال کے اس فتنے کو مٹانے کیلئے عیسیٰؑ اور مہدی آخرالزماں ظاہر ہو نگے

ہم اس نقطے پر رکیں گے۔ نعمت اللہؒ کی ترتیب کے مطابق ہندوستان پہلے فتح ہوگا، اور، ان شاء اللہ، پورا پاکستان بنے گا۔ اس پورے خطے پر مسلمانوں کی حکومت دوبارہ قائم ہوگی، اور اسکے بعد دجال، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مہدیؑ کے ظہور کا وقت ہے۔ حضور ﷺ کی احادیث مبارکہ میں بھی بالکل یہی ترتیب بیان فرمائی گئی ہے۔

آخر میں اپنی تمام ترپیش گوئیوں کو بتانے کی وجہ بیان کرتے ہوئے نعمت اللہؒ فرماتے ہیں کہ یہ آنے والے وقتوں میں مومنین کیلئے ایک غیبی امداد کے طور پر مددگار ہونگی، اور ان سے مومنین فائدہ اٹھا کر دین کی فتح اور نصرت کیلئے کام کرسکیں گے۔

راز کہ گفتہ ام من درکہ سفتہ ام من

باشد برائے نصرت امداد غائبانہ

یہ راز کہ جو میں نے بیان کیے ہیں اور یہ نادر موتی کہ جو میں نے پروئے ہیں یہ مسلمانوں کی فتح کیلئے ایک غیبی امداد کا کام کریں گے

اور پھر تمام رازوں کو کھولنے کے بعد اپنے آپ کو تنبیہ کرتے ہوئے خاموش رہنے کا حکم دیتے ہیں اور اس قصیدے کے بیان کرنے کا سال واضح کرتے ہیں:

خاموش باش نعمت اسرار حق مکن فاش

در سال کنت کنزاً باشد چنیں بیانہ

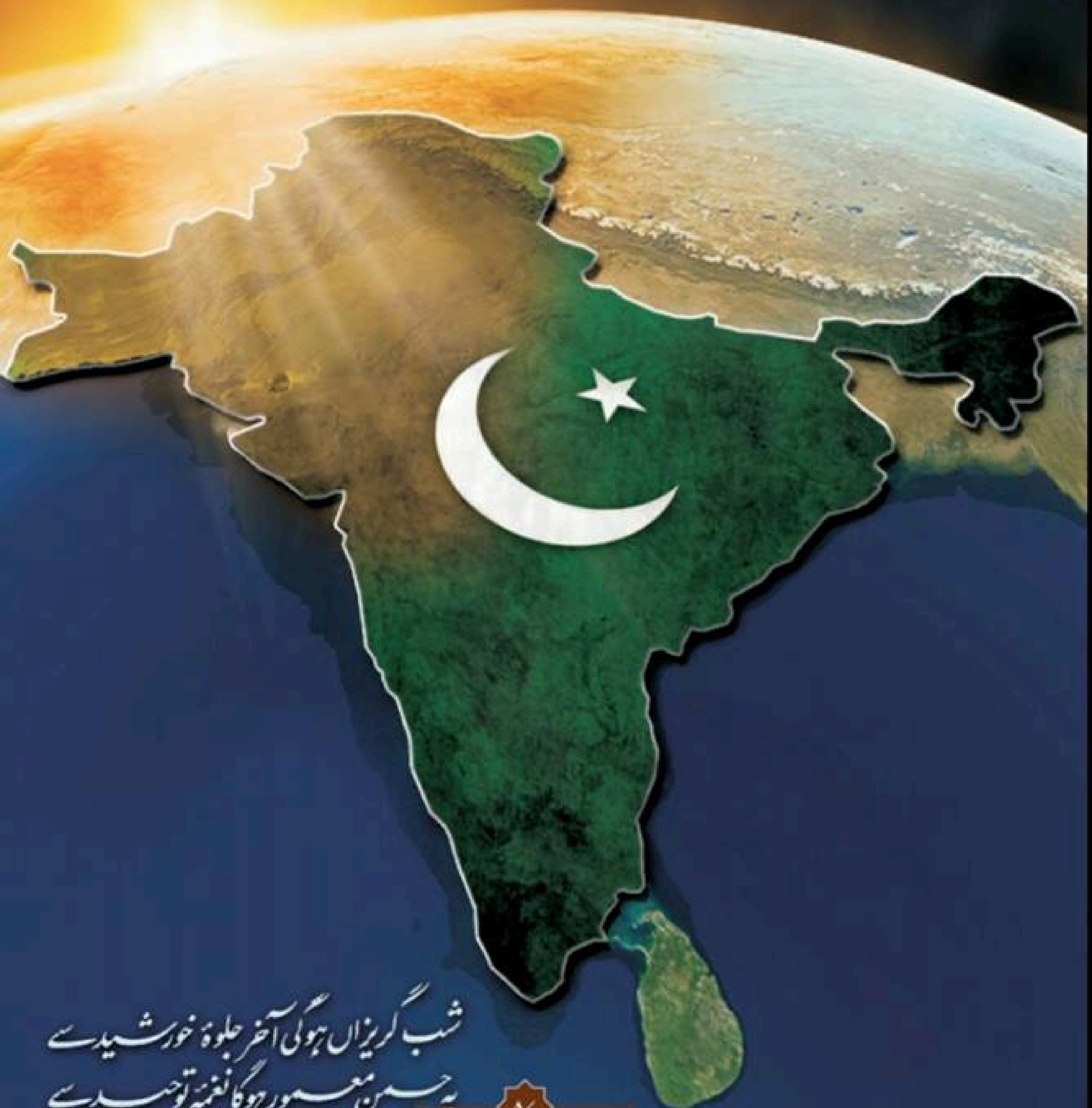
اے نعمت اللہ! خاموش ہو جا، رب کے رازوں کو ظاہر نہ کر، "کنت کنزا" کے سال میں یہ راز بیان کر رہا ہوں

علم اعداد کے مطابق کنت کنزاً کے حروف ۵۴۸ بنتے ہیں۔ یعنی ۵۴۸ ہجری میں نعمت اللہؒ یہ واقعات بیان کر رہے ہیں۔ نعمت اللہؒ کی اپنے بارے میں یہ تنبیہ کہ اللہ کے رازوں کو ظاہر نہ کرو، ہمیں علامہ اقبالؒ کے ہاں بھی ملتی ہے کہ جہاں اقبالؒ نے تمام رازوں کو بیان کرنے کے بعد خود ہی فرمایا:

حضور حق میں اسرافیل نے میری شکایت کی
یہ بندہ وقت سے پہلے قیامت کر نہ دے برپا

بھری بزم میں راز کی بات کہہ دی
بڑا بے ادب ہوں، سزا چاہتا ہوں

آنے والے دور کی دھندلی سی اک تصویر دیکھ



نعمت اللہ شاہ ولیؒ نے جو پیش گوئیاں کیں، وہ نہ تو علم نجوم کے تحت تھیں اور نہ ہی کسی اور حساب و کتاب کے ذریعے۔ یہ ایک مومن درویش کی فراست اور انکا کشف ہے، انکا وجدان ہے کہ جو اللہ کی طرف سے انہیں عطا ہوا تھا۔ یہ علم کرامات اولیاء میں سے ہے اور فقراء کی زبان میں اسے ''علم لدنی'' کہتے ہیں، یعنی وہ علم کہ جو براہ راست اللہ سبحان وتعالیٰ کی طرف سے ایک مومن پر نازل کیا گیا ہو۔ جیسا کہ یہ بات پہلے ہو چکی ہے کہ اسلامی تاریخ میں ایسی متعدد مثالیں ملتی ہیں کہ جن میں بزرگوں کو کبھی خواب میں، کبھی کسی روحانی مشاہدے میں، یا پھر الہام کے ذریعے اللہ نے اپنے رازوں سے آگاہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ امت کو بیدار کریں۔ چنانچہ ایسی باتیں صرف نعمت اللہ شاہ ولیؒ نے ہی نہیں کیں، بلکہ کئی اور بزرگان دین نے بھی ان سے پہلے اور ان کے بعد کہی ہیں۔ یہ ہمارے دین اور تاریخ کا حصہ ہیں اور ان سے انکار ممکن نہیں ہے۔

ہم یہ دیکھیں گے کہ نعمت اللہ شاہ ولیؒ نے جو پیش گوئیاں کی ہیں، وہ حضورﷺ کی احادیث مبارکہ سے کتنی مطابقت رکھتی ہیں۔ ہمارے لیے اس معاملے میں حجت (bench mark) صرف حضورﷺ کی احادیث مبارکہ ہیں۔ نعمت اللہ ولیؒ کی جو بات حدیث شریف کے مطابق ہوگی وہ ہم قبول کریں گے اور جو حدیث شریف کے خلاف جائے گی، ہم اسے رد کر دیں گے۔

یوں تو نعمت اللہ شاہ ولیؒ نے بھی قیامت تک کے واقعات کی پیش گوئیاں کی ہیں، کہ جن میں دجال کی آمد اور ایک بڑی جنگ کی، کہ جسے ہرمجدون (Armagadon) بھی کہتے ہیں، کہ جس میں بے انتہا انسان مارے جائیں گے، کا ذکر ہے۔ پھر وہ آخری دور میں انگلستان یا امریکہ کی تباہی کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ اسکے علاوہ کئی اور پیش گوئیاں بھی ہیں کہ جو اس وقت ہمارا موضوع نہیں ہے۔ ہم نے انہی اشعار کو لیا ہے کہ جن کا تعلق براہ راست آج کے پاکستان اور مستقبل میں ہندوستان کی فتح سے ہے۔ گزشتہ صفحات میں ہم نے عسکری حکمت عملی کے حوالے سے بات کی کہ آج کی جغرافیائی سیاست کا تقاضا ہے کہ پاکستان ایک علاقائی دفاعی اتحاد بنائے اور ہندوستان کے ساتھ ایک آخری فیصلہ کن جنگ کی تیاری کرے۔ کیونکہ باقی تمام ممالک سے تو ہمارے تعلقات ٹھیک ہو سکتے ہیں، مگر ہندوستان سے کبھی نہیں! یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے ساتھ ہمارے تعلقات روز بروز خراب تر ہوتے جا رہے ہیں، باوجود اس کے کہ ہماری طرف سے امن وامان کی بڑی کوششیں ہو رہی ہیں اور اعتماد سازی کیلئے کام کیا جا رہا ہے۔

آج ہندوستان پر ہندو صیہونی مکمل طور پر حکمران بن کر قابض ہو چکے ہیں۔ نریندر مودی کی حکومت اور اس کے وزراء کھلے عام

پاکستان کو توڑنے کی دھمکیاں دے رہے ہیں، ۲۰۲۱ء تک ہندوستان سے مسلمانوں کے وجود کو مٹانے کی بات کی جارہی ہے، کشمیر کو ہندوستان کا اٹوٹ انگ قرار دے کر پاکستانی کشمیر پر قبضے کی منصوبہ سازی ہورہی ہے، بھارتی قومی سلامتی کا مشیر اجیت کمار دوول خود اقرار کرتا ہے کہ بھارت پاکستان کے خلاف چوتھی نسل کی جنگ یعنی 4th Generation War لڑرہا ہے اور ٹی ٹی پی کے خوارج اور بلوچستان کے علیحدگی پسندوں کی کھلی حمایت کررہا ہے۔ ایسی صورتحال میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ آئندہ آنے والے وقتوں میں بھارت کے ساتھ پاکستان کی ایک فیصلہ کن جنگ لازماً ہوگی اور اسی جنگ کا نام حدیث شریف میں ''غزوۂ ہند'' ہے۔ یہ جنگ کینہ پرور بنیا مشرک پاکستان پر مسلط کرے گا۔ مگر اس کا اختتام اللہ کے فضل سے پاکستان کے ہاتھوں ہوگا کہ جب دہلی کے لال قلعے پر سبز ہلالی پرچم لہرائے گا۔ ان شاء اللہ!

اب وقت آگیا ہے کہ ہم غزوۂ ہند سے متعلق احادیث مبارکہ کو بھی بیان کریں۔ غزوۂ ہند سے متعلق ایک نہایت ہی اہم حدیث شریف کہ جس کا تعلق زمانہ، آخر سے ہے، حضرت نعیم بن حمادؒ نے اپنی کتاب ''کتاب الفتن'' میں روایت فرمائی ہے۔ یہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

حضور ﷺ نے ہندوستان کا تذکرہ کیا اور ارشاد فرمایا: ''ضرور تمہارا ایک لشکر ہندوستان سے جنگ کریگا۔ اللہ ان مجاہدین کو فتح عطا فرمائے گا حتیٰ کہ وہ (مجاہدین) ان (ہندوؤں) کے بادشاہوں کو بیڑیوں میں جکڑ کر لائیں گے۔ اور اللہ ان (مجاہدین) کی مغفرت فرمادے گا۔ پھر جب وہ مسلمان واپس پلٹیں گے تو عیسیٰ ابن مریمؑ کو شام میں پائیں گے۔''

حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا: ''اگر میں نے وہ غزوہ پایا تو اپنا نیا اور پرانا سب مال بیچ دوں گا اور اس میں شرکت کروں گا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا کردی اور ہم واپس پلٹ آئے تو میں ایک آزاد ابوہریرہ ہوں گا، جو ملک شام میں عیسیٰ ابن مریمؑ کو پائے گا۔ یارسول اللہ ﷺ اس وقت میری شدید خواہش ہوگی کہ میں ان کے پاس پہنچ کر انہیں بتاؤں کہ میں آپ ﷺ کا صحابی ہوں۔'' حضور ﷺ مسکرا پڑے اور ہنس کے فرمایا: ''بہت مشکل، بہت مشکل''۔

اس حدیث مبارکہ سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ ایک مسلمان فوج، جو یقیناً پاک فوج ہے، ہندوستان سے ایک فیصلہ کن جنگ لڑے گی اور پھر مشرکوں کو شکست دے کر پورے ہندوستان پر قابض ہو جائے گی۔ اس کے بعد یہ فوج یہاں سے واپس پلٹے گی اور مشرق وسطیٰ اور فلسطین کے علاقوں میں موجود دجالی فوجوں سے نبرد آزما ہو گی اور یہی دور حضرت عیسیٰؑ کی آمد اور حضرت مہدیؑ کے ظہور کا ہو گا۔
اس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ غزوۂ ہند کا آخری معرکہ آخری زمانے میں ہو گا اور ہمارے خطے کے سیاسی، عسکری اور جغرافیائی حالات اس بات کی طرف بڑی واضح دلالت کر رہے ہیں کہ اب یہ معرکہ زیادہ دور نہیں ہے۔ محمد بن قاسم کے وقت سے لیکر آج تک مسلمانوں نے مشرک ہندوستان پر جتنے بھی حملے کیے ہیں وہ سب غزوۂ ہند کا ہی حصہ ہیں، مگر اس حدیث شریف میں جس معرکے کا ذکر ہے وہ اس غزوۂ ہند کے طویل سلسلے کا آخری معرکہ ہے اور یہ سعادت اب پاکستانی قوم اور پاک فوج کے نصیب میں ہے۔

حدیث شریف میں جو بات فرمائی گئی ہے، وہی بات نعمت اللہ شاہ ولیؒ بھی بیان فرما رہے ہیں۔

اس حوالے سے ایک اور حدیث شریف ہے:

رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میری امت میں سے دو گروہ ایسے ہیں کہ جنہیں اللہ نے (جہنم کی) آگ سے محفوظ رکھا ہے۔ ایک وہ گروہ ہے کہ جو ہند پر حملہ کرے گا اور دوسرا وہ گروہ ہے کہ جو حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کے ساتھ ہو گا۔''

اس طرح کی بہت ساری احادیث مبارکہ ہیں کہ جو اس طرف اشارہ کر رہی ہیں کہ جس طرف نعمت اللہ شاہ ولیؒ نے بھی بعد میں اشارہ کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ نعمت اللہ کو بڑی سنجیدگی سے لینے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اس روحانی انٹیلی جنس کی بنیاد پر اپنی عسکری حکمت عملی بنانی چاہیے۔ اگر آج آپ یہ بات مسلم دنیا میں عام کر دیں کہ ہندوستان کی فتح میں حصہ لینے والے کیلئے کتنا بڑا اجر ہے، تو دیکھئے گا کہ پوری مسلم دنیا سے مجاہدین کا سیلاب امڈ آئے گا ہند پر حملے کیلئے۔ ہندوستان صرف پاکستان کا ہی نہیں بلکہ پوری مسلم دنیا کا بھی بدترین دشمن ہے۔ یہود اور ہنود ایک ہی تھالی کے چٹے بٹے ہیں۔ ان کے عزائم مشترکہ ہیں، اور دونوں آپس میں قریب ترین اتحادی کی حیثیت سے مشرق اور مغرب میں امت مسلمہ کی تباہی کے ذمہ دار ہیں۔

یہ بات کہ ہندوستان سے ایک فیصلہ کن جنگ ہونی ہے اور اس کے بعد پورے ہندوستان پر توحید کا پرچم لہرائے گا، صرف نعمت اللہ شاہ ولیؒ نے ہی نہیں کی۔ برصغیر پاک و ہند میں ایسے بے شمار صاحب بصیرت بزرگ ہیں کہ جنہوں نے یہ خوشخبریاں عطا فرمائی ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ جن پر شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ وقت کے اولیاء ہیں۔ یہ مختلف جگہ، مختلف ڈیوٹیوں پر مامور ہیں، مگر روحانی دنیا کے ذریعے ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔ یہ خودی کے ترجماں بھی ہیں، خدا کے رازداں بھی۔

ان بزرگوں میں سے ایک نام صوفی برکت علی صاحب کا ہے۔ فیصل آباد کے قریب ایک مقام پر آپ کا ڈیرہ تھا کہ جہاں آپ کا انتقال بھی ہوا اور وہیں آپ کا مزار بھی ہے۔ ان کا فیض آج بھی جاری ہے۔ صوفی صاحب اپنی کتاب ''محبّ پاکستان'' میں لکھتے ہیں:

''دیوانہ جنگل میں تنکے چن رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ وہ دن دور نہیں کہ جب پاکستان کی ہاں اور ناں میں دنیا کے فیصلے ہونگے۔ اقوام متحدہ فیصلے سے قبل پاکستان سے پوچھے گی کہ آیا اس کو کیا جائے یا نہیں۔''

نیز کہتے ہیں کہ:

''بندے آتے رہیں گے، جاتے رہیں گے، مگر یہ آواز مکتوب کردی گئی ہے۔''

فرماتے ہیں:

یہ صدا میری نہیں میری نہیں
یہ تو ہے منشائے ربی بالیقین

الکھ نگری میں ممتاز مفتی، صوفی برکت علی صاحب کا یہ قول لکھتے ہیں: ''اے لوگو! جان لو کہ ایک وقت آنے والا ہے کہ جب یو این او کوئی قدم اٹھانے سے قبل پاکستان سے پوچھے گی، کیا میں یہ قدم اٹھاؤں؟ اس وقت ہم رخصت ہو چکے ہونگے، لیکن اگر ایسا نہ ہوا تو آکر میری قبر پر تھوکنا''۔

ممتاز مفتی لکھتے ہیں کہ میں ان بزرگوں کے اتنے بڑے دعوے پر حیران و پریشان رہ گیا کہ یا اللہ یہ پاکستان کیا شے ہے، کیوں لوگ اس کی عظمت کی باتیں کرتے ہیں!

صوفی برکت علی صاحب

پاکستان اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔ لوگوں کو نہیں معلوم کہ آخری دور میں مسلمانوں کو حاصل ہونے والے عروج کا مرکز پاکستان ہوگا۔ ۲۷ رمضان المبارک کو قائم ہونے والا یہ ملک، کہ جس کے نام کا مطلب ہی "مدینہ طیبہ" ہے، دراصل مدینہ ثانی ہے! یہ اللہ کے خاص کرم سے قائم ہوا ہے اور خاص فضل سے ہی ہمیشہ قائم رہے گا۔ پوری روحانی دنیا اس پاک سرزمین کی حفاظت پر مامور ہے۔ دشمن اس کو نقصان پہنچا سکتے ہیں، لیکن مٹا نہیں سکتے۔ اب اس نے اللہ کے حکم سے مزید پھیلنا ہے اور امت کی قیادت سنبھالنی ہے، چاہے مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ گزرے۔ اس ملک کی تقدیر سے متعلق فیصلے لوح محفوظ میں لکھ دیئے گئے ہیں۔ اب فقط یہ ظاہر ہونا باقی ہے کہ وہ کون خوش نصیب ہوگا کہ جس کے نصیب میں اس ملک کو عروج تک پہنچانے کی سعادت آتی ہے۔ آج کے دور میں نہ نماز کام آئے گی، نہ روزہ، اگر کسی نے اس "صالحؑ کی اونٹنی" کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔

اشفاق احمد صاحب اس ملک کی مثال حضرت صالحؑ کی اونٹنی سے دیتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جس طرح حضرت صالحؑ کی اونٹنی معجزے سے بنی تھی، نشانی کے طور پر قائم کی گئی تھی، اور جس طرح اس اونٹنی کو نقصان پہنچانے پر اس قوم کو ہی تباہ کر دیا گیا تھا، اور جس نے اس اونٹنی کی عزت کی اللہ نے بھی اس کو بچائے رکھا۔ بالکل اسی طرح اس پاکستان کو نقصان پہنچانے والوں کی نسلیں تباہ و برباد کر دی جائیں گی اور اسکی تعمیر میں ایک اینٹ رکھنے والا بھی دو جہاں میں نوازا جائے گا، ان شاء اللہ۔

الکھ نگری میں ممتاز مفتی نے روحانی دنیا سے متعلق حیرت انگیز انکشافات کیے ہیں۔ ممتاز مفتی کی یہی ڈیوٹی لگی تھی کہ ان رازوں کو بیان کریں۔ یہ چار پانچ دوستوں کا ٹولہ تھا: اشفاق احمد، ممتاز مفتی، واصف علی واصف، ابن انشاء اور قدرت اللہ شہاب۔ اس میں ابن انشاء تو چپ ہی رہے۔ لیکن ممتاز مفتی، قدرت اللہ شہاب، اشفاق احمد اور بانو قدسیہ کی یہ ڈیوٹی لگی کہ دنیا کو "بابوں" سے متعارف کروائیں۔ یہ خود بھی "بابے" ہی تھے۔ باقی سب تو اپنی ڈیوٹیاں کر کے گزر گئے، لیکن تادم تحریر بانو قدسیہ حیات ہیں، اللہ انہیں سلامت رکھے۔



بانو قدسیہ | اشفاق احمد | ممتاز مفتی | واصف علی واصف | قدرت اللہ شہاب

یہ راز دار لوگ اللہ کے رازوں کو بیان بھی کرتے تھے اور ان کا اطلاق بھی۔ قدرت اللہ شہاب کی تو بہت بڑی ڈیوٹی تھی۔ اشفاق احمد کہ جن کا معاشرے میں اپنا بڑا روحانی مقام و مرتبہ تھا، وہ ہفتے میں ایک بار لاہور سے راولپنڈی آتے تھے، صرف قدرت اللہ شہاب کے پاؤں کے ناخن کاٹنے۔ اس سے اندازہ لگائیے کہ وہ شہاب کی کتنی عزت کرتے تھے۔ اس کی کیا وجہ تھی؟ اس کی وجہ یہ تھی کہ اشفاق احمد، قدرت اللہ شہاب کی روحانی ڈیوٹی کے راز دار تھے، اور ممتاز مفتی بھی۔ ممتاز مفتی کی کتاب الکھ نگری اور لبیک پڑھنے سے تعلق رکھتی ہیں کہ جن میں انہوں نے کئی راز کھول دیئے ہیں۔ اگر آپ قدرت اللہ شہاب کا راز جاننا چاہتے ہیں تو بانو قدسیہ کی کتاب "مرد ابریشم" بھی پڑھیئے۔ یہ سب پڑھ کر آپ کو معلوم ہوگا کہ اللہ کے یہ خاص لوگ ختم نہیں ہوئے۔ جس طرح آپ ماضی میں بڑے بڑے بزرگوں اور اولیاء کے واقعات پڑھتے اور سنتے ہیں، اسی طرح آج بھی یہ بزرگ جدید دور کے تقاضوں کے مطابق اپنی ڈیوٹیاں سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کے یونیفارم بدل جاتے ہیں، روپ مختلف ہوتے ہیں۔ مگر یہ ہوتے آپ کے آس پاس ہی ہیں، بس ان بابوں کو تلاش کرنا پڑتا ہے۔

الکھ نگری میں ممتاز مفتی ایک اور غیر معمولی واقعہ لکھتے ہیں:

"...... شہاب نے عطیہ کو فون کیا۔ عطیہ کہنے لگی: 'آپ یہاں آجائیں، میں آپ کو ایک بہت بڑی خوشخبری سنانا چاہتی ہوں۔ جو کسی اور کو نہیں سنا سکتی'۔ شہاب عطیہ سے ملنے گیا تو مجھے بھی لے گیا۔ اس روز عطیہ بڑے موڈ میں تھیں۔ کہنے لگیں آجکل عرش پر بہت خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ چراغاں ہو رہا ہے۔ حضور ﷺ دولہا بنے ہوئے ہیں۔ پھولوں کے ہار پہنے ہوئے ہیں۔ گلاب کی پتیاں نچھاور ہو رہی ہیں۔ سب خوشیاں منا رہے ہیں۔

کہتے ہیں: 'اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا دور شروع ہونے والا ہے، عرش اور فرش ایک دوسرے کے قریب آجائیں گے۔ پاکستان اس دور کا گہوارہ ہوگا'۔ وہ رک گئیں پھر وقفے کے بعد کہنے لگیں: 'میں نے دیکھا ہے کہ صدر پاکستان کی کرسی خالی پڑی ہے، وہاں ایک کالا جھنڈا لگا ہے۔ جو شخص ان کی جگہ لے گا وہ بہت سخت گیر آدمی ہوگا۔ اس کی گھنی داڑھی ہے۔ آنکھیں سبز ہیں۔ میں دیکھ رہی ہوں ایک خونی جنگ ہوگی۔ ایسٹ پاکستان ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ کشمیر ہمیں مل جائے گا۔ پاکستان کے علاقے میں وسعت ہوگی۔ ہم دلی پر قابض ہو جائیں گے۔"

عطیہ ایک نیک پڑھی لکھی خاتون تھیں کہ جن کو آنے والے واقعات سے متعلق الہام ہو جایا کرتا تھا۔ عام طور پر بزرگوں کو کشف و الہام کے ذریعے واقعات کی خبر ہو جاتی ہے، مگر وقت کا تعین نہیں ہوتا۔ واقعات کے ظہور میں تاخیر ہو سکتی ہے، مگر جو کچھ لوح محفوظ میں لکھ دیا گیا ہوتا ہے، وہ مٹ نہیں سکتا۔

ایک اور واقعہ ہے ممتاز مفتی اور قدرت اللہ شہاب کا۔ یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب قدرت اللہ شہاب کا ہالینڈ تبادلہ ہوگیا تھا۔ شہاب جب ہالینڈ سے واپس آتے ہیں تو ممتاز مفتی سے کہتے ہیں کہ ہمیں فاتحہ پڑھنے بری امام جانا ہے۔ ممتاز، شہاب سے پوچھتے ہیں کہ اس میں کیا راز ہے؟ تو شہاب نے کہا کہ میں نے ہالینڈ کی لائبریری میں ایک کتاب دیکھی کہ جو حضرت امام بریؒ کے بارے میں لکھی گئی تھی یا خود امام بریؒ کی لکھی ہوئی تھی۔ یہ ہاتھ سے لکھا ہوا ایک قدیم نسخہ تھا۔ اس کتاب میں حضرت شاہ عبداللطیف کاظمیؒ (بری امام) نے یہ فرمایا تھا کہ جس جگہ ہم اپنا مرکز بنا رہے ہیں، یہاں ایک بہت بڑا اسلامی شہر آباد ہوگا کہ جو دنیا کے اسلامی ممالک کا مرکز ہوگا۔ حضرت بری امامؒ کے اس قول کے تقریباً دو سو برس کے بعد عین ان کے مزار کے نزدیک امت مسلمہ کا ایک عظیم الشان دارالحکومت تعمیر ہونا شروع ہوتا ہے کہ جسے دنیا آج ''اسلام آباد'' کے نام سے جانتی ہے۔

کریں گے اہل نظر تازہ بستیاں آباد
مری نگاہ نہیں سوئے کوفہ و بغداد

ممتاز مفتی، ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں کہ جو حضرت امداد اللہ مہاجر مکیؒ کا ہے۔ حضرت مکیؒ کے ایک خلیفہ عبدالمعبود تھے کہ جن کا ہم اوپر بھی ذکر کر چکے ہیں، کہ جو ۱۶۲ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے موقع پر حضرت مہاجر مکیؒ نے ایک اسلامی ریاست قائم کرلی، مگر پھر انگریزوں نے اس پر قبضہ کرلیا۔ جب حضرت مہاجر مکیؒ کو گرفتار کرلیا گیا تو انہیں روحانی طور پر خوشخبری دی گئی کہ جو پودا آپ نے لگایا ہے، نوے سال بعد اس میں پھل پھول اگیں گے۔ نوے سال بعد آپ کا یہ مشن تکمیل کو پہنچے گا۔ اس بات کی گواہی عبدالمعبود صاحب نے خود دی ہے۔ آج بھی عبدالمعبود صاحب کے عقیدت مند اور مریدین زندہ ہیں، کہ جو گواہ ہیں ان سب باتوں کے۔



دربار امام بری

اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اپنی کتاب "فیوض الحرمین" میں درج کیا ہے کہ مسلمان ہندوستان کو دوبارہ فتح کرلیں گے۔

ایک اور بزرگ ذوقی شاہ صاحب نے اپنی کتاب "تربیت العشاق" میں درج کیا ہے کہ مسلمان ہندوستان کو یقیناً دوبارہ فتح کرلیں گے، لیکن اس سے پہلے مسلمانوں کو سخت امتحانات اور آزمائشوں سے گزرنا پڑے گا۔

ایک اور بزرگ بابا یحیٰ نے پاکستانی نجی ٹیلی ویژن پر پاکستان کے حوالے سے پیش گوئی کرتے ہوئے کہا ہے کہ: پاکستان ختم ہونے کیلئے پیدا نہیں ہوا کیونکہ یہ محمد ﷺ اور علیؓ نے بنایا ہے۔ یہ ان کا بنایا ہوا سلسلہ ہے، یہ ان کی طرف سے تحفہ ہے، یہ رب ذوالجلال کی نعمت ہے، ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ اس کو برباد کرنے والے خود برباد ہو جائیں گے۔ ان کا نام ونشان بھی باقی نہ رہے گا۔ ہستی سے بگڑ جائیں گے۔ مگر پاکستان کو کچھ نہیں ہونے والا، آپ بے فکر رہیں۔"

عصر حاضر کے ایک اور مشہور بزرگ علامہ پروفیسر مقصود الہٰی نقشبندی المعروف محبوب سائیں نے پاکستان کے بارے میں کہا ہے کہ ایک سبز آنکھوں والا مجاہد آئے گا اور وہ اس ملک کی تقدیر بدل کر رکھ دے گا۔ ظالم کو ظلم نہیں کرنے دے گا اور کشمیر فتح ہوتے ہوتے پورا ہندوستان ہی فتح ہو جائے گا۔

اسی طرح بھارت سے تعلق رکھنے والی ایک اسلامی تنظیم "دیندار انجمن" کا بھی یہ کہنا ہے کہ "ہندوستان تمام مسلمان ہونے والا ہے"۔ اپنی ویب سائٹ اور اپنے حلقے میں وہ اس بات کا برملا اعتراف کرتے ہیں۔ دیندار انجمن ۱۹۲۴ء میں اس وقت وجود میں آئی کہ جب ہندوستان میں ۹ لاکھ کے قریب مسلمانوں کو ہندو بنالیا گیا تھا۔ اس تنظیم کا مقصد نہ صرف اسلام کی حفاظت کرنا ہے بلکہ ہندوؤں کو بھی اسلام کی دعوت دینا ہے۔ یہ تنظیم غزوۂ ہند پر یقین رکھتی ہے اور اس کے بانی مولانا محمد صدیق دیندار صاحب تھے۔
اس کے علاوہ وقت کے اور بھی بہت سے بزرگان دین اور اولیاء نے پاکستان کی عظمت اور عروج کے بارے میں بہت سی پیش گوئیاں کی ہیں، کہ جو حرف بہ حرف حضرت نعمت اللہ شاہ ولیؒ کے قصیدے سے مطابقت رکھتی ہیں۔



علامہ مقصود الہٰی نقشبندی

بابا یحیٰ

آج منافقوں کی طرف سے پاکستان پر تنقید ہوتی ہے کہ وہ اپنے دفاع اور نیوکلیئر پروگرام پر بہت پیسہ خرچ کر رہا ہے، لہٰذا دفاعی بجٹ کم کر دینا چاہیے۔ یہ سب اس پراپیگنڈے کا حصہ ہے کہ جس میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پاک فوج کرپٹ ہے، سارا بجٹ ہڑپ کر جاتی ہے اور فوج کی تعداد اور بجٹ کو کم کرنا چاہیے۔ ہم آپ کو اس حوالے سے ایک واقعہ سناتے ہیں۔ یہ واقعہ بھی قدرت اللہ شہاب نے شہاب نامہ میں لکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ ۱۹۵۹ء میں کہ جب میں یونیسکو کے ایگزیکٹو بورڈ کا ڈائریکٹر تھا، تو میرے مراسم مشرقی یورپ کے ایک باشندے سے ہو گئے۔ اس کا ملک روس کے حلقہ اقتدار میں جکڑا ہوا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ گو کہ امریکہ اور روس ایک دوسرے کے دشمن ہیں، لیکن بعض باتوں میں دونوں کی پالیسی ایک ہوتی ہے، لہٰذا ان معاملات میں دونوں ایک دوسرے سے تعلقات بڑھا لیتے ہیں۔ میں نے پوچھا مثلاً......؟ تو اس نے کہا کہ مثلاً پاکستان۔ شہاب کہتے ہیں کہ میری درخواست پر انہوں نے وضاحت کی کہ یہ بات ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ پاکستان کی افواج دنیا کی اعلیٰ ترین افواج میں شمار ہوتی ہیں۔ یہ حقیقت نہ امریکہ کو پسند ہے نہ روس کو۔ روس کی نظر افغانستان کے علاوہ بحیرہ عرب کی طرف بھی ہے۔ (یہ بات ۵۹ء میں ہو رہی ہے۔ ۷۹ء میں سوویت یونین افغانستان میں داخل ہوتا ہے) پھر یہ کہ روس کیلئے بھارت کی خوشنودی حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ ان تینوں مقاصد کی راہ میں جو چیز حائل ہے وہ پاکستان فوج ہے۔

یعنی پوری دنیا کی طاغوتی قوتوں: امریکہ، روس، ہندوستان، اسرائیل، کی راہ میں اگر کوئی حائل ہے، تو وہ پاکستان آرمی ہے، پاکستان کا جوہری پروگرام ہے۔ اگر آپ پاک فوج کو بیچ سے نکال دیں تو نہ بھارت کو کوئی روکنے والا ہے نہ اسرائیل کو۔

مزید برآں وہ یورپی باشندہ کہتا ہے کہ امریکہ کا مقصد مختلف ہے۔ اسکی بنیادی وفاداری اسرائیل کے ساتھ ہے۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ اگر اسرائیل کے خلاف جہاد کا فتویٰ جاری ہو گیا تو پاک فوج اور پاکستانی عوام جذبہ جہاد سے سرشار اسرائیل پر چڑھ دوڑیں گے۔ امریکہ یہ خطرہ مول نہیں لینا چاہتا کہ پاکستان جیسا کوئی ملک باقی بچے۔ روس کی طرح امریکہ بھی بھارت کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ یعنی ۵۹ء میں جب بھارت روس کے کیمپ میں تھا، اس وقت یہ بات کہی جا رہی ہے کہ بالآخر امریکہ اور بھارت پاکستانی فوج اور پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے خلاف ایک ہو جائیں گے، جو کہ آج ہم دیکھ رہے ہیں۔

ہماری فوج کو کمزور کرنا امریکہ، بھارت اور اسرائیل کا نصب العین ہے۔ اسی لیے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ۷۱ء میں پاکستان کو توڑنے میں روس، امریکہ اور ہندوستان کا مشترکہ اتحاد تھا۔ پھر یہ صاحب کہتے ہیں کہ پاکستان میں اگر اسلام کو فروغ حاصل ہوتا ہے تو اس کا فائدہ پوری دنیا کو ہوگا۔ افغانستان اور ایشیاء وسطیٰ بھی روس کی قید سے آزاد ہو جائیں گے۔ اور بعد ازاں افغان جنگ کے نتیجے میں ایسا ہی ہوا۔ پاک فوج نے ہی سوویت یونین کے ٹکڑے ٹکڑے کیے۔ شہاب لکھتے ہیں کہ ہم کو صرف جذبہ حب الوطنی ہی نہیں چاہیے، بلکہ ہمیں عشق اور جنون کی ضرورت ہے۔ اسی میں پاکستان کی سلامتی پوشیدہ ہے۔



اس کتاب میں ہم نے دنیا کی جغرافیائی سیاست پر بھی بات کی، اسکے تاریخی پس منظر پر بھی روشنی ڈالی اور اس میں روحانی انٹیلی جنس کے غیر معمولی کردار کو بھی واضح کیا۔ غرضیکہ تمام جہتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک تناظر پیش کیا۔ احادیث مبارکہ سے لے کر آج تک کے دور کے فقراء اور اولیاء نے جو کچھ پاکستان کے حوالے سے کہا، اس میں سے بھی آپ کے سامنے چیدہ چیدہ باتیں رکھ دیں۔

میرے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ قسطنطنیہ لازماً فتح ہوگا اور وہ امیر بھی جنتی ہے اور وہ فوج بھی جنتی ہے کہ جو اس پر قبضہ کرے گی۔ ایک بڑی فوج میں تو کئی گناہ گار بھی ہوتے ہیں، مگر میرے آقا ﷺ نے اس جہاد میں شریک ہونے کے باعث ان کے سارے گناہ معاف ہو جانے کی بشارت عطا فرمائی ہے۔ کیونکہ مشن بہت بڑا تھا۔ اسی طرح غزوۂ ہند سے متعلق ایک اور حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ اس فوج کے تمام گناہ معاف فرمائے گا کہ جو مشرکوں کے خلاف غزوۂ ہند میں شریک ہونگے۔ لہٰذا وہ تمام منافق جو آج اس بات پر اعتراض کرتے ہیں کہ پاک فوج میں تو بڑے گناہ گار لوگ بھی ہونگے، تو پھر کیونکر اللہ اس فوج سے غزوۂ ہند کی سربراہی کا کام لے گا، تو ایسے لوگوں کو سیدی رسول اللہ ﷺ کی حدیث شریف کے بعد خاموشی اختیار کر لینی چاہیے۔ سیدی رسول اللہ ﷺ نے ان تمام فوجوں کیلئے مغفرت اور جنت کی بشارت عطا فرمائی ہے کہ جو ماضی میں فتح قسطنطنیہ میں شامل تھے یا غزوۂ ہند کی مہمات میں شریک رہے ہیں یا ہونگے۔ سیدی رسول اللہ ﷺ کی اس بات پر شک کرنے والا اپنے ایمان کی خیر منائے۔

حضرت صفوان بن عمروؓ سے مروی ہے۔ کہتے ہیں کچھ لوگوں نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میری امت کے کچھ لوگ ہندوستان سے جنگ کریں گے، اللہ ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ حتیٰ کہ وہ ہندوستان کے بادشاہوں کو بیڑیوں میں جکڑے ہوئے پائیں گے۔ اللہ ان مجاہدین کی مغفرت فرمائے گا۔ جب وہ شام کی طرف پلٹیں گے تو عیسیٰ ابن مریمؑ کو وہاں موجود پائیں گے''۔

پاکستان کی تعمیر سے لیکر آج تک ہم ہندوستان کے خلاف حالت جنگ میں ہیں۔ ۱۹۴۸ء کی جنگ آزادی کشمیر ہو یا ۶۵ء کی جنگ، ۷۱ء کا معرکہ ہو یا کارگل کی جھڑپ، لائن آف کنٹرول پر آئے دن ہونے والا فائرنگ کا تبادلہ ہو یا خوارج کے خلاف لڑائی، سب غزوۂ ہند کے طویل سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ اور ان میں شامل ہونے کا وہی اجر ہے کہ جس کی بشارت سیدی رسول اللہ ﷺ مسلمان فوجوں کو دے چکے ہیں۔ چنانچہ ہمارے وہ فوجی کہ جو لائن آف کنٹرول پر کھڑے ہیں، ہمارے تمام پائلٹ اور فضائیہ کے جوان، ہماری بحریہ کے غازی، یہ سب ہی غزوۂ ہند کے مجاہد ہیں۔ آنے والے وقتوں میں ان کو آزمایا جائے گا اور مشرک ہندوستان کے ساتھ ایک فیصلہ کن جنگ ان کے نصیب میں ہے۔ اور کس قدر شاندار یہ نصیب ہے کہ جو سیدی رسول اللہ ﷺ نے پاک فوج کو عطا فرمایا ہے۔

یہ بات بالکل واضح ہے کہ اللہ نے ہمارے لیے ایک شاندار تقدیر لکھ دی ہے۔ اور اس وقت یہ تاریخ بننے کے عمل میں ہے۔ اس وقت کائنات کی تمام قوتیں حرکت میں ہیں۔ شیطانی طاقتیں بھی پوری قوت کے ساتھ دجالی نظام کو نافذ کرنے کیلئے متحرک ہیں۔ اور دوسری

جانب نوری وروحانی قوتیں بھی اللہ کی تائید سے اس کے امر کو نافذ کرنے کیلئے مصروف جہاد ہیں۔ ایک نئے دور کا آغاز ہو رہا ہے کہ جس کی بشارت دینے کیلئے علامہ اقبالؒ تشریف لائے تھے۔ امت کے عروج کا آغاز قیام پاکستان سے ہوتا ہے۔ اسی پاکستان کی تعمیر کیلئے اللہ نے درویش وقت علامہ اقبالؒ کو ایک تحفے کے طور پر بھیجا کہ جنھوں نے نہ صرف اس مدینہ ثانی کی بنیادیں کھڑی کیں، بلکہ اس کی سمت کا بھی تعین فرما دیا، اس کی تقدیر بھی بیان کر دی اور اس تقدیر کو حاصل کرنے کا طریقہ بھی بتا دیا۔ اقبالؒ "زندہ رود" ہیں، اور اس چشمے کا فیض آج بھی جاری ہے۔ ہمارے نصیب میں جو بھی خوش خبریاں لکھ دی گئی ہیں ان کو حاصل کرنے کا طریقہ بابا اقبالؒ ہیں۔

آئندہ آنے والے دور کی حکمرانی اور خلافت اب "اسلام آباد" کے نصیب میں ہے کہ جس نے حقیقی معنوں میں "دار الخلافہ" بننا ہے، یعنی خلافت کے احیاء کا مرکز۔

سب روحانی وظاہری اشارے اسی طرف ہیں کہ آنے والے وقتوں میں پاکستان امت مسلمہ کے عروج کا مرکز ہوگا۔ اسلام کے جلال و جمال کا امین ہوگا۔ شکوہ ترکمانی، ذہن ہندی اور نطق اعرابی بھی ہمیں ملے گا اور ہم ہی سے دنیا کی امامت کا کام بھی لیا جائے گا۔

یہ ملک مدینہ ثانی ہے۔ اس پاک سرزمین کی خاطر جان، مال، عزت و آبرو قربان کرنا بھی سستا سودا ہے۔ اس پر کبھی سمجھوتہ نہ کیجئے گا......!!

اللہ اس پاکستان کا حامی و ناصر ہو۔ اللہ ہمیں ان لوگوں میں شامل کرے کہ جو پاکستان کے دفاع میں جان، مال، عزت و آبرو قربان کرنے والے ہوں، کہ جو رسول اللہ ﷺ کی احادیث کے مطابق اگر شہید ہوئے تو افضل الشہداء سے میں ہونگے، اور اگر بچ گئے تو جہنم کی آگ سے آزاد غازی ہونگے!

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے، لب پہ آسکتا نہیں
محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہوجائے گی
شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے



لبیک یارسول اللہ ﷺ

لبیک غزوۂ ہند

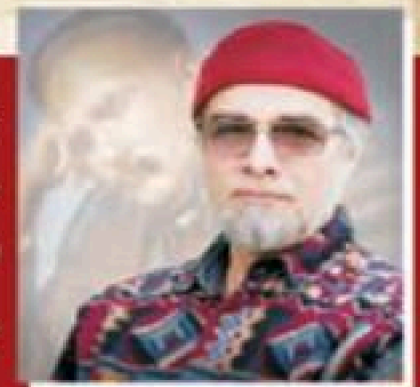


تاریخ گواہ ہے کہ عالمی افق پر آج تک جو بھی جغرافیائی سیاست رونما ہوئی ہے، اس کے پیچھے ایک غیر معمولی روحانی جہت ضرور کارفرما ہوتی ہے۔ کہیں پر تو یہ جہت براہ راست دخل انداز ہوتی نظر آتی ہے، تو کہیں یہ پس پردہ رہ کر حالات و واقعات پر اثرات مرتب کرتی ہے۔ تاریخ اسلام میں روحانی قوتوں کے فیصلہ کن عمل دخل کی اس قدر حیرت انگیز مثالیں ہیں کہ انسان یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اصل کردار مسلمانوں کی ظاہری قوت کا ہے یا ان کی پشت پر موجود روحانی قوتوں کا۔

اسی طرح آج سے لگ بھگ نو سو سال قبل ہندوستان میں ایک بزرگ نعمت اللہ شاہ ولیؒ گزرے ہیں۔ آپ نے اللہ کی تائید سے آنے والے وقتوں کی خوشخبریاں اور تنبیہات مسلمانوں کیلئے نہایت تفصیل سے بیان کی ہیں۔ نو سو سال سے اردو اور فارسی بولنے والے علاقوں میں ان کا کلام ایک مستند روحانی انٹیلی جنس کے طور پر پڑھا اور سمجھا جاتا ہے۔ درحقیقت کلام نعمت اللہ شاہ ولیؒ، روحانی انٹیلی جنس کا اتنا بڑا خزانہ ہے کہ اگر مسلمانوں نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا تو خسارے میں رہیں گے۔ آج جو دشمنوں کی طرف سے پاکستان کے وجود اور اسکی بقاء کے حوالے سے شکوک و شبہات کا اظہار کیا جا رہا ہے، اس صورتحال سے متعلق بھی نعمت اللہ شاہ ولیؒ کے قصیدے میں ذکر ملتا ہے۔ اس قصیدے میں پاکستان کے بننے کا ذکر بھی ہے، پاکستان کے ٹوٹنے کا بیان بھی، اور ساتھ ہی ساتھ بھارت کی شکست اور پاکستان کے عروج کی خوشخبری بھی......!

اس قصیدے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ لارڈ کرزن کہ جو ۱۹۰۵ء تک ہندوستان کا وائسرائے رہا، نے اس قصیدے پر پابندی لگادی تھی کیونکہ اس میں یہ درج تھا کہ انگریز سو سال بعد ہندوستان سے نکال دیے جائیں گے۔

ہماری اس تحقیق کا مقصد نعمت اللہ شاہ ولیؒ کے کلام کو سیاسی، معاشی اور عسکری تناظر میں سمجھنا ہے، اور یہ دیکھنا ہے کہ آج کے دور میں ہم کہاں کھڑے ہیں، اور ماضی سے سبق سیکھتے ہوئے آنے والے دور سے متعلق ہمیں کیا حکمت عملی ترتیب دینی چاہیے۔



یہ کتاب مصنف کے ۲۰۰۹ء میں ٹی وی پر نشر ہونے والے پروگرام ''نعمت اللہ شاہ ولیؒ'' کی کتابی شکل ہے۔ وقت اور حالات کے مطابق کتاب میں مزید بیش قیمت معلومات شامل کی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں نایاب تصاویر اور نقشے اس کتاب کو اور بھی منفرد بناتے ہیں۔ یہ کتاب اب تک نعمت اللہ شاہ ولیؒ پر ہونے والی تحقیق میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتی۔

سید زید زمان حامد

Website: www.zaidhamid.pk
E-mail: syedzaidzamanhamid@gmail.com



راولپنڈی، پاکستان

R.s: 750/-

نعمت اللہ شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ

آنے والے دور کی دھندلی سی اک تصویر دیکھ

سید زید زمان حامد

